معاملاتِ حضرت علیؓ

خطبات، اقوال، مکتوبات، گڈ گورنینس
کی روشنی میں ایک منفرد کتاب

مرتب
قیوم نظامی

جہانگیر بکس
• لاہور • راولپنڈی • ملتان • حیدر آباد • کراچی

Marfat.com

www.jbdpress.com

ناشر: فواز نیاز

جملہ حقوق بحق جہانگیر بکس محفوظ ہیں

اس کتاب کے کسی بھی حصے کی فوٹو کاپی، سکینگ یا کسی بھی قسم کی اشاعت کاپی رائٹ قانون کی خلاف ورزی تصور کی جائے گی۔ خلاف ورزی کی صورت میں تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

قانونی مشیر: چودھری غلام سرور نہنگ، چوہدری ریاض اختر

قیمت:-/499 روپے

For suggestions and complaints please contact
info@jbdpress.com

جہانگیر بکس
121-ڈی، گلبرگ-II، لاہور- فون: 042-35754518

پرنٹرز: زاہد بشیر پرنٹرز، بندروڈ، لاہور

ڈسٹری بیوشن

لاہور: اردو بازار، فون: 042-37220879
لاہور: جہانگیر سنز، جوہر ٹاؤن، فون: 3-042-35290892
لاہور: جہانگیر سنز، گلبرگ، فون: 042-35771000
راولپنڈی: کتاب گھر، اقبال روڈ، نزد کمیٹی چوک، فون: 051-5539609
ملتان: اندرون بوہڑ گیٹ، فون: 061-4781781
کراچی: اردو بازار، فون: 021-32765086
حیدرآباد: مکان نمبر 194/8 نزد علی مینشن، لجپت روڈ، فون: 022-2780128

Marfat.com

انتساب

حضرت علیؓ سے محبت کرنے والوں کے نام

Marfat.com

Marfat.com

تعارفی حروف

اسلامی مفکرین کا خیال ہے کہ معاملات بھی عبادات کا لازمی حصہ ہیں مگر مسلمان معاملات کو نظر انداز کرتے رہے چنانچہ مثالی صالح معاشرہ وجود میں نہ آسکا جو ربّ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا مقصد تھا۔ معاملاتِ رسول ﷺ کی عوامی مقبولیت کے بعد حوصلہ افزائی ہوئی اور خلفائے راشدین کے بارے میں بھی معاملات کی بنیاد پر کتب مرتب کرنے کا عزم کیا۔ نیت نیک ہو تو اللہ تعالیٰ برکت ڈال دیتا ہے۔ حضرت علیؓ کی سیرت اور شخصیت پر اب تک ہزاروں کتب تحریر کی گئی ہیں جو آج بھی زندہ اور تابندہ ہیں۔ زیرِ نظر کتاب ''معاملات سیّدنا علیؓ'' عام قاری کے لیے مرتب کی گئی ہے۔ ولادت سے شہادت تک ان تمام واقعات اور معاملات کو آسان اور عام فہم زبان میں بیان کیا گیا ہے جن سے حضرت علیؓ کی بے مثال شخصیت اجاگر ہوتی ہے۔ یہ کتاب فرقہ واریت سے اوپر اٹھ کر مرتب کی گئی ہے البتہ عقیدت کو ملحوظِ خاطر رکھا گیا ہے۔

اس کتاب میں حضرت علیؓ کے تاریخی خطبات بھی شامل کیے گئے ہیں تا کہ قارئین حضرت علیؓ کی شخصیت اور مقام سے براہِ راست آگاہ ہوسکیں۔ حضرت علیؓ کے اقوال آج بھی بڑے ذوق وشوق سے پڑھے جاتے ہیں، اقوالِ علیؓ کا انتخاب بھی اِس کتاب کی زینت ہے۔ آج پاکستان کے شہری گڈ گورنینس کو ترس رہے ہیں مگر حکمران ان بنیادی اصولوں پر عمل کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے جو گڈ گورنینس کو یقینی بناتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے گورنر کے نام اپنے ایک مکتوب میں اچھی حکمرانی کے اصول تحریر فرمائے تھے جو ہزاروں سال گزرنے کے بعد بھی قابلِ عمل ہیں اور یہ اصول قیامت تک قابلِ عمل رہیں گے۔ حضرت علیؓ کا حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے نام وصیت نامہ بھی کتاب میں شامل ہے جس میں کامیاب زندگی کے گُر بتائے گئے ہیں۔ یہ وصیت نامہ ہر نوجوان مرد اور خاتون کے لیے نسخۂ کیمیا ہے۔ معاملات سیّدنا علیؓ ہر لحاظ سے دین اور دنیا سنوارنے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

Marfat.com

جہانگیر بکس کے مالکان فواز نیاز، نبیل نیاز، اور عدیل نیاز کا ممنون ہوں کہ وہ محبت اور عقیدت کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی سیرت پر کتب شائع کر رہے ہیں۔ جہانگیر بکس کے ایڈیٹر محمد اقبال قریشی کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے بڑی توجہ اور محنت سے کتاب کا مطالعہ کر کے اس کے معیار میں اضافہ کیا۔ اپنے رفقاء اور فیملی کی حوصلہ افزائی کا بھی شکر گزار ہوں۔ عاجزی اور انکساری کے ساتھ اپنے رب سے عرض گزار ہوں کہ مجھے خلفائے راشدین پر کتب مرتب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ قارئین سے ملتمس ہوں کہ میری غیر ارادی کوتاہیوں کو درگزر کرتے ہوئے کتاب کے اگلے ایڈیشن کو معیاری بنانے کے لیے اپنے مشوروں سے مستفیض فرمائیں۔

قیوم نظامی

Marfat.com

فہرست

حضرت علیؓ کا خاندان 9

حضرت علیؓ اور ہجرتِ مدینہ 17

سیّدنا حضرت علیؓ کی عسکری خدمات 21

حضرت علیؓ، عہد حضرت ابوبکر صدیقؓ میں 31

حضرت علیؓ، عمر فاروقؓ کے عہد میں 37

حضرت علیؓ، دورِ عثمانی میں 43

حضرت علیؓ کی بیعت 47

جنگِ جمل 49

جنگِ صفین 53

تحکیم اور خوارج 59

معرکۂ نہروان 38ھ 63

حضرت علیؓ کی شہادت 85

حضرت علیؓ کی شہادت پر مرثیے 87

حضرت حسنؓ بن علیؓ 91

حضرت امام حسینؓ 95

معاملاتِ حضرت علیؓ 99

Marfat.com

اسلامی حکومت کی بنیادیں (مالک اشتر کے نام تاریخی خط) 113

حضرت علیؑ کا وژن 137

حضرت علیؑ کا منشور 147

زندگی کیسے گزاری جائے (حضرت علیؑ کی وصیت) 155

سبق آموز خطبات 167

حضرت علیؑ کے اقوال 181

Marfat.com

حضرت علیؓ کا خاندان

نام ونسب

آپ کا اسم گرامی حضرت علیؓ، کنیت ابوالحسن، ابوتراب اور لقب حیدر، اسداللہ اور المرتضیٰ تھا۔ آپ کے والد کا نام ابوطالب اور والدہ کا نام فاطمہ تھا۔ حضرت علیؓ کا خاندان بنو ہاشم، عرب کا ممتاز خاندان تھا۔ خانہ کعبہ کی خدماتِ سقایہ زمزم کے انتظامات اس خاندان کے سپرد تھے جس کے افراد حجاج کرام کی خدمت کرتے تھے۔ (البدایہ، ابن کثیر)

بنو ہاشم کے لیے سب سے بڑا شرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا:

> ''اللہ تعالیٰ نے اولادِ اسماعیل میں سے کنانہ کو اور کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنو ہاشم کو چن لیا اور بنو ہاشم میں سے مجھ کو برگزیدہ کیا۔'' (البدایہ والنہایہ)

حضرت علیؓ کا نسب یہ ہے:

> ''علی ابن طالب (عبد مناف) بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قُصّی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔'' (طبقات الکبریٰ)

حضرت علیؓ کے والد ابوطالب

حضرت علیؓ کے دادا عبدالمطلب نے کئی شادیاں کیں جن میں ایک شادی خاندان بنومخزوم کی خاتون فاطمہ بنتِ عمرو بن عائذ سے کی جس میں سے تین لڑکے اور چار لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکوں میں زبیر، ابوطالب اور عبداللہ تھے۔ ابوطالب کا اصل نام عبدمناف تھا اور کنیت ابوطالب

Marfat.com

تھی، آپ اسی نام سے مشہور ہوئے (کتاب نسب قریش)۔ ابو طالب پیدائشی طور پر ٹانگوں سے معذور تھے اور زیادہ محنت نہیں کر سکتے تھے۔ اسی معذوری کی بناء پر ان کی مالی حالت کمزور رہی۔ اُن کی اولاد بھی زیادہ تھی لہٰذا گزارہ بڑی مشکل سے ہوتا تھا۔ حضرت علیؓ کا قول ہے:

''میرے والد ابو طالب جب سردار ہوئے تو فقیر تھے، ان سے پہلے کوئی فقیر سردار نہیں ہوا۔'' (تاریخ یعقوبی)

عبدالمطلب کی وفات کے بعد ابو طالب نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت فرمائی اور قریش کے سخت دباؤ کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑا۔ ابو طالب نے اپنی وفات سے پہلے کہا ''اے بنوعبد مناف، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور ان کی تصدیق کرو تم ہدایت اور فلاح پاؤ گے۔'' یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے چچا آپ ان کو تو نصیحت کر دیتے ہیں، خود اس پر عمل کیوں نہیں کرتے۔'' ابو طالب نے پوچھا ''آپ کیا چاہتے ہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں چاہتا ہوں کہ آپ لا الہ الا اللہ کہیں تا کہ میں اللہ کے سامنے آپ کے ایمان کی گواہی دوں۔'' ابو طالب نے کہا

''اے بھتیجے! میں جانتا ہوں کہ تم صادق ہو لیکن میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ یہ کہا جائے کہ ابو طالب موت سے ڈر گیا اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں کلمہ پڑھ کر تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈا کرتا کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ تم بہت نصیحت کرتے ہو اور بہت غم کھاتے ہو۔'' (تفسیر کبیر، قرطبی، ابن کثیر)

جب قریش کے سرداروں نے بنو ہاشم اور بنوعبدالمطلب کا سماجی بائیکاٹ کر دیا اور دونوں خاندانوں کے افراد کو شعب ابی طالب میں نظر بند ہونا پڑا تو ابو طالب نے اس اہم موڑ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے ''جس کو عمل نے پیچھے ڈال دیا ہو اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھا سکتا۔'' (مسلم)

حضرت علیؓ کی والدہ فاطمہؓ بنت اسد

حضرت علیؓ کی والدہ کا نام فاطمہؓ بنت اسد تھا۔ ان کا تعلق بنو ہاشم سے تھا۔ آپ مشرف بہ اسلام ہوئیں اور مدینہ میں وفات پائی۔ فاطمہؓ بنت اسد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں کی طرح نگہداشت کی۔ حقیقی ماں سے محرومی کے بعد یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں تھیں۔ بہت سی احادیث فاطمہؓ بنت اسد سے مروی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو تحائف بھیجا کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت علیؓ نے اپنی

Marfat.com

والدہ سے گزارش کی کہ وہ خانگی امور مثلاً پانی لانے اور گھر کے باہر کے کاموں میں فاطمہؓ بنت محمد ﷺ کی معاونت کرتے ہیں اس لیے فاطمہؓ چکی پیسنے اور آٹا گوندھنے وغیرہ میں آپ کی معاونت کریں تاکہ آپ کو زیادہ زحمت نہ ہو۔ (اسد الغابہ) حضرت فاطمہؓ بنت اسد کی وفات پر حضور اکرم ﷺ نے کفن دفن کے انتظامات فرمائے اور اپنی قمیص مبارک ان کے کفن میں شامل فرمائی۔ قبر تیار ہوئی تو اس میں داخل ہو کر دعائے مغفرت فرمائی۔ (اسد الغابہ) اس موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابو طالب کے بعد میری نگہداشت اور ضروریات پوری کرنے میں فاطمہ بنت اسد کا بڑا حصہ ہے اور میں نے ان کے لیے دعا کی ہے کہ ان کی قبر کی مشکلات آسان ہوں۔

حضرت علیؓ کی ولادت اور لڑکپن

حضرت علیؓ کے سن ولادت کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض کے نزدیک آپ کی ولادت عام الفیل کے سات سال بعد ہوئی اور بعض کے نزدیک سن ولادت رجب عام الفیل کے سن 30 مکہ مکرمہ ہے۔ ابن کثیر کے مطابق جب حضرت علیؓ ایمان لائے اس وقت ان کی عمر سات برس تھی۔ (البدایہ والنہایہ) اس حساب سے آپ کی ولادت، بعثت نبوی سے سات سال قبل ہوئی۔ حضرت علیؓ نے غزوۂ بدر میں شرکت کے بارے میں فرمایا "میں پورے بیس سال کا بھی نہ تھا جو غزوۂ بدر میں لڑنے کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا۔" (نہج البلاغہ)

حضرت علیؓ 40 ہجری میں 58 برس کی عمر میں شہید ہوئے، اس لحاظ سے آپ کی عمر بعثت نبوی کے وقت 5 سال بنتی ہے۔ مسعودی شیعی کے مطابق حضرت علیؓ کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی (مروج الذہب)۔ محدثین اس روایت سے اختلاف کرتے ہیں اور اسے عقیدت کا اظہار قرار دیتے ہیں۔ حضرت علیؓ مکہ میں شعب بنی ہاشم میں پیدا ہوئے۔ والدہ فاطمہؓ بنت اسد نے نام اسد رکھا جب کہ والد ابو طالب نے آپ کا نام علیؓ رکھا۔

ابو طالب کثیر العیال شخص تھے اور معاشی حالت اچھی نہ تھی۔ حضور اکرم ﷺ کو اپنے چچا کی مالی حالت کا بڑا احساس تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے مالدار چچا سیدنا عباسؓ کو ترغیب دی کہ ابو طالب کے دو بیٹوں کی کفالت اپنے ذمے لے لی جائے، سیدنا جعفرؓ سیدنا عباسؓ کی اور سیدنا حضرت علیؓ آپ ﷺ کی کفالت میں آگئے۔ (طبری، زرقانی) حضرت علیؓ نے حضور اکرم ﷺ کی سرپرستی میں

Marfat.com

تعلیم و تربیت پائی۔ قبولِ اسلام مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے کے بارے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ اکثریت کی رائے میں حضرت ابوبکرؓ ایمان لانے والے پہلے مرد تھے (تاریخ الخلفاء۔ مجمع البیان)، کچھ روایات کے مطابق حضرت علیؓ مردوں میں سب سے پہلے اسلام لائے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مختلف روایات کی روشنی میں اس نتیجے پر پہنچے:

''آزاد مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ ایمان لائے، عورتوں میں سیدہ خدیجہؓ، غلاموں میں زیدؓ بن حارثہ اور بچوں میں سیدنا حضرت علیؓ بن ابی طالب ایمان لائے تھے۔'' (البدایہ والنہایہ، طبری)

ایک روایت کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاندان بنو ہاشم کے افراد کو کھانے کی دعوت پر بلایا اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''میں تمہارے سامنے وہ چیز لایا ہوں جو دنیا اور آخرت میں سب سے افضل اور بہترین چیز ہے یعنی دعوتِ اسلام اور اس سے قبل اس قسم کی بہترین دعوت تم لوگوں کے سامنے کسی نے پیش نہیں کی۔'' (البیہقی)

بنو ہاشم کے کسی فرد نے اسلام کی دعوت قبول نہ کی البتہ حضرت علیؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کیا اور تعاون کا یقین دلایا اور کہا ''اگرچہ میں عمر کے لحاظ سے بچہ ہوں اور گو مجھے آشوب چشم ہے، میرا پیٹ بڑھا ہوا ہے، میری ٹانگیں پتلی ہیں تاہم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دوں گا۔'' (طبری۔ البدایہ والنہایہ) مکی زندگی مسلمانوں کے لیے سخت ترین تھی۔ اگر مکہ کے باہر سے بھی کوئی شخص آتا اور اسلام قبول کرتا تو اسے بھی ظلم و تشدد کا نشانہ بننا پڑتا۔ امام بخاریؒ نے سیّدنا ابوذر غفاریؓ کے اسلام لانے کا واقعہ بیان کیا ہے۔ سیّدنا ابوذر غفاریؓ کو جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا علم ہوا تو انہوں نے اپنے بھائی کو مکّہ بھیجا تا کہ وہ صحیح صورت حال کا پتا لے کر آئیں۔ وہ مکّہ پہنچے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی باتیں سنیں اور واپس جا کر ابوذر غفاریؓ کو بتایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اچھے اخلاق کی تعلیم دیتے ہیں اور ان کی باتیں شاعری نہیں ہیں۔ سیّدنا ابوذرؓ کی ان باتوں سے تسلی نہ ہوئی اور انہوں نے خود مکہ جا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا ارادہ کر لیا۔ مکہ پہنچ کر تین دن خانہ کعبہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں رہے۔ حالات چونکہ سخت کشیدہ تھے، خوف و ہراس کا عالم تھا اس لیے حضرت ابوذرؓ کسی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھتے نہیں تھے۔ حضرت علیؓ نے

Marfat.com

دیکھا کہ ایک شخص تین دن سے خانہ کعبہ میں موجود ہے اور کسی کی تلاش میں ہے، آپ نے ابوذرؓ سے مکہ آنے کا مدعا پوچھا تو انہوں نے حقیقت بیان کر دی۔ حضرت علیؓ نے حضرت ابوذرؓ سے کہا کہ وہ صبح سویرے ان کے پیچھے پیچھے چلیں، وہ ان کو حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچا دیں گے۔ ابو ذر غفاریؓ نے حضور اکرم ﷺ سے ملاقات کی اور آپ ﷺ کا پیغام سن کر ایمان لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابو ذر ابھی اسلام پوشیدہ رکھنا، کسی پر ظاہر نہ کرنا اور اپنے گھر لوٹ جاؤ۔ ابوذر غفاریؓ نے قسم کھا کر کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں اپنے اسلام کو چھپا نہیں سکتا۔ ابو ذرؓ خانہ کعبہ پہنچے اور بلند آواز میں کہا ''میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ﷺ ہیں۔ یہ سنتے ہی کفار ان پر ٹوٹ پڑے اور اتنا مارا کہ ابوذرؓ بے ہوش ہو گئے۔ یہ دردناک منظر دیکھ کر سیّدنا عباسؓ ترس کھا کر ان کے اُوپر گر پڑے اور اہل مکہ سے کہا کہ تم کو شرم نہیں آتی، تم اس شخص کی جان لینا چاہتے ہو جس کا قبیلہ تمہاری تجارت کی گزرگاہ کے راستے میں ہے۔ کفار سیّدنا عباس کی بات سن کر ایک طرف ہٹ گئے۔ (بخاری، مسلم)

حج کے دنوں میں حضور اکرم ﷺ حضرت ابوبکرؓ کے ہمراہ مختلف اجتماعات میں دین حق کی تبلیغ کے لیے تشریف لے جاتے، کبھی کبھی حضرت علیؓ بھی آپ ﷺ کے ہمراہ ہوتے۔ (کنز العمال) حضرت علیؓ تین سال دوسرے مسلمانوں کے ساتھ شعب ابی طالب میں نظر بند رہ کر مصائب بھی برداشت کرتے رہے۔

حضرت علیؓ کے برادران

طالب

طالب، ابو طالب کے بڑے بیٹے تھے۔ کہتے ہیں ان کو رسول اللہ ﷺ سے بہت محبت تھی اور آپ ﷺ کی شان میں کچھ اشعار بھی کہے۔ جنگ بدر میں بادل نخواستہ کفار مکہ کے ساتھ شریک ہوئے مگر میدان جنگ میں مسلمانوں کے خلاف تلوار نہ اُٹھائی۔ مکہ آ کر ایک مرثیہ لکھا اور قصیدہ آپ ﷺ کی شان میں تحریر کیا۔ غزوۂ بدر کے بعد حالتِ شرک میں موت واقع ہوئی۔ (طبری)

Marfat.com

حضرت عقیلؓ

حضرت عقیل کی کنیت ابو یزید ہے۔بعض مؤرخین کے مطابق صلح حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئے۔(البدایہ والنہایہ)
غزوۂ بدر میں مشرکین کی جانب سے شریک ہوئے اور گرفتار ہو گئے ان کے چچا عباس نے چار ہزار درہم فدیہ ادا کر کے رہا کرایا۔(کتاب المعارف۔ طبقات ابن سعد)
عقیلؓ انساب قریش سے بہت آشنا تھے،لوگ اس بارے میں ان سے رجوع کیا کرتے تھے۔قدرت نے انہیں حاضر جوابی کے وصف سے بھی نواز رکھا تھا۔حضرت علیؓ کی خلافت کے دوران حضرت عقیلؓ، امیر معاویہؓ سے مل گئے اور اپنے بھائی کو چھوڑ دیا۔(کتاب المعارف)

بعض روایات کے مطابق آخری عمر میں ان کی بینائی جاتی رہی۔عقیلؓ کے بارہ بیٹے تھے جن میں سے نو حضرت امام حسینؓ کے ساتھ میدان کربلا میں شہید ہوئے۔عقیل نے بعض روایات کے مطابق امیر معاویہؓ کے دور میں اور بعض کے مطابق یزید کے دور میں وفات پائی۔

حضرت جعفرؓ

ابو طالب کے تیسرے صاحبزادے سیدنا جعفرؓ تھے۔وہ عقیلؓ سے دس سال چھوٹے اور حضرت علیؓ سے دس سال بڑے تھے۔ان کے اسلام لانے کے بارے میں روایت ہے کہ ایک روز حضور اکرم ﷺ اور حضرت علیؓ نماز پڑھ رہے تھے، ابو طالب نے جب اپنے دو عزیزوں کو مصروف عبادت دیکھا تو انہوں نے قریب کھڑے سیدنا جعفرؓ سے کہا کہ تم بھی اپنے بھائیوں کے ہمراہ کھڑے ہو جاؤ چنانچہ سیدنا جعفرؓ بھی آپ ﷺ کے بائیں جانب کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ان کو عبادت الٰہی کا اس قدر لطف آیا کہ وہ آپ ﷺ کے مرید اور مقلد ہو گئے۔سیّدنا جعفرؓ کے ایمان لانے سے قبل 32 آدمی دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے۔(اسد الغابہ، ابن سعد)

سیّدنا جعفرؓ نے دو ہجرتیں فرمائیں، ایک ہجرت حبشہ اور دوسری ہجرت مدینہ۔حبشہ میں جب قریش کے وفد نے نجاشی کے دربار میں ہجرت کرنے والے مسلمانوں پر مختلف نوعیت کے الزامات لگا کر ان کی مکہ واپسی کا مطالبہ کیا تو اس موقع پر سیّدنا جعفرؓ نے اس قدر دلکش تقریر کی کہ

Marfat.com

نجاشی بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ دوسری ہجرت انہوں نے 7 ہجری میں مدینہ کی جانب کی، جب مسلمان خیبر کی فتح کی خوشی منا رہے تھے۔ اس موقع پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''میں نہیں جانتا کہ مجھے جعفرؓ کے آنے کی زیادہ خوشی ہے یا فتح خیبر کی۔'' (طبقات ابن سعد)

8 ہجری میں غزوۂ موتہ پیش آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ کو فوج کا سپہ سالار مقرر فرمایا اور یہ ہدایت کی کہ اگر زیدؓ شہید ہوں تو جعفرؓ اور جعفرؓ شہید ہوں تو عبداللہؓ بن رواحہ فوج کے سپہ سالار ہوں گے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ سیّدنا جعفرؓ کو اس جنگ میں پچاس زخم آئے جو سب جسم کے سامنے والے حصہ پر تھے، کوئی بھی زخم پشت پر نہ تھا (بخاری)۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے ''رسول اللہ ﷺ کے زمین پر چلنے والوں اور گھوڑے پر سوار ہونے والوں میں بہترین شخص جعفر تھے۔'' سیّدنا جعفرؓ فیاض اور سخی تھے، غرباء اور مساکین کو کھلانے میں انہیں خاص لطف آتا تھا۔ (بخاری)۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا ''جعفر تم صورت اور سیرت دونوں میں مجھ سے مشابہ ہو۔'' (بخاری، مسند احمد)

حضرت علیؓ کی ہمشیرگان

اُمِ ہانیؓ

یہ ابو طالب کی صاحبزادی اور حضرت علیؓ کی سگی ہمشیرہ تھیں۔ روایات میں ان کے نام فاختہ، فاطمہ اور ہند بیان کیے گئے ہیں ان کے خاوند کا نام ہبیرہ بن ابو وہب مخزومی تھا جو ابو جہل کا قریبی رشتے دار تھا۔ اسلام کا سخت دشمن تھا۔ 8 ہجری فتح مکہ کے بعد بھاگ کر عیسائی علاقے نجران چلا گیا (طبری)۔ ام ہانی نے فتح مکہ کے روز اسلام قبول کیا۔ حضرت علیؓ نے فتح مکہ کے بعد اُمِ ہانی کے شوہر کے رشتے داروں کو قتل کرنے کی کوشش کی اِم ہانیؓ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ میں نے اپنے شوہر کے رشتے داروں کو پناہ دی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ہم نے اسے امان دی جسے تم نے امان دی۔'' (بخاری)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق ام ہانیؓ سیدنا علیؓ کے بعد زندہ رہیں۔ (الاصابۃ)

جمانۃ

حضرت علیؓ کی حقیقی بہن تھیں۔ ان کا نکاح ابو سفیانؓ بن حارث بن عبدالمطلب کے ساتھ

Marfat.com

ہوا اور اولاد بھی ہوئی۔ (نسب قریش) ابوسفیان بن حارث فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہو گئے۔ جمانہ کا ہجرت کرنا اور اسلام لانا بعض علماء نے ذکر کیا ہے۔ (اسد الغابہ) رسول اللہ ﷺ نے ان کو خیبر کے مال غنیمت میں سے تیس وسق دیا تھا۔ (الاصابہ)

حضرت علیؓ کی ازواج

حضرت علیؓ کی آٹھ بیویاں تھیں:

1- حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ

2- خولہ بنت جعفر بن قیس

3- لیلیٰ بنت مسعود

4- ام البنین بنت حزام

5- اسماء بنت عمیس

6- صہباء (ام حبیب بنت ربیعہ)

7- امامہ بنت العاص

8- ام سعید بنت عروہ

Marfat.com

حضرت علیؓ اور ہجرتِ مدینہ

قریش نے مکہ میں اسلام کی اشاعت کو روکنے کے لیے سب حربے آزما لیے تو انہوں نے دارالندوہ میں جمع ہو کر ایک سازش تیار کی جس کے مطابق فیصلہ کیا گیا کہ تمام قبائل کا ایک ایک فرد باہم مل کر حضور اکرم ﷺ کے گھر کا محاصرہ کرلیں اور آپ ﷺ کو قتل کر دیں تا کہ کسی ایک قبیلے پر ذمے داری نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اس سازش سے آگاہ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور قریش کی امانتیں ان کے سپرد کر دیں اور فرمایا کہ مجھے ہجرت کا حکم ہو چکا ہے میں آج رات مدینہ روانہ ہو جاؤں گا، آپ قریش کی امانتیں واپس کر کے مدینہ آجائیں۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا:

''میری چارپائی پر میری حضرمی چادر اوڑھ کر سو رہو، تمہیں کوئی بھی گزند نہیں پہنچائے گا۔'' (ابنِ ہشام، طبری)

حضرت علیؓ شیر خدا تھے، وہ بلا خوف و خطر آپ ﷺ کی چارپائی پر سو گئے۔ قریش یہی سمجھتے رہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنی چارپائی پر سو رہے ہیں۔ صبح جب حضرت علیؓ اُٹھے تو قریش ان کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔

کفار نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا ''مجھے آپ ﷺ کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے۔'' (طبقات ابن سعد)

حضرت علیؓ نے قریش کی امانتیں ان کے سپرد کر دیں اور تین دن تک مکہ میں سرعام پھرتے رہے اور تین دن بعد مدینہ کی جانب ہجرت کر گئے۔ حضرت علیؓ نے ہجرت مدینہ کے بارے میں خود فرمایا ''میں تین دن مکہ میں رہا، میں لوگوں کے سامنے آتا جاتا، میں ایک روز بھی لوگوں سے غائب نہیں رہا پھر تین روز کے بعد مکہ سے نکلا اور اس راستے پر چلتا گیا جس راستے پر رسول اللہ ﷺ گئے

Marfat.com

تھے یہاں تک کہ میں بنی عمرو بن عوف کے محلّہ میں پہنچا۔ میں کلثومؓ بن الھدم کے مکان پر گیا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام فرماتے تھے۔" (طبقات ابن سعد۔طبری)

حضرت علیؓ نے ہجرت کے سفر کے دوران بہت سختیاں برداشت کیں، ان کے پاؤں میں چھالے پڑ گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کا پرتپاک خیر مقدم کیا ان کے پاؤں پر ہاتھ پھیرا اور لعاب دہن لگایا اس کے بعد حضرت علیؓ کے پاؤں کو شہادت تک کبھی کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ (ابن اثیر)

مدینہ میں مسجد نبوی تعمیر کی گئی جس کی تعمیر میں حضرت علیؓ نے بھی دوسرے صحابہ کرام کے ساتھ حصہ لیا۔ حضرت علیؓ اینٹ گارا اُٹھا کر لاتے اور یہ شعر پڑھتے جاتے:

"جو مسجد تعمیر کرتا ہے اور مشقت برداشت کرتا ہے کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اور اس کے مقابلہ میں جو گرد و غبار کی وجہ سے اس کام سے جی چراتا ہے وہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔" (زرقانی۔سیرت ہشام)

مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آنے والے مسلمان خالی ہاتھ آئے تھے، ان کی بحالی ایک بڑا مسئلہ تھا جو نئی اسلامی ریاست کو درپیش تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انسؓ بن مالک کے گھر پر 45 مہاجرین اور انصار کو جمع کیا اور انصار سے فرمایا کہ مہاجرین تمہارے بھائی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین اور انصار میں سے دو اشخاص کو بلا کر فرماتے گئے "یہ اور تم بھائی بھائی ہو۔" (طبقات ابن سعد) مواخات (بھائی چارے) کا یہ نمونہ انسانی تاریخ نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ انصار مہاجر بھائیوں کو اپنے گھروں میں لے گئے اور ان کو ہر چیز میں شریک کر لیا۔ سیّدنا سعدؓ بن الربیع نے سیّدنا عبدالرحمنؓ بن عوف سے کہا کہ میری دو بیویاں ہیں میں ان میں سے ایک کو طلاق دیتا ہوں آپ اس سے نکاح کر لیں۔ سیدنا عبدالرحمنؓ نے شکریہ کے ساتھ انکار کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ اور سہلؓ بن حنیف کے درمیان مواخات کروائی۔ بعض روایات کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا "یہ میرا بھائی ہے۔" (سیرت ابن ہشام)

حضرت علیؓ کی سیّدہ فاطمہؓ سے شادی

حضرت علیؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر پر مقیم تھے، ان کی شادی سیّدہ فاطمہؓ سے ہوئی، اس وقت حضرت علیؓ کی عمر 21 سال اور سیّدہ فاطمہؓ کی عمر ساڑھے پندرہ سال تھی۔ (زرقانی۔قرطبی)
شیعہ حضرات کے مطابق حضرت علیؓ کی شادی اس طرح ہوئی:

Marfat.com

''سیدنا علیؓ فرماتے ہیں کہ سیّدنا حضرت ابوبکر اور سیّدنا عمر میرے پاس آئے اور کہا کہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ سیّدہ فاطمہؓ سے نکاح کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ ان حضرات کی ترغیب پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو مسکرا کر فرمایا ''علیؓ کس طرح آنا ہوا؟'' میں نے اپنی نسبتی قرابت، قبولیت اسلام اور مساعی جہاد کا ذکر کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''علیؓ جو کچھ تم نے کہا تم اس سے بہتر ہو'' میں نے عرض کیا ''اگر آپ فاطمہؓ کا نکاح مجھ سے کر دیں تو بہتر ہوگا۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ابھی یہاں ٹھہرو میں گھر سے ہو کر آتا ہوں۔ آپ ﷺ گھر تشریف لے گئے، سیّدہ فاطمہؓ آپ کو دیکھ کر کھڑی ہو گئیں۔ آپ ﷺ کی چادر اور نعلین اُتار کر رکھیں پھر وضو کے لیے پانی لا کر آپ ﷺ کو وضو کرایا آپ ﷺ کے پاؤں مبارک دھوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے سیّدہ فاطمہؓ سے ارشاد فرمایا ''فاطمہؓ علیؓ نے تیرے نکاح کے بارے میں ذکر کیا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے؟'' سیّدہ فاطمہؓ خاموش رہیں لیکن چہرے پر ناپسندیدگی کے کوئی آثار نہ تھے اور نہ ہی رُخ پھیرا۔ رسول اللہ ﷺ اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا ''فاطمہؓ کا خاموش ہو جانا ہی اقرار اور رضامندی کی علامت ہے۔'' (طوسی)

بعض دوسری روایات کے مطابق بھی حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی ترغیب پر ہی حضور اکرم ﷺ سے سیّدہ فاطمہؓ سے نکاح کی درخواست کی۔ حضرت علیؓ کی مالی حالت بہت کمزور تھی۔ ان کے پاس حق مہر کی ادائیگی کے لیے بھی رقم موجود نہ تھی۔ آپ ﷺ کے مشورہ پر حضرت علیؓ نے اپنی زرّہ فروخت کر کے حق مہر اور شادی کے اخراجات پورے کیے۔ سیّدہ فاطمہؓ کو جہیز میں ایک چارپائی ایک بڑی چادر، چمڑے کا تکیہ، ایک مشکیزہ دو گھڑے اور ایک آٹا پیسنے کی چکی دی گئی۔ (طبقات ابن سعد۔ مسند احمد)

غربت اور ناداری کی بنا پر سیّدہ فاطمہؓ خود چکّی پیستیں جس کی وجہ سے ان کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے۔ سیّدہ فاطمہؓ نے حضور اکرم ﷺ سے ایک غلام کی فرمائش کی۔ ایک روایت کے مطابق رسول اللہ نے ان سے فرمایا ''میں اصحاب صفہ کو چھوڑ کر جن کے پیٹ میں بھوک کی وجہ سے

Marfat.com

بل پڑ رہے ہیں تم لوگوں کو نہیں دوں گا، میرے پاس ان کے اخراجات کے لیے کچھ نہیں لہٰذا میں ان غلاموں کو بیچ کر ان کی قیمت اصحاب صفہ پر خرچ کر دوں گا۔'' (فتح الباری)

ایک روز حضور اکرم ﷺ کے گھر پر فاقہ تھا۔ جب حضرت علیؓ کو معلوم ہوا تو وہ مزدوری کے لیے گھر سے نکلے، ایک یہودی کے باغ میں پہنچے اور باغ کو سینچنے کی مزدوری قبول کر لی۔ اُجرت ایک پانی کے ڈول کے عوض ایک کھجور طے پائی۔ حضرت علیؓ نے پانی کے سترہ ڈول کھینچے اور اپنی پسند کی سترہ کھجوریں لیں۔ آپ نے یہ کھجوریں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ جب آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ سیّدنا حضرت علیؓ نے گھر میں فاقہ کی وجہ سے مزدوری کر کے کھجوریں حاصل کیں تو آپ ﷺ نے فرمایا ''جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرے اسے چاہیے کہ مصائب کے روک تھام کے لیے ایک چھتری بنا لے۔'' (کنز العمال) حضرت علیؓ شادی کے بعد کچھ عرصہ آپ ﷺ کے گھر پر ہی مقیم رہے۔ حارثہؓ بن نعمان نے آپ ﷺ کو سیدہ فاطمہؓ کے لیے ایک گھر کی پیش کش کی جو آپ ﷺ نے تردّد کے ساتھ قبول فرمائی۔ حضرت علیؓ اور سیّدہ فاطمہؓ اس گھر میں منتقل ہو گئے۔ گھر کی صفائی کے انتظامات حضرت عائشہؓ نے کیے۔'' (ابن ماجہ)

حضرت عائشہؓ اور حضرت جابرؓ سے روایت ہے:

''فاطمہؓ کی شادی سے بہتر اور عمدہ ہم نے کوئی شادی نہیں دیکھی۔''

(تاریخ الخمیس)

دعوت ولیمہ کی سنت نہایت سادگی سے ادا کی گئی اور نمود و نمائش سے اجتناب کیا گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی:

''اے اللہ زوجین کے مال و جان اور ان کی اولاد کے حق میں برکت عطا فرما۔''

Marfat.com

سیّدنا حضرت علیؓ کی عسکری خدمات

غزوۂ بدر

17 رمضان 2ھ کو غزوۂ بدر ہوا جو امت اسلامیہ کے لیے فیصلہ کن معرکہ ثابت ہوا جس نے تاریخ کے دھارے کا رُخ بدل دیا۔ بدر میں جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو مشرکین کی جانب سے عتبہ بن ربیعہ اس کا بھائی شیبہ اور اس کا بیٹا ولید میدان میں آئے اور اسلامی لشکر کو للکارا۔ ایک روایت کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے ان کے مقابلہ کے لیے انصار کے تین نوجوانوں عوفؓ بن حارث، معوذؓ بن حارث اور عبداللہؓ بن رواحہ کو بھیجا۔ (طبری) عتبہ نے ان نوجوانوں کو دیکھتے ہوئے کہا اے محمد ﷺ ہماری اپنی قوم کے لوگوں کو ہمارے مقابلے میں لائیے جو ہمارے برابر ہیں۔ (ابن اثیر) ابن سعد کے مطابق انصاری نوجوان رضا کارانہ طور پر مقابلے کے لیے نکلے نبی اکرم ﷺ نے ان کو واپس بلا لیا اور فرمایا ''اے بنو ہاشم اُٹھو اور اپنے حق کے لیے لڑو جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کو بھیجا جب کہ کفار اپنے باطل کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھانے کے لیے آئے ہیں۔'' (طبقات ابن سعد) نبی اکرم ﷺ کے خون اور رشتہ کے لحاظ سے قریب ترین افراد حضرت علیؓ، حضرت حمزہؓ اور حضرت عبیدہؓ مقابلے کے لیے نکلے۔ حضرت علیؓ اور حضرت حمزہؓ نے پہلے شیبہ اور ولید کا کام تمام کیا اور بعد میں عتبہ کو ٹھکانے لگایا۔ حضرت عبیدہؓ زخمی ہو گئے تھے، ان کو اُٹھا کر واپس اپنے لشکر میں لے آئے۔ وہ زخموں کی تاب نہ لا کر شہید ہو گئے۔ (ابن ہشام) غزوۂ بدر میں علم حضرت علیؓ کے ہاتھ میں تھا۔ (طبقات الکبریٰ) نبی اکرم ﷺ نے اپنی تلوار ''ذوالفقار'' حضرت علیؓ کو دی اور جنگ میں فتح کے بعد ہمیشہ کے لیے ان کو عطا کر دی۔ (السیرۃ النبویہ)

Marfat.com

غزوۂ احد

اس غزوۂ کے دوران ایک پتھر لگنے سے نبی اکرم ﷺ کے سر مبارک پر چوٹ لگی، نیچے کا ایک دندان مبارک شہید ہو گیا ہونٹ پر زخم آیا اور خون بہنے لگا۔ حضرت علیؓ نے آپ ﷺ کے ہاتھ کو سہارا دیا، حضرت طلحہ بن عبیداللہ نے اُٹھایا اور آپ ﷺ اپنے قدموں پر کھڑے ہو گئے۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، سہل بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا فاطمہؓ نے آپ ﷺ کے زخموں کو صاف کیا۔ حضرت علیؓ اپنی ڈھال میں پانی لے کر آئے، جب سیّدنا فاطمہؓ نے دیکھا کہ پانی سے خون رُکنے کی بجائے تیز ہو رہا ہے تو انہوں نے چٹائی کا ایک کنارہ توڑ کر اس کو جلایا اور راکھ کو سر مبارک کے زخم پر چپکا دیا جس سے خون رُک گیا۔ (بخاری)

ابن کثیر کے مطابق حضرت علیؓ غزوۂ احد میں شریک تھے وہ لشکر اسلام کا میمنہ سنبھالے ہوئے تھے اور حضرت مصعبؓ بن عمیر کی شہادت کے بعد علم ان کے ہاتھ میں تھا انہوں نے کئی مشرکین کو ٹھکانے لگایا۔ آپ نے طلحہ بن عثمان کا مقابلہ کیا اس کا پاؤں کٹ گیا اور وہ نیچے گر پڑا اور اس کی شرم گاہ کھل گئی۔ طلحہ نے اللہ اور قرابت داری کا واسطہ دیا اور حضرت علیؓ نے اسے چھوڑ دیا۔ (البدایہ والنہایہ)

غزوۂ احد میں حضرت علیؓ نے بے باک شجاعت کا مظاہرہ کیا، جب آپ ﷺ کی شہادت کی خبر ملی تو حضرت علیؓ نے جوش جذبات میں تلوار کی میان کو توڑ دیا اور دشمن پر پل پڑے مسلمانوں نے آپ کے لیے راستہ چھوڑ دیا اچانک آپ کی نگاہ نبی اکرم ﷺ پر پڑی تو حضرت علیؓ آپ ﷺ کے دفاع کے لیے ڈٹ گئے۔ اس جنگ میں حضرت علیؓ کو سولہ ضربیں آئیں، جنگ ختم ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو مشرکین کے پیچھے روانہ کیا تا کہ ان کے ارادے اور رُخ کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔ حضرت علیؓ نے مشرکین کا تعاقب کیا، ان کی نقل وحرکت سے یقین کرلیا کہ وہ مکہ کا رُخ کر چکے ہیں۔ آپ نے واپس آکر نبی اکرم ﷺ کو اطلاع دی۔ (ڈاکٹر علی محمد الصلابی)

غزوۂ خندق

مسلمانوں کے لیے یہ جنگ فیصلہ کن تھی۔ مسلمان بڑی آزمائش سے گزرے قرآن پاک

١٢٢٣٥١

Marfat.com

میں اس جنگ کے بارے میں ان الفاظ میں ذکر آیا ہے:

''جب وہ تمہارے اُوپر اور نیچے کی طرف تم پر چڑھ آئے اور جب آنکھیں پھر گئیں اور دل دہشت کے مارے گلوں تک پہنچ گئے اور تم خدا کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے وہاں مومن آزمائے گئے اور سخت طور پر ہلائے گئے۔'' (سورۂ احزاب: 10-11)

اس جنگ میں حضرت علیؓ نے بہادری اور شجاعت کے خوب جوہر دکھائے، مدینہ کے دفاع کے لیے خندق کھودی گئی تھی۔ جب قریش کا لشکر مدینہ کے قریب پہنچا تو وہ خندق دیکھ کر دنگ رہ گیا اور اس کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے قریش کا ایک دستہ جس میں عمرو بن عبدو بھی تھا جو ایک ہزار شہسواروں کے برابر سمجھا جاتا تھا، خندق کے تنگ حصے سے گھوڑوں سمیت کود کر مدینہ کے اندر داخل ہو گیا۔ عمرو بن عبدو آگے بڑھا اور بولا، کون ہے جو میرے مقابلے میں آنے کی ہمت رکھتا ہے۔ حضرت علیؓ اس کے مقابلے کے لیے نکلے اور عمرو سے مخاطب ہو کر کہا اے عمرو تم نے اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر کسی قریش کے فرد نے تم کو دو چیزوں کی دعوت دی تو تم ان میں سے ایک قبول کر لو گے۔ اس نے کہا بے شک۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں تم کو اللہ اس کے رسول ﷺ اور اسلام کی دعوت دیتا ہوں عمرو بولا کیوں میرے بچے (بھائی کے لڑکے) میں تمہیں قتل نہیں کرنا چاہتا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا لیکن میں خدا کی قسم تم کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ عمرو جوش میں آ گیا اور اپنے گھوڑے سے کود کر اس کی کوچیں کاٹ دیں اور حضرت علیؓ کے سامنے تلوار سونت کر کھڑا ہو گیا دونوں طرف سے تلواریں چلنے لگیں اور حضرت علیؓ نے اس کا کام تمام کر دیا۔ مشرکوں نے آپ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ وہ دس ہزار دینار کے بدلے عمرو کی لاش واپس لینا چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہیں لاش دے دو جو جیت ہے اور اس کا معاوضہ بھی حرام ہے۔ معاشی تنگی کے باوجود آپ ﷺ نے حرام مال لینے سے انکار کر دیا۔ (البدایہ والنہایہ) قریش میں اختلافات پیدا ہو گئے تیز آندھی نے ان کے برتن اُلٹ دیے اور خیمے اُکھاڑ دیے اور وہ بد دل ہو کر مکہ واپس چلے گئے۔

غزوۂ بنی قریظہ

یہ واقعہ ذوالقعد 5 ہجری کا ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ یہود بنی قریظہ کا معاہدہ تھا کہ وہ

Marfat.com

مسلمانوں کے خلاف قریش کی مدد اور معاونت نہیں کریں گے۔ غزوۂ خندق کے موقع پر بنو قریظہ نے بدعہدی کر کے قریش کی معاونت کی اور دیگر قبائل کو بھی مسلمانوں کے خلاف اُبھارا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اپنا علم دے کر بنو قریظہ کی جانب روانہ کیا۔ (طبری) حضرت علیؓ جب بنو قریظہ کے قلعوں کے قریب پہنچے تو مشرکین نے ازواج مطہرات کے بارے میں توہین آمیز کلمات کہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے صحابہ کے ہمراہ بنو قریظہ کے قلعوں کے قریب پہنچ گئے۔ حضرت علیؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کے توہین آمیز کلمات کے بارے میں بتایا۔ بنو قریظہ کے قلعے کا محاصرہ کیا گیا جو پندرہ روز تک جاری رہا۔ آخر کار بنو قریظہ نے تجویز پیش کی کہ سیّدنا سعدؓ بن معاذ جو فیصلہ ہمارے متعلق کریں گے وہ ہمیں منظور ہے۔ سیدنا سعدؓ نے یہ فیصلہ کیا کہ لڑنے والے مرد قتل کر دیے جائیں، عورتیں اور بچے قید ہوں اور مال و اسباب غنیمت قرار دیا جائے، ان کا فیصلہ تورات کے حکم کے مطابق تھا۔ حضرت علیؓ نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور اس کے صحن میں نماز عصر ادا کی گئی۔ (زرقانی)

قبیلہ بنو سعد کی سرکوبی

چھ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ قبیلہ بنو سعد خیبر کے یہودیوں کی امداد کے لیے جمع ہو رہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سرکوبی کے لیے حضرت علیؓ کو ایک سو افراد کے ساتھ روانہ کیا۔ حضرت علیؓ نے قبیلہ بنو سعد پر حملہ کر کے ان کو منتشر کر دیا اور پانچ سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں مال غنیمت میں لائے۔ (طبقات ابن سعد، زرقانی)

صلح حدیبیہ

چھ ہجری میں ذوالقعد کے مہینے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش مکہ کے مابین ایک معاہدہ طے پایا جو تاریخ اسلام میں صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت علیؓ نے اس معاہدے کو تحریر کیا۔ قریش مکہ کی نمائندگی سہیل نے کی۔ حضرت علیؓ نے تحریر فرمایا ''یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور فرمایا۔'' سہیل نے کہا ہم تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر ہی تسلیم نہیں کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھوائیں یعنی ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ''، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگرچہ تم میری تکذیب کر رہے ہو لیکن اللہ کی قسم میں خدا کا رسول ہوں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ

Marfat.com

''یہ الفاظ کاٹ دیں۔'' حضرت علیؓ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کا نام ہرگز نہیں کاٹوں گا آپ ﷺ نے فرمایا ''اچھا مجھے بتاؤ میرا نام کہاں ہے؟'' حضرت علیؓ نے اپنی اُنگلی اس جگہ پر رکھ دی۔ آپ ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے ''رسول اللہ'' کے الفاظ کاٹ دیے اور ان کی جگہ ''محمد ﷺ بن عبداللہ'' کے الفاظ لکھے گئے۔ (مسلم) صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عمرؓ بھی موجود تھے۔ انہوں نے صلح کی شرائط پر جذباتی انداز میں اختلاف کیا۔ آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ کے اختلاف رائے کو برداشت کیا ان کو قائل کیا اور آزادئ اظہار رائے کی روشن مثال قائم کی۔ (علی محمد اصلابی)

غزوۂ خیبر

خیبر ایک یہودی بستی تھی جس کے متعدد مضبوط قلعے تھے۔ یہ بستی مدینہ میں کے شمال مشرق میں ستر میل کے فاصلے پر تھی مدینہ کے یہودی جزیرۃ العرب کے یہودیوں کے ساتھ مل کر مدینہ پر حملے کی سازش کر رہے تھے۔ خیبر یہودیوں کا مرکز تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کی سازشوں کو ناکام بنانے کے لیے خیبر پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ آپ ﷺ اسلامی لشکر کی قیادت کرتے ہوئے خیبر پہنچے۔ خیبر کا قلعہ قموص سب سے مضبوط قلعہ تھا۔ اس قلعے کو فتح کرنے کے لیے آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو طلب فرمایا۔ وہ آشوب چشم میں مبتلا تھے۔ آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگایا اور دعا فرمائی۔ حضرت علیؓ صحت یاب ہو گئے آپ ﷺ نے فرمایا:

> **''نرمی کے ساتھ یہودیوں کے سامنے اسلام پیش کرو اگر ایک شخص بھی تمہاری ہدایت سے مسلمان ہو گیا تو یہ بات تمہارے لیے سُرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔'' (بخاری)**

حضرت علیؓ نے خیبر کے قلعہ کا دروازہ اپنے ہاتھوں میں اُٹھا لیا، مسلمان خیبر کے قلعہ پر چڑھ گئے اور اس کو فتح کر لیا۔ مین گیٹ اس قدر وزنی تھا کہ چالیس آدمی مل کر اس کو اُٹھا سکے تھے۔ حضرت علیؓ کو فاتح خیبر کا لقب ملا۔ (کنز العمال) ابو رافعؓ سے روایت ہے کہ خیبر کے روز وہ سات آدمیوں کے ساتھ مل کر دروازے کو اکھاڑنے کی کوشش کرتے رہے مگر کامیاب نہ ہوئے اور چالیس آدمی مل کر ہی اس کو اکھاڑ سکے تھے۔ (البدایہ والنہایہ)

Marfat.com

فتح مکہ

جب قریش نے صلح حدیبیہ کا معاہدہ توڑ دیا تو آپ ﷺ نے خاموشی سے مکہ فتح کرنے کی تیاری شروع کر دی۔ ایک صحابی سیدنا حاطب ؓ بن ابی بلتعہ ؓ نے خفیہ طور پر قریش کو ایک خط لکھا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ پر حملے کی تیاریاں کر رہے ہیں، رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ کی وحی کے ذریعے اطلاع ہو گئی۔ آپ ﷺ نے حضرت زبیر ؓ اور حضرت علی ؓ کو بلایا اور ان کو ہدایت فرمائی کہ ایک قاصدہ عورت سیّدنا حاطب ؓ کا خط لے کر مکہ جا رہی ہے اور اس وقت فلاں مقام پر ہے اس سے یہ خط واپس لے کر آئیں۔ حضرت زبیر ؓ اور حضرت علی ؓ نے برق رفتاری سے سفر کر کے اس عورت کو پالیا اور اس سے خط طلب کیا، اس عورت نے خط سے انکار کیا، حضرت علی ؓ نے فرمایا ''میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کوئی غلط بات نہیں کی، تم یہ خط ہمارے حوالے کر دو ورنہ ہم تمہاری تلاشی لیں گے۔'' اس عورت نے خط اپنے بالوں میں چھپا رکھا تھا، وہ نکال کر حضرت علی ؓ کے حوالے کر دیا دونوں صحابہ کرام خط لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس پہنچ گئے۔
(طبری۔ ابن ہشام)

آپ ﷺ نے خط کھولا اور حاطب ؓ کو بلا کر پوچھا ''اے حاطب ؓ تمہیں اس بات پر کس چیز نے آمادہ کیا؟'' حاطب ؓ نے جواب دیا ''یا رسول اللہ ﷺ بخدا میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے والا ہوں۔ میں نہ بدلا ہوں نہ ہی مجھ میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی ہے، اصل بات یہ ہے کہ مکہ میں میرے عزیز و اقارب اور حامی نہیں ہیں میرے اہل و عیال مکہ میں رہتے ہیں، میں نے اس طرح سے قریش پر احسان رکھنا چاہا کہ وہ میرے اہل و عیال کو کوئی تکلیف نہ پہنچائیں۔'' حضرت عمر ؓ نے فرمایا ''یا رسول اللہ ﷺ اجازت دیں میں اس منافق کا سر قلم کر دوں۔'' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا عمر! تمہیں پتہ نہیں اللہ تعالیٰ نے یوم بدر کے دن اصحاب بدر سے کہہ دیا تھا کہ ''تم جو چاہو کرو اللہ تعالیٰ نے تمہارے سب گناہ معاف فرما دیے ہیں۔'' (البدایہ و النہایہ) رسول اللہ ﷺ نے حاطب ؓ کے اس عذر کو قبول فرمایا اور جبین رحمت پر کوئی شکن نہ آئی۔
(بخاری)

Marfat.com

غزوۂ تبوک

رجب 9 ہجری میں غزوۂ تبوک کا معرکہ پیش آیا، اس غزوہ پر روانگی سے قبل رسول اللہ ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمۃ الانصاری کو مدینہ کا محافظ (گورنر) مقرر فرمایا اور اپنے اہل بیت کی دیکھ بھال اور خبر گیری کے لیے حضرت علیؓ کو مقرر فرمایا۔ حضرت علیؓ نے منافقین کی افواہوں کے بارے آپ ﷺ کو مطلع فرمایا تو آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ میری نیابت اور اعتماد کے معاملے میں تمہاری حیثیت وہ ہو جو حضرت ہارونؑ کی حضرت موسیٰؑ کے ساتھ تھی ہاں یہ ضرور ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ (بخاری)

یمن کی مہم اور قبیلۂ ہمدان

فتح مکہ کے بعد ہر طرف سے وفود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرنے لگے۔ اہل یمن کا وفد بھی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا ''تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں جو بڑے نرم دل لوگ ہیں، ایمان تو یمنیوں کا حصہ ہے اور حکمت یمنیوں کی دولت ہے۔'' (بخاری) رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالدؓ کو ایک جماعت کے ساتھ یمن روانہ کیا تاکہ اہل یمن کو اسلام کی دعوت دی جائے۔ انہوں نے یمن میں چھ ماہ قیام کیا اور اسلام کی دعوت دی مگر یمنیوں نے دعوت قبول نہ کی۔ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنا مکتوب دے کر یمن بھیجا، انہوں نے آپ ﷺ کا مکتوب گرامی پڑھ کر سنایا۔ یہ مکتوب سن کر پورا قبیلۂ ہمدان ایمان لے آیا۔ حضرت علیؓ نے خط میں آپ ﷺ کو یہ خوشخبری لکھ کر بھجوائی۔ آپ ﷺ یہ خط سن کر اللہ کے آگے سربسجود ہو گئے اور سر اُٹھانے کے بعد دو بار السلام علیٰ ہمدان فرمایا یعنی ہمدان پر سلامتی ہو۔ (زادالمعاد)

حضرت خالدؓ نے بنو جذیمہ کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی انہوں نے ''اسلمنا'' یعنی ہم اسلام لائے کی بجائے ''اصابنا'' کہا یعنی ہم صابی ہو گئے اہل عرب آبائی مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کرنے والے کو صابی بمعنی بے دین کہتے تھے، حضرت خالد کو غلط فہمی ہوئی کہ بنو جذیمہ اسلام پر طنز کر رہے ہیں۔ انہوں نے بنو جذیمہ کے افراد کو گرفتار کرنے اور قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ جب

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کو صورت حال کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر فرمایا "اے اللہ خالد بن ولید نے جو کچھ کیا ہے میں تیرے آگے اس کی برأت کرتا ہوں۔" آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو مال متاع دے کر بنو حذیمہ کے پاس روانہ کیا تا کہ ان کو خون بہا ادا کیا جائے اور ہر قسم کا نقصان پورا کیا جائے حضرت علیؓ نے یہ فرض بڑی دانش مندی سے پورا کیا یہاں تک کہ کتوں کے پانی پینے کے لیے برتنوں کی قیمت بھی ادا کی۔ حضرت علیؓ نے بنو حذیمہ سے پوچھا کہ کیا اب بھی کسی کا خون بہا یا نقصان باقی رہ گیا ہے؟ بنو حذیمہ نے اطمینان کا اظہار کیا حضرت علیؓ نے بچا ہوا مال بھی بنو حذیمہ کو دے دیا۔ آپ ﷺ حضرت علیؓ کی کارکردگی سے بڑے مطمئن ہوئے اور آپ ﷺ کا رنج اور غم جاتا رہا۔ (السیرۃ النبویہ)

غزوۂ حنین

اس غزوہ میں بھی حضرت علیؓ نے اپنے فن حرب کا بہترین مظاہرہ کیا۔ قبیلہ ہوازن کا ایک شخص اس غزوہ میں کلیدی کردار ادا کر رہا تھا، وہ سرخ اُونٹ پر سوار ہو کر ہاتھ میں جھنڈا لے کر آتا اور اپنے نیزے سے وار کر کے کسی مجاہد کو شہید کر دیتا اور پھر جھنڈا لہراتے ہوئے فخر کے ساتھ اپنے لشکر میں جاتا اور اپنے ساتھیوں کے حوصلے بلند رکھتا۔ حضرت علیؓ اور ایک انصاری نے اس کا تعاقب کر کے اس کو گھوڑے سے نیچے گرا کر قتل کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد مشرکین کے قدم اُکھڑ گئے۔ اس غزوہ میں ایک موقع پر مسلمان سراسیمگی کے عالم میں اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے۔ اس موقع پر بھی حضرت علیؓ دوسرے صحابہ کرام کے ساتھ ثابت قدم رہے اور رسول اللہ ﷺ کا دفاع کیا۔ (علی محمد الصلابی)

حضرت علیؓ اور سورۃ برأت

رسول اللہ ﷺ نے 9 ہجری میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیر حج بنا کر مکہ بھیجا تا کہ وہ مسلمانوں کو اسلامی طریقہ کے مطابق حج کرنے کا طریقہ سکھائیں۔ اس وقت تک مشرکین اپنے طریقے کے مطابق حج کیا کرتے تھے۔ جب حضرت ابوبکرؓ حج کے لیے تین سو اہل مدینہ کے ساتھ روانہ ہو گئے تو سورۃ برأت نازل ہوئی جو حج کے بارے میں تھی۔ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو مکہ روانہ فرمایا تا کہ وہ حج کے موقع پر یہ سورۃ مسلمانوں کو سنا دیں اور اعلان کر دیں کہ جنت میں کوئی

Marfat.com

کافر نہیں جائے گا اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کر سکے گا۔ خانہ کعبہ کا طواف کوئی ننگے جسم نہیں کرے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر کسی کے ساتھ کوئی معاہدہ کیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی بھر اس کے پابند رہیں گے۔ حضرت علیؓ اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ راستے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملاقات ہو گئی انہوں نے حضرت علیؓ سے دریافت کیا کہ "کیا امیر بن کر آئے ہو یا مامور کی حیثیت میں آئے ہو؟" حضرت علیؓ نے جواب دیا "مامور کی حیثیت میں" دونوں نے اپنا سفر جاری رکھا۔ مکہ پہنچ کر حج کے مناسک ادا کیے۔ قربانی کا دن آیا تو حضرت علیؓ نے ان باتوں کا اعلان کیا جن کی ہدایت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ (ابن ہشام، طبری)

حجتہ الوداع اور غدیر خم کا خطبہ

حجتہ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے 63 جانور ذبح کیے اور باقی ایک سو جانور حضرت علیؓ کے سپرد کیے تاکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ذبح کریں۔ حضرت علیؓ نے حکم کی تعمیل کی۔ طوافِ وداع کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی جانب کوچ کیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجفہ سے دو میل دور غدیر خم کے مقام پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا، اس میں حضرت علیؓ کی خصوصیت اور شان کا ذکر کیا اور فرمایا میں جس کا دوست اور حامی ہوں علی اس کے دوست اور حامی ہیں، پھر دعا فرمائی، اے اللہ اس کی حمایت فرما جو حضرت علیؓ کی حمایت کرے اور اس کی دشمنی کر جو حضرت علیؓ سے دشمنی کرے۔ (ابن کثیر) بعض لوگوں نے حضرت علیؓ کی بے جا شکایت کی۔ جن دنوں حضرت علیؓ یمن میں تھے، بعض معاملات میں انہوں نے انصاف کی بات کہی تھی اور درست طرز عمل اختیار کیا تھا لیکن کچھ لوگوں نے اس کو زیادتی اور بخل پر محمول کیا تھا حالانکہ حضرت علیؓ اس سلسلے میں حق بجانب تھے۔ (ابن کثیر، ابوالحسن ندوی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کی سعادت حضرت علیؓ، اسامہ بن زیدؓ اور فضلؓ بن عباس کے حصے میں آئی۔ حضرت علیؓ نے غسل دیتے ہوئے فرمایا "اے پاک ذات آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ قربان آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندگی اور موت دونوں حالتوں میں پاکیزہ رہے۔" (ابن ہشام) حضرت علیؓ ان افراد میں شامل تھے جو تدفین کے لیے قبر میں اُترے۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کا غم اہل بیت خصوصاً سیدنا فاطمہؓ اور سیدنا حضرت علیؓ پر سب سے زیادہ تھا، یہ قانون قدرت ہے اور فطرت سلیم کا تقاضا تھا لیکن انہوں نے اس سانحہ کو قوت ایمانی اور تسلیم و رضا کے جذبے کے ساتھ برداشت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میت پر نوحہ کرنے سے منع فرمایا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تھا کہ یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا دیا ان کے اس عمل سے پرہیز کیا جائے۔

Marfat.com

حضرت علیؓ، عہد حضرت ابوبکر صدیقؓ میں

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت

رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد خلیفہ کے انتخاب کا مسئلہ کھڑا ہوا جس کے بارے میں مختلف روایات تاریخ میں ملتی ہیں۔ ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں ابوبکر صدیقؓ کی خلافت پر اتفاق کے بعد ابوبکر صدیقؓ مسجد نبوی میں تشریف لائے لوگوں پر نگاہ ڈالی، ان میں حضرت علیؓ نظر نہ آئے۔ خلیفہ نے حضرت علیؓ کے بارے میں لوگوں سے دریافت کیا کچھ صحابہ مسجد سے باہر گئے اور حضرت علیؓ کو لے آئے۔ ابوبکر صدیقؓ نے ان سے پوچھا "اے اللہ کے رسول ﷺ کے چچازاد بھائی اور داماد کیا تم مسلمانوں کی جماعت میں انتشار ڈالنا چاہتے ہو؟" انہوں نے جواب دیا اے خلیفہء رسول ﷺ آپ ہمیں ملامت اور شرمندہ نہ کریں پھر حضرت علیؓ نے ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ (المستدرک، السنن الکبریٰ) ایک اور روایت کے مطابق حضرت علیؓ نے رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے دن ہی ابوبکر صدیقؓ پر بیعت کی، وہ خلیفہ سے کٹ کر نہ رہے اور نہ ہی ان کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کی۔ (البدایہ والنہایہ)

زہری اور طبری سے روایت کہ حضرت علیؓ اور زبیرؓ نے چھ ماہ تک ابوبکر صدیقؓ کی بیعت نہ کی۔ حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد دونوں نے بیعت کی۔ (طبری، ابن اثیر) حضرت علیؓ کے صاحبزادے محمد بن الحنفیہؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت علیؓ سے استفسار کیا رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں میں سے سب سے بہترین شخص کون ہے حضرت علیؓ نے جواب میں فرمایا حضرت ابوبکرؓ سب سے بہتر ہیں۔ میں نے پھر پوچھا ان کے بعد فرمایا حضرت عمرؓ، مجھے گمان ہوا کہ حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمانؓ کا نام لیں گے۔ لہٰذا میں نے پوچھا کہ پھر آپ؟ آپ نے (کسرنفسی کے طور پر) فرمایا میں تو مسلمانوں میں سے ایک عام مسلمان ہوں۔ (بخاری، ابوداؤد)

Marfat.com

حضرت علیؓ نے اپنے ایک خطبے میں فرمایا:

"پس میں نے اپنے معاملہ خلافت پر غور کیا۔ اس مسئلہ پر میرا تابع داری کرنا میرے بیعت کرنے سے سبقت کر چکا تھا اور میرے غیر یعنی ابوبکرؓ کے حق میں میری گردن میں عہد و پیمان لازم ہو چکا تھا۔" (نہج البلاغہ)

فدک اور سیدہ فاطمہؓ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد فاطمہؓ نے ابوبکر صدیقؓ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث فدک کی زمینوں سے حصہ طلب کیا۔ ابوبکر صدیقؓ کے لیے یہ ایک مشکل مرحلہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار فرمایا تھا "فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس سے اس کو اذیت پہنچتی ہے اس سے مجھے بھی اذیت پہنچتی ہے جس نے اس کو رنج دیا اس نے مجھے رنج دیا۔" (ابوالحسن ندوی) دوسری جانب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ورثہ چھوڑا اس میں نہ کوئی درہم تھا نہ کوئی دینار نہ کوئی غلام اور نہ باندی اور نہ ہی کوئی اور شے سوائے ایک خچر بیضاء کے، اپنے ہتھیار اور کچھ زمین جو اپنی زندگی میں صدقہ کر گئے۔ (بخاری) وہ زمین جس کا ذکر حدیث میں آتا ہے۔ اس کے مطابق مدینہ میں بنونضیر کی جائداد جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور فئے عطا فرمائی تھی اس کا ذکر قرآن پاک میں بھی ہے۔ یہ زمین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں رہی جس کی آمدنی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت (ازواج مطہرات) کا سالانہ نان نفقہ خرید فرماتے جو بچتا اس سے اسلحہ اور دیگر سامان جہاد خرید فرماتے۔ اس کے علاوہ خیبر کی زمین جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہم میں ملی اور فدک (باغ) کی نصف زمین جو فتح خیبر کے بعد اہل خیبر سے صلح کے طور پر حاصل ہوئی۔ خیبر اور فدک کی زمینوں سے جو آمدنی حاصل ہوتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے وقتی اور ناگہانی ضروریات کے لیے صرف فرماتے۔ علامہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کیا:

> "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانۂ حیات میں ان تینوں جائدادوں کی آمدنی مختلف مدوں میں متعین کر دی تھی۔ بنونضیر کی جائداد کی آمدنی ناگہانی ضروریات کے لیے مخصوص تھی فدک کی آمدنی مسافروں کے لیے وقف تھی خیبر کی آمدنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین حصوں میں تقسیم فرماتے دو حصے عام مسلمانوں کے لیے اور ایک حصہ ازواج مطہرات کو سالانہ مصارف کے لیے ملتا تھا، اس میں سے جو بچ جاتا وہ غریب مہاجرین کی اعانت کے لیے کام آتا۔"
>
> (سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

سیرت نگار اور محدث متفق ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ہم پیغمبروں کا گروہ (کسی مال کا کسی کو) وارث نہیں بناتا جو چھوڑ دیا وہ صدقہ (مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) ایک اور روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد ازواج مطہرات نے خواہش کی کہ حضرت عثمانؓ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس بھیج کر اپنی میراث طلب کریں اس پر حضرت عائشہؓ نے کہا کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم وارث نہیں بناتے جو چھوڑا وہ صدقہ ہے۔(بخاری، مسلم، ابوداؤد)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے ''فاطمہؓ اور عباسؓ ابوبکر صدیقؓ کے پاس رسول اللہ ﷺ کی وراثت طلب کرنے آئے۔ وہ دونوں آپ ﷺ کی فدک کی زمین طلب کر رہے تھے نیز آپ ﷺ کا حصہ جو خیبر میں تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے سنا ہے ہم وارث نہیں بناتے جو چھوڑا وہ صدقہ ہے آل محمد ﷺ صرف اس مال سے بقدر ضرورت لیں گے۔'' (متفق علیہ) سیدہ فاطمہؓ نے کہا آپ نے جو سنا وہ آپ ہی بہتر جانتے ہیں۔ (مسند احمد)

ایک روایت کے مطابق فاطمہؓ اپنی وفات تک حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ناراض رہیں۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کیا ہے کہ جب فاطمہؓ بیمار ہوئیں تو حضرت ابوبکر صدیقؓ ان کے پاس گئے اور ملنے کی اجازت مانگی۔ حضرت علیؓ نے فاطمہؓ کو بتایا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ آئے ہیں اور تم سے ملنے کی اجازت مانگتے ہیں۔ فاطمہؓ نے کہا کیا آپ کو پسند ہے کہ میں ان کو اجازت دے دوں۔ حضرت علیؓ نے کہا ہاں کوئی حرج نہیں پھر آپ نے اجازت دے دی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ فاطمہؓ کے پاس آئے اور ان کو یہ کہتے ہوئے منانے کی کوشش کرنے لگے کہ اللہ کی قسم میں نے گھر بار، جائداد، خاندان اور اہل و عیال کو صرف اللہ، اس کے رسول ﷺ اور تم اہل بیت کی رضامندی کے لیے چھوڑا ہے پھر انہیں رضامند کرنے لگے یہاں تک کہ فاطمہؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے خوش ہو گئیں۔ (السنن الکبری) فاطمہؓ کی نماز جنازہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پڑھائی۔

حضرت علیؓ کا پُرخلوص تعاون

حضرت ابوبکرؓ کے دور میں فتنہ ارتداد اُٹھ کھڑا ہوا اور مسلمان اسلام سے پھرنے لگے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اس فتنے کی سرکوبی میں ایک لشکر کی قیادت کرتے ہوئے مدینہ سے باہر نکل

Marfat.com

کھڑے ہوئے، یہ ایک نازک موقع تھا ابن عمرؓ سے روایت ہے ''جب حضرت ابوبکر صدیقؓ ذوالقصہ (مدینہ سے ایک دن کی مسافت پر ایک مقام) کے لیے تیار ہوئے اور اپنی اونٹنی پر بیٹھ گئے تو حضرت علیؓ نے اس کی مہار پکڑ لی اور کہا، اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ کدھر جا رہے ہیں؟ میں آپ سے وہی کہتا ہوں جو احد کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اپنی تلوار نیام میں رکھو اور ہم سب کو اپنی دائمی جدائی کا صدمہ نہ دو اور مدینہ واپس جاؤ بخدا اگر آپ کو کوئی زخم پیش آیا تو اسلام کا شیرازہ ہمیشہ کے لیے بکھر جائے گا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ واپس ہو گئے۔'' (البدایہ والنہایہ)

امام ابن تمیمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''حضرت علیؓ سے بسند تواتر ثابت ہے کہ انہوں نے فرمایا اس امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل شخص حضرت ابوبکرؓ، پھر حضرت عمرؓ ہیں۔ یہ روایت بہت ہی سندوں سے ثابت ہے۔ یہاں تک کہا گیا ہے کہ اس کی تقریباً اسّی (80) سندیں ہیں اور ایسے ہی آپ سے قول بھی مروی ہے کہ آپ فرماتے تھے اگر میرے پاس کوئی ایسا آدمی لایا گیا جو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ پر مجھے فضیلت دیتا ہوگا تو اس پر تہمت کی حد نافذ کروں گا۔'' (منہاج السنۃ)

حضرت علیؓ، حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کو صدق دل سے تسلیم کرتے تھے۔ مسائل اور معاملات میں ان کے شریک کار ہوتے تھے۔ ان کے تحائف قبول کرتے تھے۔ شکایات ان کے پاس لے جاتے تھے اور ان کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ شیعہ مؤرخ یعقوبی لکھتے ہیں ''جب حضرت ابوبکرؓ نے رومیوں سے محاذ آرائی کا ارادہ کیا تو اصحاب رسول ﷺ سے مشورہ کیا لیکن وہ لوگ آگے پیچھے ہونے لگے پھر انہوں نے حضرت علیؓ سے مشورہ لیا آپ نے مشورہ دیا کہ جنگ لڑی جائے حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کیا اگر میں یہ اقدام کر دوں تو کامیابی کی امید ہے؟ حضرت علیؓ نے جواب دیا آپ کو خیر کی مبارک باد ہے چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کو جمع کیا، پھر خطبہ دیا اور سب کو حکم دیا کہ رومیوں سے جنگ لڑنے کی تیاری کریں۔'' یعقوبی مزید لکھتے ہیں ''حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنی خلافت میں جن لوگوں سے معاملہ فہمی میں تعاون و مشورہ لیتے تھے ان میں حضرت علیؓ بن ابی طالب، حضرت عمرؓ بن خطاب، حضرت معاذؓ بن جبل، حضرت ابیؓ بن کعب، حضرت زیدؓ بن ثابت اور حضرت عبداللہؓ بن مسعود پیش پیش تھے۔'' (تاریخ الیعقوبی)

ایک مرتبہ کافروں کا ایک وفد مدینہ آیا، اس وقت بہت سے صحابہؓ مرتدین اور باغیوں کی

Marfat.com

سرکوبی کے لیے مدینہ سے باہر گئے ہوئے تھے، کافروں کے دلوں میں کچھ شیطنیت آسکتی تھی کہ اس وقت یہاں مسلمان تھوڑے اور کمزور ہیں پس حضرت ابوبکرؓ نے بھانپ لیا کہ اسلامی دارالحکومت کے لیے یہ لوگ خطرہ ہیں اس لیے آپ نے شہر مدینہ پر پہرہ لگا دیا اور حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو پہرے دار جماعتوں کا نگران بنا دیا جب تک یہ لوگ ان کافروں سے مامون نہ ہو گئے اپنی ذمہ داری نبھاتے رہے۔ (تاریخ طبری)

جنگ یمامہ میں دیگر قیدیوں کے ساتھ خولہ بنت جعفر بن قیس بھی قید کی گئیں، حضرت ابوبکرؓ نے حضرت علیؓ کو بطور ہدیہ دے دیا، اس کے بطن سے آپ کے لڑکے محمد بن الحنفیہ پیدا ہوئے۔ خولہ کا تعلق بنو حنیفہ کے قبیلہ سے تھا اس لیے ان کے بیٹے کو بھی اسی قبیلے سے منسوب کر دیا گیا اور انہیں محمد بن الحنفیہ کہا جانے لگا۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے بعد خلیفہ کے انتخاب کے لیے جن صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا ان میں حضرت علیؓ بھی شامل تھے ان کی بھی یہی رائے تھی کہ حضرت عمر فاروقؓ کو خلیفہ بنایا جائے۔ (صفتہ الصفوۃ) حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات نے پورے مدینہ کو غم زدہ کر دیا حضرت علیؓ روتے ہوئے (انا للہ و انا الیہ راجعون) پڑھتے آگے بڑھے اور ابوبکر صدیقؓ کے گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر یہ خطبہ دیا

> ''حضرت ابوبکرؓ تم پر اللہ کی رحمت نازل ہو، تم رسول اللہ ﷺ کے محبوب، مونس و غم خوار اور مشیر تھے۔ تم مسلمانوں میں سب سے پہلے ایمان لائے، تمہارا ایمان سب سے زیادہ خالص اور تمہارا یقین سب سے زیادہ استوار تھا۔ تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے اور سب سے بڑھ کر دین کو نفع پہچانے والے تھے اصحاب رسول اللہ ﷺ کے لیے سب سے زیادہ بابرکت اور رفاقت میں سب سے زیادہ بہتر، فضائل کی دوڑ میں سب سے آگے تھے تم نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت سچا جانا جب سب نے آپ ﷺ پر اعتبار نہ کیا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی میں تمہارا نام صدیق رکھا۔ اور وہ شخص جو سچ لے کر آیا جس نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ تو متقی ہیں۔''

Marfat.com

اے حضرت ابوبکرؓ تم نے آپ ﷺ کے ساتھ اس وقت غم خواری کی جب
اوروں نے تنگ دلی کی۔ جب لوگ مصیبت کے وقت پیٹھ پھیر رہے تھے
تم محمد ﷺ کی مدد پر قائم رہے۔ تم دو میں سے ایک اور رفیقِ غار تھے اور وہ
شخص جس پر اللہ نے تسکین قلب نازل فرمائی اور ہجرت میں آپ ﷺ کے
ساتھ تھے۔

دینِ الٰہی اور اُمت میں آپ ﷺ کے خلیفہ تھے۔ جب لوگ مرتد ہوئے تم نے بہترین خلافت کی۔ جب تمہارے ساتھی سستی کرنے لگے تم اُٹھ کھڑے ہوئے اور جب وہ دب گئے تو تم دلیر ہو گئے۔ تمہاری طرف کسی کو نگاہ اُٹھا کر دیکھنے کی جرأت نہ تھی اور نہ کوئی طعن کا موقع پا سکتا تھا نہ مخلوق میں کسی کی بے جا رعایت کر سکتے تھے تم نے اپنے جانشین کو سخت دشواری میں ڈال دیا۔ تمہاری مصیبت پر ہم "انا للہ وانا الیہ راجعون" کہتے ہیں اور قضائے الٰہی پر رضامند ہیں اور اس کے حکم کو تسلیم کرتے ہیں واللہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد تمہاری وفات سے بڑھ کر مسلمانوں پر کبھی کوئی مصیبت نہیں پڑے گی۔ تم دین کی قوت اور پناہ گاہ تھے اس کی جزا میں اللہ تم کو تمہارے نبی ﷺ سے ملا دے اور ہم کو تمہارے اجر سے محروم اور تمہارے بعد گمراہ نہ فرمائے۔ (مفہوم۔ ابن الجوزی)

Marfat.com

حضرت علیؓ، عمر فاروقؓ کے عہد میں

حضرت عمر فاروقؓ کی نامزدگی

حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے دور خلافت میں اکابر صحابہ سے ہر کام میں مشاورت کرتے تھے۔ آخری ایام میں جب ان کا مرض بڑھنے لگا تو انہوں نے خلیفہ کے لیے حضرت عمر فاروقؓ کا نام صحابہ کے سامنے پیش کیا۔ سیّدنا حضرت طلحہؓ نے کہا ''اے حضرت ابوبکرؓ آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عمرؓ کے مزاج میں کس قدر درشتی اور سختی ہے اس کے باوجود آپ ان کو اپنا جانشین نامزد کر رہے ہیں تو کل اپنے پروردگار کو جب وہ آپ سے باز پرس کرے گا کیا جواب دیں گے؟'' حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کیا تم مجھ کو میرے پروردگار سے ڈراتے ہو میں جب اپنے رب سے ملوں گا اور وہ مجھ سے سوال کریں گے تو میں کہوں گا کہ اے اللہ میں نے تیرے بندوں میں سے تیرے ایک بہترین بندے کو خلیفہ مقرر کیا۔ (ابن اثیر) سیدنا حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ ''حضرت عمرؓ سے بہتر کوئی آدمی نہیں ہے۔ ان کا باطن ان کے ظاہر سے بہت اچھا ہے اور ان جیسا ہم سے کوئی نہیں۔'' (تاریخ الخلفاء) حضرت علیؓ نے کہا ''عمر بن الخطاب کے سوا ہم کسی پر راضی نہیں ہوں گے۔'' (اسد الغابہ) حضرت ابوبکر صدیقؓ نے صحابہ سے مشاورت کے بعد وصیت تحریر کر کے حضرت عمر فاروقؓ کو اپنا جانشین نامزد کیا۔ (ابن اثیر)

حضرت عمر فاروقؓ اپنے دور خلافت میں حضرت علیؓ سے مشاورت کرتے تھے اور مدینے سے باہر جاتے تو حضرت علیؓ کو اپنا قائم مقام مقرر فرماتے۔ (البدایہ والنہایہ، طبری) حضرت علیؓ نے اپنی بیٹی ام کلثوم کی شادی حضرت عمر فاروقؓ سے کی اور اپنے ایک بیٹے کا نام سیدنا حضرت عمرؓ کے نام پر رکھا جو دونوں کی محبت اور قربت کا ثبوت ہے۔ (تاریخ یعقوبی، طبری، ابن کثیر)

حضرت علیؓ مشیر انصاف

ابی ظبیان جنبی سے روایت ہے، حضرت عمر فاروقؓ کے پاس ایک زانیہ عورت پیش کی گئی۔

Marfat.com

آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا، لوگ اسے رجم کرنے جا رہے تھے کہ راستے میں حضرت علیؓ سے ملاقات ہوگئی۔ آپ نے پوچھا اس کا کیا معاملہ ہے، لوگوں نے بتایا کہ اس نے زنا کیا ہے اور حضرت عمرؓ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا ہے، تفصیل معلوم ہونے کے بعد حضرت علیؓ نے عورت کو چھڑا لیا اور لوگوں کو حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کیوں لوٹ آئے ہو۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت علیؓ نے ان کو واپس لوٹا دیا، حضرت عمرؓ نے سوچا ضرور کوئی ایسی بات ہوگی کہ حضرت علیؓ نے ایسا کیا ہے۔ آپ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور پوچھا کہ بندوں کو رجم سے کیوں روکا۔ حضرت علیؓ نے کہا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہیں سنا:

> ”تین قسم کے لوگ مرفوع القلم ہیں، سونے والا جب تک بیدار نہ ہو جائے، بچہ جب تک بالغ نہ ہو جائے، پاگل جب تک اس کا دماغ درست نہ ہو جائے۔“ حضرت عمرؓ نے کہا ہاں میں نے سنا ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ زانیہ عورت فلاں قبیلہ کی پاگل ہے یہ ممکن ہے زانی نے ایسے وقت میں اس سے زنا کیا ہو جب اس کے ہوش وحواس صحیح نہ رہے ہوں۔ حضرت عمرؓ کو معلوم نہ تھا کہ عورت پاگل ہے، حضرت علیؓ کے صائب مشورے کے بعد انہوں نے عورت کو رجم نہ کیا۔ (مسند احمد)

حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں شراب نوشی عام ہوتی جا رہی تھی۔ حضرت علیؓ نے خلیفہ کو شراب نوشی کرنے والے کو اسّی (80) کوڑے مارنے کا مشورہ دیا اور اس کی علت یہ بیان کی کہ جب شراب نوش مست ہوگا تو بے ہودگی بکے گا اور جب بے ہودگی بکے گا تو دوسرے پر تہمت لگائے گا اور تہمت لگانے والے کی شرعی حد 80 کوڑے ہے۔ شراب نوشی کرنے والے کے بارے میں حضرت علیؓ کا یہ قول ثابت ہے کہ میں کسی پر حد نافذ کروں اور وہ مر جائے تو اس پر مجھے رنجیدگی نہیں ہوگی لیکن اگر شراب نوشی کرنے والا حد کی تنفیذ سے مر جائے تو میں اس کی دیت (تاوان) ادا کروں گا کیونکہ یہ حد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں ہے۔ (فتح الباری)

حضرت عمر فاروقؓ کے پاس ایک عورت لائی گئی جس کا نکاح دورانِ عدت کر دیا گیا تھا۔ آپ نے دونوں میں جدائی کرا دی اور عورت کے مہر کو بیت المال میں یہ کہہ کر ڈال دیا کہ میں باطل نکاح پر مہر کو جائز نہیں سمجھتا، جاؤ تم دونوں کبھی آپس میں نکاح نہیں کر سکتے۔ حضرت علیؓ کو اس فیصلے کا علم ہوا تو کہنے لگے اگرچہ دونوں نے جہالت کی تھی لیکن سنت یہ ہے کہ عورت کی شرم گاہ حلال

Marfat.com

کرنے کے بدلے اسے مہر دیا جائے اور دونوں میں عدت ختم ہونے تک جدائی کرا دی جائے پھر وہی آدمی پیغام نکاح دینے والے دوسرے لوگوں کی طرح خود بھی پیغام نکاح دے سکتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے یہ سن کر خطبہ دیا اور کہا غلطی پر ڈٹے نہ رہو اور سنت کی طرف رجوع کرو۔ (المغنی مع شرح الکبیر)

مالی امور میں مشاورت

حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ بننے کے بعد بیت المال سے اپنے لیے کچھ نہیں لیتے تھے جب امت کے معاملات میں زیادہ وقت صرف ہونے لگا تو ان کی تجارت متاثر ہوئی۔ حالات کی سنگینی سے مجبور ہو کر آپ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا کہ ان کو اپنے اخراجات کے لیے بیت المال سے کتنا لینا چاہیے۔ حضرت عثمانؓ بن عفان اور حضرت سعیدؓ بن نفیل نے کہا آپ اس میں سے کھا پی سکتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے مشورہ دیا کہ صبح شام کا کھانا لے لیجیے۔ حضرت عمرؓ نے ان کے مشورے پر عمل کیا۔ جب جنگ کے ذریعے عراق کی زمین ''ارض سواد'' فتح ہوئی تو کئی صحابہ نے حضرت عمرؓ کو مشورہ دیا کہ اس زمین کو فاتحین میں تقسیم کر دیں۔ حضرت عمرؓ اس زمین کی کشادگی اور شادابی کے پیش نظر بعد میں آنے والے مسلمانوں کے لیے رکھنا چاہتے تھے چنانچہ حضرت علیؓ نے مشورہ دیا کہ اس زمین کو تقسیم نہ کریں آپ نے ان کا مشورہ قبول کیا اور کہا ''اگر بعد میں آنے والے مسلمان نہ ہوتے تو میں جن علاقوں کو فتح کرتا انہیں وہاں کے باشندوں میں تقسیم کر دیتا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو تقسیم کر دیا تھا۔'' (الاموال)

حضرت عمرؓ کے پاس ایک مرتبہ بہت سارا مال آیا۔ مستحقین میں تقسیم کرنے کے بعد کچھ مال بچ گیا۔ صحابہ کرامؓ نے مشورہ دیا کہ بقیہ مال کو کسی ناگہانی ضرورت کے لیے محفوظ کر لیا جائے۔ حضرت علیؓ نے مشورہ دیا کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے بحرین سے آنے والے مال کو تقسیم کر دیا تھا اسی طرح اس مال کو بھی تقسیم کر دیا جائے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ اس مال کو ضرور تقسیم کر دیں۔ حضرت علیؓ نے یہ مال تقسیم کر دیا۔ (مسند احمد)

ملکی امور کو منظم کرنے کے لیے ایک سرکاری تاریخ مقرر کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو حضرت عمرؓ نے صحابہ کرام سے مشاورت کی، حضرت علیؓ نے مشورہ دیا کہ جس دن اللہ کے رسول ﷺ نے مکہ سے ہجرت کی اسی کو سنگِ بنیاد رکھ لیا جائے۔ حضرت عمرؓ نے اس مشورہ کو قبول کیا۔

Marfat.com

عسکری امور میں مشاورت

حضرت عمرؓ جہاد کے لیے مدینہ سے باہر روانہ ہوتے تو حضرت علیؓ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرماتے۔ دونوں خلفاء کے درمیان احترام اور اعتماد کا رشتہ قائم تھا۔ جب اہل فارس مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے نہاوند میں جمع ہوئے تو حضرت عمرؓ نے اس جنگ میں اپنی شرکت کے بارے میں لوگوں سے مشورہ کیا۔ عام لوگوں نے شرکت کا مشورہ دیا مگر حضرت علیؓ نے فرمایا:

''اے امیر المومنین اگر آپ شام والوں کو شام سے نکلنے کا حکم دیتے ہیں تو روم والے ان کے اہل وعیال پر حملہ کر دیں گے اور اگر یمن والوں کو یمن سے نکلنے کا حکم دیتے ہیں تو حبشہ والے ان کے اہل وعیال پر حملہ کر دیں گے اور خود یہاں سے ہٹتے ہیں تو اطراف کے عرب آپ پر ٹوٹ پڑیں گے۔ آپ اپنے پیچھے جو غیر محفوظ سرحدیں چھوڑ جائیں گے وہ ان سے زیادہ اہمیت رکھتی ہوں گی جو آپ کے سامنے ہیں۔ جو جہاں ہیں ان کو وہیں رہنے دیں۔ بصرہ والوں کو خط بھیجیں کہ وہ تین حصوں میں تقسیم ہو جائیں ایک جماعت بصرہ کی حفاظت کرے دوسری جماعت قرب و جوار کے معاہدین کی مدد کے لیے کوفہ آئے۔ اہل عجم کل آپ کو دیکھ کر یہ کہیں گے کہ یہ عرب کی اصل طاقت اور سرمایہ ہیں اگر تم نے ان پر قابو پالیا تو ہمیشہ کے لیے چھٹی مل گئی اور یہ بات ان کے مقابلہ کے جذبہ اور صلاحیت کو تیز کر دے گی، ان کے حوصلہ اور طمع کو بڑھائے گی۔ آپ نے ذکر کیا کہ یہ اہل عجم مسلمانوں سے مقابلہ کے لیے نکل پڑے ہیں تو اللہ ان کے اس اقدام کو آپ سے زیادہ ناپسند کرتا ہے اور اس کو بدل دینے پر قادر ہے اور آپ نے ان کی تعداد کا جو ذکر کیا ہے تو یاد رکھیے کہ اب تک اللہ تعالیٰ نے جو فتح نصیب فرمائی ہے اس میں تعداد کی کثرت کا کوئی ذکر نہیں تھا ہم تو صرف اللہ کی مدد اور اعتماد پر جنگ کرتے رہے ہیں۔''

حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ نہایت عمدہ رائے ہے میں اسی پر عمل کروں گا۔ (طبری)

خاندانِ نبوی ﷺ سے حضرت عمرؓ کا سلوک

حضرت حسینؓ سے روایت ہے:

''مجھ سے ایک روز حضرت عمرؓ نے کہا، اے بیٹے تم ہمارے پاس بھی آیا کرتے

Marfat.com

اور حل لیا کرتے ان کے کہنے پر میں ایک روز ان کے پاس گیا۔ آپ تنہائی میں کسی سے باتیں کر رہے تھے اور ابن عمرؓ بھی دروازے پر تھے ان کو اندر آنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی، یہ دیکھ کر میں واپس آ گیا پھر ایک دن حضرت عمرؓ کا سامنا ہوا تو انہوں نے فرمایا، بیٹے تم میرے پاس نہیں آئے میں نے کہا آیا تھا مگر آپ تخلیہ میں تھے ابن عمرؓ بھی واپس آ گئے اور میں بھی لوٹ آیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا تم عبداللہ بن عمرؓ سے زیادہ اجازت پانے کے مستحق تھے۔ ہمارے دل و دماغ میں ایمان کی جو تخم ریزی ہوئی وہ اللہ کا احسان ہے پھر تمہارے گھرانے کا ہی فیض ہے یہ کہہ کر آپ نے میرے سر پر اپنا ہاتھ رکھا۔'' (کنزالعمال)

''حضرت عمرؓ کے پاس یمن سے حُلّے (ایک ہی کپڑے کا تہبند اور قمیص) آئے آپ نے لوگوں میں تقسیم کر دیے وہ سب نئے کپڑے پہن کر مسجد نبوی ﷺ میں آئے حضرت عمرؓ ان کو سلام کرتے اور دعائیں دیتے اتنے میں حضرت امام حسنؓ اور حضرت امان حسینؓ تشریف لائے ان کے جسم پر حُلّے نہیں تھے۔ حضرت عمرؓ ان کو دیکھ کر بہت افسردہ ہوئے اور فرمانے لگے کہ چادریں بڑی تھیں ان کے قد کے مطابق کوئی حلہ نہیں تھا۔ اس کے بعد یمن پیغام بھیجا کہ دو جوڑے حسنؓ اور حسینؓ کے لیے عجلت میں بھیجے جائیں۔ حُلّے آئے حضرت عمرؓ نے دونوں کو پہنائے تو ان کو اطمینان ہوا۔'' (الاصابہ)

حضرت ابو جعفرؒ سے روایت ہے کہ جب اللہ نے فتوحات کے دروازے کھول دیے تو حضرت عمرؓ نے سب کا ماہانہ مقرر کیا، انہوں نے سب سے پہلے حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کا حصہ نکالا۔ (کتاب الخراج)

حضرت عمرؓ کی شہادت

ذوالحجہ 23 ہجری کے آخری ہفتے میں ایک روز حضرت عمرؓ فجر کی نماز کے لیے مسجد نبوی میں میں تشریف لائے ابولولو فیروز نامی ایک شخص نے خنجر سے حضرت عمرؓ پر اچانک حملہ کر دیا۔ وہ زخمی حالت میں بے ہوش ہو گئے۔ ابولولو گرفتار ہوا مگر اسی خنجر سے خودکشی کر لی۔ (طبری، مستدرک حاکم) امیرالمومنینؓ کو زخمی حالت میں گھر پر لایا گیا۔ آپ کی حالت چونکہ تشویش ناک تھی اس لیے

Marfat.com

صحابہ کرام نے آپ سے جانشین مقرر کرنے کا مشورہ دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا:

''تمہارے لیے یہ لوگ ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ اہل جنت میں سے ہیں۔ حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، زبیرؓ بن العوام، طلحہؓ بن عبیداللہ، ان میں سے ایک شخص کو خلیفہ مقرر کرلو۔ جب وہ آپس میں ایک کو خلیفہ بنالیں تو پھر اس کی اعانت کرو۔'' (طبری)

حضرت عمرؓ زخموں کی تاب نہ لاکر رحلت فرما گئے، حضرت علیؓ نے فرمایا:

''ابوحفص آپ پر اللہ کی رحمتیں ہوں، اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ کے علاوہ کوئی ایسا نہیں ہے جس کے نامہ اعمال کے ساتھ میں اللہ کے سامنے جانا پسند کروں۔ حضرت علیؓ رو رہے تھے کہ حضرت عمرؓ کی وفات سے ایسا شگاف پیدا ہوگیا جو قیامت تک پر نہیں کیا جاسکے گا۔'' (احمد زینی دحلان)

Marfat.com

حضرت علیؓ، دورِ عثمانی میں

حضرت عثمانؓ کی خلافت پر بیعت

حضرت عمرؓ کی تدفین کے بعد شوریٰ کی منتخب کمیٹی کے ارکان سیّدہ عائشہؓ کے گھر پر جمع ہوئے۔ مشاورت کے بعد حضرت عثمانؓ کی خلافت پر اتفاق رائے ہوا۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے اس فیصلے تک پہنچنے کے لیے اہم کردار ادا کیا۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> ''عبدالرحمٰنؓ بن عوف کا افضل ترین عمل یہ رہا کہ آپ نے شوریٰ کے وقت خود کو استحقاق خلافت سے الگ رکھا اور مشاورت کے ساتھ خلیفہ کا فیصلہ کیا اور امت مسلمہ کو حضرت عثمانؓ کی خلافت پر متحد کرنے کے لیے مستعدی اور ہوش مندی کا مظاہرہ کیا اس سلسلے میں اگر آپ جانبدار ہوتے تو منصب خلافت پر خود فائز ہو جاتے یا ممبران کمیٹی میں سے اپنے قریبی سعد بن ابی وقاص کو اس منصب پر بٹھا دیتے۔'' (علی محمد اصلابی)

بخاری کی روایت ہے کہ جب لوگوں نے صبح کی نماز پڑھ لی تو کمیٹی کے ممبران مسجد کے منبر کے پاس جمع ہو گئے عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے مدینہ میں موجود سب مہاجرین اور انصار کو بلا بھیجا۔ وہ فوجی سربراہ بھی بلائے گئے جنہوں نے حضرت عمرؓ کے ہمراہ حج کیا تھا۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے خطبہ دیا اور اس کے بعد کہنے لگے حضرت علیؓ آپ برا نہ منائیں سب لوگوں نے حضرت عثمانؓ کو خلیفہ بنانے کا مشورہ دیا ہے۔ اس لیے آپ اپنے دل میں کوئی میل پیدا نہ کریں اس کے بعد حضرت عثمانؓ سے کہا میں تم سے اللہ کے دین اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور اس کے بعد دونوں خلفاء کے طریق پر بیعت کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے بیعت کی پھر اس کے بعد وہاں پر موجود مہاجرین، انصار فوجی سربراہوں اور موجود عام مسلمانوں نے بیعت کی۔ (بخاری)

''التمہید و البیان'' میں روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے بعد حضرت علیؓ نے بیعت کی۔

Marfat.com

بلاذری، ہشام کلبی واقدی اور طبری نے بیعت حضرت عثمانؓ کی مشاورت کی روایت کو مختلف حوالوں سے بیان کیا ہے (انساب الاشراف) بعض روایات کے مطابق حضرت علیؓ نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ پر جانبداری کا الزام لگایا۔

حضرت علیؓ مشیر کی حیثیت میں

حضرت عثمانؓ کا ایک کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے عالم اسلام کو ایک مصحف اور ایک قرأت پر متفق کر دیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ''اگر حضرت عثمانؓ کی بجائے مجھے اس صورت حال سے واسطہ پڑتا تو میں بھی مصاحف کے سلسلے میں وہی کرتا جو حضرت عثمانؓ نے کیا۔'' (البرہان) ایک اور روایت کے مطابق حضرت علیؓ نے فرمایا ''اے لوگوں حضرت عثمانؓ کے بارے میں ناانصافی سے کام نہ لو تم کہتے ہو کہ انہوں نے مصاحف میں ردو بدل کیا۔ خدا کی قسم انہوں نے (ایک قرأت پر جمع کر دینے کے بارے میں) جو طرز عمل بھی اختیار کیا وہ صحابہ رسول اللہ ﷺ کے علم میں تھا اگر میں ان کی جگہ ہوتا تو وہی کرتا جو حضرت عثمانؓ نے کیا۔'' (البدایہ والنہایہ)

امام بیہقی نے نقل کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ جب مقدمات کا فیصلہ کرتے تو حضرت علیؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ کو بلا لیتے۔ مقدمے کی سماعت کے بعد تینوں صحابہ کرام کی رائے لیتے اگر ان حضرات کی رائے حضرت عثمانؓ کی رائے کے موافق ہوتی تو فوراً فیصلہ فرما دیتے اختلاف کی صورت میں غور و فکر کے بعد فیصلہ فرماتے۔ (السنن الکبریٰ) حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ حدود جاری کرنے کے مقدمات حضرت علیؓ کے سپرد کرتے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو بلا کر فرمایا کہ ولید کو کوڑے ماریئے تو حضرت علیؓ نے ولید کو اسی کوڑے لگائے۔'' (بخاری)

علامہ ابن کثیر کے مطابق سعید بن العاصؓ گورنر کوفہ کی زیر قیادت جرجان، خراسان اور طبرستان کی طرف جو لشکر روانہ ہوئے ان میں حضرت حسن بن علیؓ، حضرت حسین بن علیؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور دوسرے صحابہ شریک ہوئے۔ (البدایہ والنہایہ)

حضرت عثمانؓ کی شہادت

حضرت عثمانؓ کے عہد میں مختلف شورشیں برپا ہوئیں یہاں تک کہ باغیوں نے حضرت عثمانؓ

Marfat.com

کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور ہر جانب سے نا کا بندی کر لی۔ حضرت عثمانؓ نے مسجد میں آنا چھوڑ دیا۔ صحابہ کرام کے صاحبزادوں کا ایک گروپ باغیوں کو سمجھانے کے لیے حضرت عثمانؓ کے گھر پر گیا اس گروپ میں حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ شامل تھے۔ حضرت عثمانؓ کے گھر پر سات سو مہاجرین اور انصار موجود تھے جو حضرت عثمانؓ کا تحفظ کر رہے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ جس پر بھی میرا حق ہے اس کو قسم دیتا ہوں کہ وہ اپنا ہاتھ روک لے اور اپنے گھر چلا جائے روایت کے مطابق آخری شخص جو حضرت عثمانؓ کے گھر سے نکلے وہ حضرت حسنؓ بن علیؓ تھے۔ (ابن کثیر) البلاذری کے مطابق باغیوں نے حضرت عثمانؓ پر تیر سے وار کیا جو حضرت حسنؓ کو لگا اور وہ زخمی ہو گئے۔ (انساب الاشراف) حضرت عثمانؓ کے گھر کی نا کا بندی روز بروز سخت ہوتی جا رہی تھی ان کے پاس جو پانی تھا وہ ختم ہو گیا۔ حضرت علیؓ پانی کا مشکیزہ لیے حضرت عثمانؓ کے گھر پہنچے۔ باغیوں نے ان کی مزاحمت کی مگر وہ گھر کے اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ (ابن کثیر) باغیوں نے حضرت عثمانؓ سے خلافت سے دست بردار ہونے کا مطالبہ کیا آپ نے فرمایا میں وہ خلعت اُتارنے کے لیے تیار نہیں ہوں جو اللہ نے مجھے پہنائی ہے۔ آپ نے یہ بات حضور اکرم ﷺ کی وصیت کے مطابق فرمائی تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اے حضرت عثمانؓ اللہ شاید تمہیں ایک خلعت پہنائے اگر لوگ تم سے اس کے اُتارنے کا مطالبہ کریں تو نہ اُتارنا۔'' (ترمذی) حضرت عثمانؓ کی شہادت جمعہ 18 ذی الحجہ 35 ہجری کو ہوئی آپ اس وقت قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے۔

عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں شہادت عثمانؓ کے بارے میں سن کر حضرت علیؓ نے فرمایا:

> ''اگر لوگ چاہیں تو میں مقام ابراہیم پر کھڑے ہو کر یہ قسم کھانے کو تیار ہوں کہ نہ تو میں نے خود حضرت عثمانؓ کو قتل کیا نہ اس قتل کا کسی کو حکم دیا بلکہ میں نے باغیوں کو ان کے قتل سے روکا لیکن انہوں نے میری نافرمانی کی۔''
>
> (البدایہ والنہایہ)

ایک اور روایت کے مطابق حضرت علیؓ نے فرمایا:

> ''حضرت عثمانؓ ہم میں سب سے بہتر تھے اور صلہ رحمی میں بھی ہم سب سے زیادہ تھے۔ حیاء میں سب سے زیادہ شدید، طہارت کے لحاظ سے سب سے

Marfat.com

اچھے اور اللہ عزوجل کے حضور میں سب سے زیادہ متقی اور پرہیز گار۔"

(البدایہ والنہایہ)

ابوسعید خدریؓ کا بیان ہے کہ انہوں نے علیؓ کے پہلو میں بیٹھے ہوئے ایک خوبصورت لڑکے کو دیکھا اور پوچھا اللہ آپ کو بعافیت رکھے یہ آپ کے پہلو میں کون سا نوجوان ہے حضرت علیؓ نے فرمایا یہ میرا بیٹا عثمان ہے میں نے عثمان عفانؓ کے نام پر اس کا نام رکھا ہے اسی طرح حضرت عمر بن خطابؓ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباسؓ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر بھی میں نے دیگر فرزندوں کے نام رکھے ہیں حسن، حسین، محسن کا نام اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ان کی طرف سے عقیقہ کیا اور ان کے سروں کے بال منڈوائے اور بالوں کے برابر صدقہ کیا یہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی پیدا ہوئے تھے۔ (مسند احمد)

Marfat.com

حضرت علیؓ کی بیعت

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد تین سے پانچ روز تک مسند خلافت خالی رہی۔ مدینہ پر سبائیوں کا کنٹرول تھا مگر وہ خلافت کے بوجھ کو اُٹھانے کے اہل نہ تھے۔ خلیفہ کے انتخاب کے لیے مشورے ہوئے۔ اہلِ مصر حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے۔کوفی زبیرؓ کو اور اہل بصرہ طلحہؓ کو خلیفہ بنانے کے آرزومند تھے۔ ان تینوں میں سے کوئی بھی اس بوجھ کو اٹھانے کے لیے تیار نہیں تھا۔ سعد بن ابی وقاصؓ اور عبداللہؓ بن عمر نے بھی خلیفہ بننے سے انکار کر دیا۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت نے حالات کو اس قدر کشیدہ اور ابتر کر دیا تھا کہ خلیفہ کی ذمے داریاں نبھانا آسان کام نہیں تھا۔ (البدایہ والنہایہ، طبری)

ایک روایت کے مطابق باغی مالک الاشتر (سبائیوں کا سرغنہ) کے ہمراہ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ (طبری) عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت علیؓ کو بیعت سے منع کیا اور کہا کہ آپ ان باغیوں کے ساتھ کوئی تعلق نہ رکھیں کیوں کہ اگر آج آپ ان باغیوں کے ساتھ خلافت کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے تو کل لوگ آپ پر قتل عثمانؓ کا الزام لگا دیں گے۔ حضرت علیؓ نے عبداللہ بن عباسؓ کی بات نہ مانی (البدایہ والنہایہ، طبری) یہ روایت بھی موجود ہے کہ حضرت علیؓ کہتے رہے ''مجھ کو چھوڑ دو اور کسی اور کو تلاش کرو۔'' (ابن اثیر۔ طبری) حضرت علیؓ نے دباؤ میں ہی سہی مگر نیک نیتی کے ساتھ حالات کا چیلنج قبول کیا اور خلافت پر رضامند ہوئے۔ اس وقت امتِ اسلامیہ کی باگ ڈور سنبھالنے والا اور خلافت راشدہ کی نازک ذمے داریوں سے عہدہ برآ ہونے والا حضرت علیؓ سے زیادہ اہل اور بصیرت رکھنے والا اور کوئی نہ تھا۔ تاریخ طبری کے مطابق حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے بھی بخوشی حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

حضرت علیؓ کی بیعت خلافت ان حالات میں ہوئی جب باغی اور شورش پسند مدینہ پر چھائے ہوئے تھے، کئی صحابہ کرام بددل ہو کر روپوش ہو گئے اور کئی مدینہ سے باہر چلے گئے۔ حضرت علیؓ مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لائے، آپ کے جسم پر ایک چادر اور بھیڑ کی اون کا بنا ہوا

Marfat.com

عمامہ تھا۔ ہاتھ میں اپنے جوتے لیے اور اپنی کمان پر ٹیک لگائے منبر پر تشریف فرما ہوئے، مسجد میں موجود صحابہ کرامؓ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ (طبری)

حضرت علیؓ کا پہلا خطبہ

حضرت علیؓ منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و ثنا کے بعد یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم کو ہادی بنا کر نازل کیا اور اس میں خیر و شر کو واضح طور پر بیان فرمایا۔ پس تم لوگ خیر کو اختیار کرو اور شر سے بچو۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سی اشیاء کو حرمت کا درجہ دیا اور اس میں سے بڑی حرمت ایک مسلمان کی ہے اور توحید و اخلاص کے ساتھ مسلمانوں کے حقوق کو مضبوطی سے باندھا۔ چنانچہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے تمام مسلمان محفوظ رہیں مگر یہ کہ احکام شریعت کا ہی تقاضا ہو، کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کو اذیت دے مگر یہ کہ ایسا کرنا واجب اور ضروری ہو۔ عوام اور خواص کے حقوق کی ادائیگی کے لیے عجلت سے کام لو کیونکہ موت سر پر کھڑی ہے پس لوگ آپ کے سامنے ہیں اور پیچھے قیامت ہے جو آگے بڑھ رہی ہے۔ اپنے آپ کو دنیا کی آلائشوں سے الگ رکھیے تاکہ منزل تک آسانی سے پہنچ سکیں۔ آخرت لوگوں کے لیے چشم براہ ہے، اے اللہ کے بندو خالق اور مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کے لیے اللہ سے ڈرتے رہو۔ تم سے قیامت میں ہر چیز کے بارے میں سوال ہوگا حتیٰ کہ چوپائیوں اور زمین کے بارے میں بھی۔ میں تم سے پھر کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اس کی نافرمانی سے بچو۔ جب تم خیر کا کام دیکھو تو اس کو فوراً اختیار کر لو اور جب شر اور برائی کا کام دیکھو تو اس سے فوراً کنارہ کش ہو جاؤ۔'' (البدایہ والنہایہ، طبری)

حضرت علیؓ نے خطبے کے بعد قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

''اور تم اس وقت کو یاد کرو جب تم زمین (مکہ) میں تھوڑے تھے اور کمزور و ضعیف سمجھے جاتے تھے اور تم ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں لوگ تمہیں اچک کر نہ لے جائیں پس اس نے تم کو پناہ دی اور اپنی مدد سے تم کو تقویت بخشی اور پاکیزہ و طیب اشیاء تمہیں کھانے کو دیں تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو۔''

Marfat.com

جنگِ جمل

حضرت عثمانؓ کو بے دردی کے ساتھ شہید کیا گیا۔ اس کا شدید ردعمل سامنے آیا۔ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کا مطالبہ زور پکڑنے لگا۔ کوفہ اور بصرہ کے ایک گروہ نے حضرت علیؓ کی بیعت سے انکار کر دیا۔ مصر کے دس ہزار افراد نے گورنر قیس بن سعدؓ کے ذریعے پیغام بھیجا کہ جب تک حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے بدلہ نہیں لیا جاتا وہ حضرت علیؓ کی بیعت نہیں کریں گے۔ اس معاملہ میں اہل مدینہ غیر جانبدار ہو گئے۔ (تاریخ طبری، البدایہ والنہایہ) حضرت عائشہؓ عمرہ کی ادائیگی کے بعد مدینہ تشریف لا رہی تھیں کہ ان کو راستے میں حضرت عثمانؓ کی شہادت اور حضرت علیؓ کے خلیفہ بننے کی اطلاع ملی۔ جب حضرت عائشہؓ کو علم ہوا کہ مدینہ میں شر پسند سبائیوں کا غلبہ ہے تو وہ قافلے کے ساتھ بصرہ چلی گئیں۔ (تاریخ طبری)

حضرت زبیر بن عوامؓ نے اپنے خطبے میں کہا:

> ''اے لوگو! امیر المومنین کو بلا سبب شر پسندوں نے شہید کر دیا ہے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے بدلہ لیا جائے اگر اس وقت معاملے کو یوں ہی چھوڑ دیا گیا تو اس طرح ہمیشہ خلفائے راشدین کی توہین ہوتی رہے گی اور کوئی خلیفہ اس انجام سے محفوظ نہیں رہے گا۔'' (تاریخ طبری، ابن اثیر)

حضرت عائشہؓ نے اپنے خطاب میں فرمایا:

> ''اے لوگو! شر پسند اور فسادی لوگوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا ہے۔ انہوں نے حضرت عثمانؓ کے نوعمر گورنروں پر اعتراض کیا ہے حالانکہ نوعمروں کو پہلے بھی مختلف مناصب پر فائز کیا گیا تھا۔ شر پسندوں نے چراگاہوں پر اعتراض کیا اور شریعت کی تمام حدود توڑ کر حضرت عثمانؓ کا ناحق قتل کیا۔ قاتلوں کے خلاف جمع ہو جاؤ تاکہ ان کو ایسی سزا دی جائے جو دوسروں کے لیے نشان عبرت بن جائے اور آئندہ کسی کو ایسی دیدہ دلیری کی جرأت نہ

Marfat.com

ہو۔'' (تاریخ طبری، ابن اثیر)

''کسی محدث نے یہ نقل نہیں کیا کہ حضرت عائشہؓ اور ان کے ساتھیوں نے خلافت کے معاملہ میں حضرت علیؓ سے کوئی جھگڑا کیا ہو اور نہ ہی انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ ان میں کسی کو خلافت کی مسند پر بٹھایا جائے۔ ان کا اختلاف یہ تھا کہ حضرت علیؓ قاتلین سے قصاص نہیں لے رہے۔'' (فتح الباری)

ایک صحابی احنفؓ سے روایت ہے:

''میں نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ سے ملاقات کی اور کہا میری رائے میں حضرت عثمانؓ ضرور شہید کر دیے جائیں گے۔ آپ حضرات مجھے کس کی بیعت کرنے کی رائے دیتے ہیں دونوں نے کہا حضرت علیؓ کی بیعت کرنے کی رائے دیتے ہیں۔ اس کے بعد مکہ میں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس دوران حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا گیا تھا میں نے پوچھا آپ کا کیا حکم ہے میں کس کی بیعت کروں۔ حضرت عائشہؓ نے حضرت علیؓ کی بیعت کا مشورہ دیا چنانچہ میں مدینہ آیا اور حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔'' (طبری)

حضرت علیؓ نے اپنے خطبے میں فرمایا:

''اے لوگو! حضرت عثمانؓ کے دور میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے جو دنیا کے طلب گار اور اللہ کی نعمتوں اور اہل فضل پر اعتراض کرنے والے تھے۔ جن کا مقصد یہ تھا کہ اسلام کو ختم کر کے پھر وہی زمانہ جاہلیت کے حالات پیدا کر دیے جائیں جو قبل از اسلام تھے۔'' حضرت علیؓ نے اپنے خطبے میں اسلام کی سرفرازی، اہل اسلام کے اتحاد و اتفاق پر زور دیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانؓ کے فضائل اور مناقب بیان کیے اور فریقین میں صلح کی پیش کش کی جس کو دوسرے فریق نے قبول کر لیا۔ (طٰہٰ حسین)

صلح کی صورت حال دیکھ کر فتنہ پرور پریشان ہو گئے، انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور کہا اگر صلح ہو گی تو ان کے خون پر ہو گی۔ عبداللہ بن سبا (یہودی) جو اس سارے فتنے کا بانی و سرغنہ تھا، اس نے مشورہ دیا کہ کل جب دونوں گروہ آپس میں صلح کے لیے ملیں تو رات کے اندھیرے میں جنگ چھیڑ دی جائے۔ اس رات مسلمان گہری نیند سو رہے تھے۔ سبائیوں نے اچانک اہل جمل پر

Marfat.com

حملہ کر دیا اور اس طرح جنگ چھڑ گئی۔ اہل جمل نے گمان کیا کہ حضرت علیؓ کے لشکر نے معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے اور یہی گمان حضرت علیؓ کے لشکر نے اہل جمل کے بارے میں کیا۔ (تاریخ طبری، البدایہ والنہایہ)

اس جنگ میں حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ شہید ہو گئے۔ جنگ ختم ہونے کے بعد حضرت علیؓ نے حضرت عائشہؓ کے لیے سواری اور زاد راہ فراہم کیا۔ کوچ کے وقت حضرت علیؓ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عائشہؓ نے لوگوں سے فرمایا ''میرے بیٹو! ہم جلد بازی میں ایک دوسرے کے خلاف کھڑے ہو گئے آئندہ کوئی شخص ایک دوسرے سے زیادتی نہ کرے اللہ کی قسم میرے اور حضرت علیؓ کے درمیان شروع سے کوئی اختلاف نہ تھا۔ وہ نیک اور اچھے آدمی ہیں۔'' حضرت علیؓ نے بھی حضرت عائشہؓ کے بارے میں ادب و احترام کے جذبات کا اظہار فرمایا اور کئی میل تک حضرت عائشہؓ کے ہمراہ رہے اور اپنے بیٹوں کو ہدایت کی وہ ایک دن حضرت عائشہؓ کے ساتھ رہنے کے بعد واپس آئیں۔ (تاریخ طبری)

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ پشیمانی کا اظہار کرتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں ''کاش میں یوم الجمل سے پہلے دنیا سے رخصت ہو گئی ہوتی۔'' وہ جب بھی اس دن کو یاد کرتیں تو اس قدر روتیں کہ ان کا دوپٹا تر ہو جاتا۔ (سلیمان ندوی: سیرتِ عائشہؓ)

حضرت زبیرؓ کو عمرو بن جرموز نے شہید کیا اور ان کا سر تن سے جدا کیا اور اس کو لے کر حضرت علیؓ کے پاس پہنچا اس کو توقع تھی کہ حضرت علیؓ اس کو مرتبے سے نوازیں گے حضرت علیؓ نے اس سے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ زبیرؓ کا قاتل جہنمی ہوگا اس کو جہنم کی خبر دے دو۔'' (البدایہ والنہایہ)

حضرت علیؓ ملکی حالات درست کر رہے تھے اور قاتلین حضرت عثمانؓ سے بدلہ لینے کے لیے مناسب وقت کے انتظار میں تھے۔ جب چار ماہ کا عرصہ گزر گیا تو قصاص کا مطالبہ کرنے والے مشتعل ہونے لگے ان کا خیال تھا کہ تاخیر سے انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہو سکیں گے۔ اس تضاد کی بناء پر کشیدگی بڑھ گئی اور جنگ کی صورت حال پیدا ہو گئی۔

علامہ ابن حزم اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''حضرت عائشہؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اور ان کے ساتھیوں نے بھی

Marfat.com

حضرت علیؓ کی خلافت سے اختلاف نہیں کیا تھا نہ ان پر طعن کیا اور نہ ان پر ایسی کسی قسم کی تنقید کی جس سے ان کا مقصد حضرت علیؓ کو معیار خلافت سے گرانا ہو۔ انہوں نے حضرت علیؓ کے علاوہ کسی اور کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی۔ یہ باتیں صحیح طور پر ثابت ہیں جن میں کوئی شک نہیں۔ وہ بصرہ میں حضرت علیؓ سے جنگ کرنے یا ان کے خلاف لوگوں کو اُبھارنے کے لیے نہیں گئے تھے ان میں اگر کوئی چیز مطلوب ہوتی تو وہ سب سے پہلے کسی کو خلیفہ بنا کر اس کے ہاتھ پر بیعت کرتے۔ بصرہ صرف اس شگاف کو بند کرنے کے لیے گئے تھے جو حضرت عثمانؓ کی شہادت کی وجہ سے اسلام میں پیدا ہوا تھا۔"

علامہ ابن خلدون جنگ جمل کے متعلق فرماتے ہیں" یہ حقیقت ہے کہ جن پر صحابہ اور تابعین کے افعال کو محمول کرنا چاہیے وہ امت میں بہترین لوگ ہیں ہم اگر انہیں بھی تنقید کا نشانہ بنالیں تو اس کے بعد مختص بالعدالت کون رہ جائے گا۔" حالانکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"سب سے بہتر دور میرا دور ہے۔ اس کے بعد جو اس کے بالکل متصل دور ہے پھر اس کے بعد کا دور۔ اس کے بعد جھوٹ عام ہو جائے گا۔ پھر ان کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو گواہی دیں گے مگر ان کی گواہی نہیں مانگی جائے گی اور وہ خیانت کریں گے وہ امین نہیں بنائے جائیں گے وہ نذر مانیں گے لیکن اسے پورا نہیں کریں گے اور ان پر موٹاپا ظاہر ہو جائے گا۔" (بخاری، مسلم)

پس تم اپنے نفس اور زبان کو صحابہ کرام میں سے کسی کے ساتھ تعرض کرنے سے روکو اور ان کے درمیان ہونے والے واقعات کے متعلق شک وشبہ سے اپنے دل کو پریشان نہ کرو جہاں تک ہو سکے ان کا صحیح محل تلاش کرو۔ بجا طور پر وہ اس کے مستحق ہیں کہ ان کا اختلاف کسی دلیل پر اور ان کی باہم جنگیں اپنے طور پر راہ جہاد اور اظہار حق پر مبنی تھیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ اعتقاد رکھو کہ ان کا باہمی اختلاف امت کے لیے رحمت ہے ہر شخص کو ان کے باہمی اختلاف کے متعلق وہی روش اختیار کرنی چاہیے جو انہوں نے اس موقع پر اختیار کی تھی اور ہمیں انہی کو اپنا امام، رہبر اور ہادی بنانا چاہیے۔ (مقدمہ ابن خلدون)

امام ابوجعفر محمد بن علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اہل جمل نے (جنہوں نے باہمی جنگ لڑی) کفر نہیں کیا۔" (ابن ابی شیبہ)

Marfat.com

جنگِ صفین

جنگ جمل کی طرح صفین کی جنگ بھی اسلامی تاریخ کا افسوس ناک سانحہ ہے۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد مسلمان گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ حضرت علیؓ نے خلافت کی ذمے داریاں سنبھالنے کے بعد ریاست کا نظم ونسق چلانے کے لیے اہم فیصلے کیے انہوں نے سہل بن حنیفؓ کو شام کا گورنر نامزد کیا۔ سہل بن حنیفؓ جب شام روانہ ہوئے تو تبوک کے مقام پر حضرت معاویہؓ کے لشکری ان سے ملے اور پوچھا کس ارادے سے آئے ہو۔ سہل بن حنیفؓ نے جواب دیا کہ وہ حاکم بن کر آئے ہیں۔ لشکریوں نے کہا کہ اگر حضرت عثمانؓ کے نمائندے بن کر آئے ہیں تو ہم آپ کا استقبال کرتے ہیں اگر ان کے علاوہ کسی نے بھیجا ہے تو واپس جائیں۔ حضرت سہلؓ نے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ کیا واقعہ پیش آیا ہے لشکریوں نے جواب دیا ہمیں سب کچھ معلوم ہے۔ حضرت سہل بن حنیفؓ حضرت علیؓ کے پاس واپس آ گئے۔ (تاریخ طبری)

حضرت معاویہؓ نے ایک قاصد حضرت علیؓ کے پاس روانہ کیا جس نے بتایا کہ اہل شام انتقامی جذبے سے سرشار ہیں اور حضرت عثمانؓ کے قتل کا قصاص چاہتے ہیں۔ انہوں نے حضرت عثمانؓ کی خون آلود قمیص دمشق میں منبر پر رکھی ہوئی ہے اور ان کے سوگ میں رو رہے ہیں۔ یہ پیغام پڑھ کر حضرت علیؓ نے فرمایا ''اے اللہ تیرے علم میں ہے کہ میں حضرت عثمانؓ کے خون سے بری ہوں۔'' حضرت علیؓ نے اہل شام سے جنگ کا فیصلہ کیا۔ مدینہ میں قثم بن عباس کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ جب وہ مدینہ سے شام کی جانب روانہ ہونے لگے تو حضرت حسنؓ نے عرض کیا ''ابا جان اس جنگ کا ارادہ ترک فرمایئے کیوں کہ اس سے مسلمانوں کا بڑے پیمانے پر خون بہے گا اور ان کے درمیان خلیج پیدا ہو جائے گی۔'' حضرت علیؓ نے اپنے صاحبزادے کی رائے قبول نہ کی اور جنگ کا فیصلہ تبدیل نہ کیا۔ حضرت علیؓ نے ایک خط حضرت معاویہؓ کے نام حضرت جریر بن عبداللہؓ کے ہاتھ روانہ کیا جس

Marfat.com

میں تحریر فرمایا:

''مجھ سے ان لوگوں نے بیعت کی ہے جن لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ سے بیعت کی تھی انہی باتوں پر بیعت کی ہے جن پر ان خلفاء سے بیعت کی تھی لہٰذا جو لوگ موجود ہیں ان کے لیے سوائے اس طرز عمل کے چارہٴ کار نہیں ہے اور جو سامنے نہیں ہیں ان کو ردّ کرنے کا اختیار نہیں ہے شوریٰ کا حق صرف مہاجرین اور انصار کو ہے۔ اگر یہ حضرات کسی ایک پر متفق ہو کر اپنا امام بنالیں تو اسی پر اللہ کی رضا ہے اگر ان کے طے شدہ امر سے کسی اغراض یا بدعت کی وجہ سے کوئی نکلتا ہے تو جہاں سے وہ نکلا ہے، واپس کر دیا جائے گا اور اگر انکار کرتا ہے تو اس سے عام مسلمانوں کا راستہ چھوڑ دینے کی بنا پر جنگ کی جائے گی پھر اللہ تعالیٰ اس سے سمجھ لے گا۔'' (نہج البلاغہ)

مؤرخین کے مطابق حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ کے خطوط کا جواب نہ دیا۔ حضرت علیؓ کوفہ سے شام روانہ ہوئے۔ حضرت معاویہؓ کو علم ہوا تو انہوں نے شامی فوجوں کو جمع کر لیا اور صفین کی جانب پیش قدمی کرنے لگے۔ حضرت علیؓ نے اشتر نخعیؒ کو سپہ سالار مقرر کر کے شام کی جانب بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ جب تک اہل شام جنگ کی ابتداء نہ کریں وہ پہل نہ کریں۔ بلکہ ان کو بیعت کی بار بار ہدایت کریں اگر وہ بیعت نہ کریں تب بھی جنگ کی ابتداء نہ کریں۔ جو آمادہٴ جنگ ہو اس کے قریب نہ جائیں اور اس قدر دور بھی نہ رہیں جیسے ایک سہا ہوا آدمی دور رہتا ہے صبر وضبط سے کام لیں اور نظم قائم رکھیں یہاں تک کہ میں خود آجاؤں۔

جب اشتر النخعیؒ صفین پہنچ گئے تو انہوں نے امیر المومنین کے حکم کی تعمیل کی اور ان کے مقابل حضرت معاویہؓ کا سپہ سالار بھی فوج کے ساتھ کھڑا رہا۔ دونوں فوجیں آمنے سامنے رہیں جب شام ہوئی تو شام والے واپس گئے دوسرے روز دونوں فوجیں پھر آمنے سامنے رہیں دونوں نے ضبط نفس سے کام لیا البتہ معمولی جھڑپیں ہوتی رہیں۔ تیسرے روز کی صبح حضرت علیؓ اپنی فوجوں کے ساتھ آگے بڑھے دونوں فوجوں کے درمیان جنگ ہوتی رہی۔ اہل عراق نے شامیوں سے پانی کھولنے کا مطالبہ کیا جس پر ان کا قبضہ تھا اور وہ عراقیوں کو پانی پینے نہیں دے رہے تھے۔ بعد میں

Marfat.com

دونوں نے اس بات پر صلح کر لی کہ کوئی کسی کا پانی نہ روکے۔ حضرت علیؓ نے اپنے بعض ساتھیوں کو حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا اور ان کو اطاعت امیر کی دعوت دی۔ حضرت معاویہؓ حضرت عثمانؓ کے قصاص کے مطالبے پر ڈٹے رہے۔ جنگ کے دوران محرم کے مہینے کے دوران جنگ بند ہو گئی۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان رابطوں کے باوجود صلح نہ ہو سکی اور محرم گزرنے کے بعد دوبارہ جنگ شروع ہو گئی۔ حضرت علیؓ نے اپنے فوجیوں کو ہدایت کی کہ کسی زخمی کا کام تمام نہ کیا جائے کسی بھاگنے والے کا پیچھا نہ کیا جائے کوئی کسی عورت کی بے حرمتی نہ کرے اور نہ اس کی توہین کرے خواہ وہ امت کے امراء اور صالحین کو گالیاں دے۔

دونوں فوجوں کے درمیان جنگ ہوتی رہی مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ اہل شام نے حضرت عمارؓ بن یاسر کو شہید کر دیا اور ابن کثیر کے بقول ثابت ہوا کہ حضرت علیؓ حق پر تھے کیوں کہ حضور اکرم ﷺ کی مستند حدیث کے مطابق حضرت عمارؓ کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا اس پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ عمارؓ جنگ صفین کے موقع پر حضرت علیؓ کی فوج میں شامل تھے۔ آخر کار اہل عراق کو کامیابی حاصل ہونے لگی اہل شام مکمل شکست کے خوف سے نیزوں پر قرآن اُٹھا کر قرآن کے مطابق فیصلے کا مطالبہ کرنے لگے تاکہ مسلمانوں کو محفوظ بنایا جا سکے اور وہ اسلامی سلطنت کا دفاع کرنے کے قابل رہیں۔ عراقیوں نے قرآن کے مطابق فیصلہ کرنے کے مطالبے کو تسلیم کر لیا۔ دونوں فریقین کے درمیان تحکیم پر اتفاق ہو گیا۔ حضرت معاویہؓ نے عمرو بن العاصؓ اور حضرت علیؓ نے ابو موسیٰ الاشعریؓ کو حکم (وکیل) نامزد کیا۔ ایک دستاویز تیار ہوئی جس کے مطابق حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی فوجوں سے عہد لیا گیا کہ دونوں کی جانیں اور ان کے خاندانوں کی جانیں محفوظ رہیں گی۔ (البدایہ والنہایہ)

حضرت علیؓ نے حضور اکرم ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے قیدیوں سے حسن سلوک کا مظاہرہ کیا۔ آپ کے برتاؤ کی یہ صورتیں سامنے آئیں:

- قیدی کا احترام اور اس کی طرف احسان۔
- بیعت کی پیش کش اور اسے قبول کر لینے پر آزادی کا حصول۔
- بیعت نہ کرنے کی صورت میں ہتھیار ضبط کرنا اور دوبارہ جنگ میں شرکت نہ کرنے کی قسم لے کر آزاد کر دینا۔

Marfat.com

○ لڑائی پر بضد رہنے کی صورت میں قید میں رکھنا اور قتل سے اجتناب کرنا۔

جنگ صفین کے بارے میں حضور اکرم ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی:

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک دو ایسے گروہ آپس میں جنگ نہ کریں گے جن کا دعویٰ ایک ہی ہو گا۔'' (بخاری)

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح کے مطابق ان دو گروہوں سے مراد حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ بن ابوسفیان کے گروہ ہیں۔ جو اپنے اپنے اجتہاد کی روشنی میں دوسرے کو غلطی پر اور خود کو حق پر خیال کریں گے۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری)

طٰہٰ حسین اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ''جنگ صفین میں شریک دونوں گروہ اسلام کی سربلندی چاہتے تھے اور اس میں ان کی نیتیں اخلاص پر مبنی تھیں اور ان میں سے ہر ایک گروہ اپنی جگہ اجتہاد کر رہا تھا کہ وہ حق پر ہے اور فریقِ مخالف غلطی پر ہے۔ علماء محدثین کے ہاں یہ بات بھی مسلمہ ہے کہ اس جنگ میں حضرت علیؓ کو حق پر مانتے تھے اور معاویہؓ اجتہادی غلطی پر تھے۔'' حضور اکرم ﷺ کی یہ حدیث حضرت علیؓ کے مؤقف کی حمایت کرتی ہے۔

حضرت عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم نے فرمایا:

''جب کوئی حاکم اپنے اجتہاد کی بناء پر فیصلہ کرے اور فیصلہ صحیح ہو تو اس کو دوہرا اجر ہے اور جب کسی فیصلہ میں اجتہاد کرے اور غلطی کر جائے تو اسے اکہرا ثواب ملتا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

ایک اور حدیث کے مطابق حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ سیدنا امام حسنؓ تشریف لائے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''میرا یہ بیٹا سیّد ہے امید ہے کہ اللہ اس کی وجہ سے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا۔'' (بخاری۔ مشکوٰۃ)

تمام محدثین متفق ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی اس پیشین گوئی کے مطابق سیدنا امام حسنؓ نے جن دو گروہوں کے درمیان صلح کروائی وہ سیدنا حضرت علیؓ اور سیدنا حضرت امیر معاویہؓ ہی کے دو گروہ ہیں۔ (فتح الباری) حضور اکرم ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق اس جنگ میں شریک ہونے والے طرفین عظیم مسلمان تھے اور دونوں اپنی جگہ پر اسلام کی سربلندی کے امیدوار تھے۔

Marfat.com

امام نوویؒ، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علیؓ اور معاویہؓ دونوں کو عادل اور مجتہد قرار دیا ہے۔ صحابہ کرام دین کے علم بردار ہیں ائمہ نے ان سے دین اخذ کیا اور ہم نے ائمہ سے۔ ان پر طعن ایسا ہی ہے گویا آدمی اپنے آپ پر اور اپنے دین پر طعن کرتا ہے۔ (طٰہٰ حسین: سیدنا حضرت علی مرتضیٰ)

حضرت امیر معاویہؓ کا خط حضرت علیؓ کے نام

از طرف معاویہ بن ابوسفیانؓ

بنام: علی بن ابی طالبؓ

اس کے بعد احوال یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم سے بزرگی عطا کی۔ امین وحی اور اپنے بندوں کے لیے اپنا رسول بنایا۔ اللہ نے ان کے معاون اور ساتھی چنے اور انہیں درجات دیے۔ ان میں پہلے خلیفہ اول سیّدنا ابوبکر صدیقؓ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جانثاری کی حد تک محبت کرتے تھے اور نمونہ اخلاص تھے پھر ان کے بعد خلیفۂ دوم سیّدنا عمر فاروقؓ اور خلیفۂ سوم سیدنا حضرت عثمان غنیؓ۔ حرم مقدس میں سیدنا حضرت عثمانؓ کو گھیرنے کے لیے ہر جانب سے شترسواروں اور گھڑسواروں کے دستے آ گئے۔ حرم کے تقدس کا خیال کیے بغیر ان پر حملہ کیا گیا اور آپ کی موجودگی میں انہیں شہید کیا گیا آپ نے دشمن کا شور وغوغا سنا مگر ان کو روکنے کے لیے نہ تو عملی اقدام کیا اور نہ زبان ہی سے روکا۔ آپ پر وارثان حضرت عثمانؓ کا الزام ہے کہ آپ نے ان کے قاتلوں کو پناہ دے رکھی ہے جو اب آپ کے گرد جمع ہیں اور آپ کے دست و بازو بنے بیٹھے ہیں۔ مجھے علم ہوا ہے کہ آپ قتل حضرت عثمانؓ سے خود کو بری قرار دیتے ہیں اگر یہ سچ ہے تو آپ قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دیں ہم ان سے قتل حضرت عثمانؓ کا بدلہ لینے کے بعد آپ کی بیعت کے لیے دوڑے آئیں گے اگر آپ ایسا نہیں کریں گے تو پھر ہمارے درمیان فیصلہ تلوار سے ہوگا اور اللہ کی قسم ہم صحراؤں، پہاڑوں، خشکی اور سمندر میں قاتلان حضرت عثمانؓ کو تلاش کریں گے اور انہیں قتل کر کے بدلہ لیں گے۔ اس کے لیے ہم اپنی جانیں دینے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔ (بلاذری)

جب معاویہؓ کا یہ خط ابومسلم کے ہاتھ کوفہ پہنچا حضرت علیؓ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ یہ خط حضرت علیؓ کے حکم پر بلند آواز میں پڑھا گیا۔ خط کا مضمون سنتے ہی لوگ چلانے لگے۔ ”ہم نے

Marfat.com

کیا ہے قتل! ہم سب نے حضرت عثمانؓ کا قتل کیا ہے ہم ان کے طرزِ حکومت سے نالاں تھے۔''

ابو مسلم نے اندازہ لگالیا کہ لوگ قتل حضرت عثمانؓ کو نیکی اور بھلائی تصور کرتے ہیں، وہ قاتلوں کی حوالگی کیلئے تیار نہیں ہوں گے اور اگر حضرت علیؓ خود بھی ایسا چاہیں تو یہ ممکن نظر نہیں آتا۔ حضرت علیؓ نے جب اسے انکار کر دیا تو اس نے کہا ''ٹھیک ہے اب معاملہ آسان ہوگا۔'' (طٰہٰ حسین)

حضرت علیؓ کا خط معاویہؓ کے نام

امیر المومنین اور اللہ کے بندے حضرت علیؓ کی طرف سے معاویہ بن ابی سفیانؓ کے نام:

''اس کے بعد احوال صورت اس طرح ہے تمہارا خط بذریعہ برادر خولان مجھ تک پہنچا جس میں تم نے حضرت محمد ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہدایت اور وحی کے اعزاز سے سرفراز فرمایا بیشک تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے اپنے رسول ﷺ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا فرمایا ہر جگہ آپ ﷺ کو ثابت قدم رکھا۔ دین اسلام کو تمام دینوں پر غالب کیا۔ بغض اور کینہ والے لوگوں کو آپ ﷺ کے ذریعے ختم کیا۔ جن لوگوں نے آپ ﷺ کو جھوٹا کہا۔ آپ پر الزام تراشیاں کیں۔ آپ ﷺ کو ساتھیوں سمیت شہر چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ یہاں تک کہ اللہ کی مدد آن پہنچی آپ ﷺ غالب ہوئے۔ میں سیدنا حضرت عثمانؓ کی شہادت کے معاملات سے الگ رہا۔ اس لیے میرا قاتلین حضرت عثمانؓ سے کوئی تعلق نہیں ہے اس کے باوجود تم ایک بے قصور کو گنہگار کہتے ہو تو کہتے رہو، میں نے کسی کو ان کے خلاف نہیں بھڑکایا البتہ جب زیادہ ہنگامہ برپا ہوا تو میں خانہ نشین ہو گیا۔ تم نے قاتلان حضرت عثمانؓ کی حوالگی کا مطالبہ کیا ہے مگر میں کسی نامزد قاتل کو نہیں جانتا میں نے قاتلوں کی تلاش کی ہے مگر کوئی ایسا نہیں ملا جس پر فرد جرم عائد کی جا سکے جن لوگوں کو تم موردِ الزام ٹھہراتے ہو جن پر تم شک کرتے ہو اور مطالبہ کرتے ہو کہ میں انہیں تمہارے حوالے کر دوں اگر تم اس طرح فتنہ انگیزی اور بے راہ روی سے باز نہ آؤ گے تو جو سلوک باغیوں کے ساتھ کیا جاتا ہے وہی تمہارے ساتھ کیا جائے گا۔'' (بلاذری)

Marfat.com

تحکیم اور خوارج

تحکیم

جنگِ صفین کے بعد معاہدہ تحکیم پر حضرت علیؓ اور معاویہؓ رضامند ہو گئے۔ عمرو بن العاصؓ معاویہ کے نمائندے اور ابوموسیٰ اشعریؓ حضرت علیؓ کے نمائندے مقرر ہوئے دونوں نے اس امر پر اتفاق کر لیا کہ حضرت علیؓ اور معاویہؓ دونوں کو معزول قرار دیا جائے اور لوگ مشاورت سے نیا خلیفہ منتخب کر لیں۔ دونوں گروہوں کے لوگ فیصلہ سننے کے لیے ایک مقام پر جمع ہوئے۔ عمرو بن العاصؓ نے ہوشیاری سے کام لے کر پہلے ابوموسیٰؓ کو فیصلہ سنانے کو کہا، ابوموسیٰؓ نے فیصلے کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ حضرات ہم نے اس امت کے معاملہ پر غور کیا اور امت کے اتحاد کے لیے ہم دونوں (ابوموسیٰؓ اور عمرو بن العاصؓ) اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت علیؓ اور معاویہؓ دونوں کو معزول کر دیں اور معاملہ شوریٰ کے سپرد کر دیں اور امت اس بات کو قبول کر لے پھر یہ اصحاب شوریٰ جس کو چاہیں اپنا ولی بنا لیں اور میں نے حضرت علیؓ اور معاویہؓ دونوں کو معزول کیا۔ ابوموسیٰؓ اپنی بات ختم کر کے بیٹھ گئے اور عمرو بن العاصؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ابوموسیٰؓ نے جو کچھ کہا آپ نے سن لیا اور یہ کہ انہوں نے اپنے ساتھی کو معزول قرار دیا اور جس طرح انہوں نے حضرت علیؓ کو معزول قرار دیا میں نے بھی ان کو معزول قرار دیتا ہوں اور اپنے دوست معاویہؓ کو متعین کرتا ہوں کیوں کہ وہ عثمان بن عفانؓ کے رشتہ داروں اور ان کے قصاص کے طالب ہیں اور ان کے جانشین ہونے کے زیادہ حق دار ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ابوموسیٰؓ نے عمرو بن العاصؓ سے درشت انداز میں بات کی اور عمرو بن العاصؓ نے بھی اسی انداز سے جواب دیا۔ ابوموسیٰؓ ندامت کی بناء پر مکہ چلے گئے۔ (البدایہ والنہایہ)

Marfat.com

خوارج

حضرت علیؓ کے ہزاروں ساتھیوں نے تحکیم کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور بارہ ہزار لوگ حضرت علیؓ سے الگ ہو گئے ان کی اکثریت قبیلہ تمیم سے تھی۔ انھی لوگوں کو خوارج کا نام دیا گیا ان کا مؤقف یہ تھا کہ حکم صرف اللہ کا ہے اور دین میں کسی کو ثالث نہیں بنایا جا سکتا۔ حضرت علیؓ نے عبداللہ بن عباسؓ کو خوارجیوں کے پاس بھیجا تاکہ ان سے مذاکرات کر کے انہیں واپس لایا جا سکے۔ عباسؓ نے ان کو افہام و تفہیم سے قائل کیا ان میں سے بڑی تعداد نے رجوع کر لیا جب کہ باقی اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔ ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علیؓ ایک روز خطبہ دے رہے تھے کہ ایک خارجی کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے علیؓ آپ نے اللہ کے دین میں لوگوں کو شریک کیا حالانکہ حکم صرف اللہ کا ہے اس پر ہر طرف سے الا الحکم الا للہ کا نعرہ لگنے لگا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا:

> ''بات سچ ہے مگر اس کا مطلب غلط لیا جا رہا ہے، ہاں یہ بالکل سچ ہے کہ حکم صرف اللہ ہی کا ہے مگر ان لوگوں کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی کی قیادت نہیں ہے حالانکہ لوگوں کے لیے ایک امیر کا ہونا ضروری ہے، اچھا ہو یا بُرا تاکہ اس کی سربراہی میں اہل ایمان کام کریں، کافر اپنے حقوق سے مستفید ہوں، ہر معاملہ کے لیے ایک ضابطہ اور وقت طے ہو اس کی سربراہی میں مال غنیمت جمع ہو، دشمن سے جنگ کی جا سکے۔ وہ راستوں کو پُرامن بنائے جو کمزور کا حق طاقت ور سے دلائے اور باغیوں سے نجات دلائے۔''
>
> (ابن الجوزی)

خارجی اختلاف کے بعد کوفہ سے نہروان منتقل ہو گئے۔ خوارج کے اندر مزاج کے اعتبار سے لفظی سطحیت، لکیر کا فقیر ہونا، سلبی نقطہ نظر، تضاد اور تناقص حد سے زیادہ تھا۔ ابو سعید حذریؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے اور آپ کچھ تقسیم کر رہے تھے اتنے میں بنو تمیم کا ایک آدمی ذوالخویصرہ آ پہنچا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ عدل کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا بربادی ہو تیری میں عدل نہ کروں گا تو کون کرے گا۔ میں تو ہلاک ہو گیا اور بدنصیب ٹھہرا اگر میں

Marfat.com

نے عدل نہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے اجازت دیجیے کہ اس کی گردن ماردوں آپ ﷺ نے فرمایا:

"جانے دو کیوں کہ اس کے ساتھی ہوں گے کہ تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے آگے اور اپنے روزے کو ان کے روزے کے آگے حقیر سمجھو گے وہ قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے حلق سے نیچے نہ اُترے گا وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے۔" (مسلم)

بخاری میں بسیر بن حضرت عمروؓ کا بیان ہے کہ میں نے سہل بن حنیفؓ سے کہا: کیا آپ نے خوارج کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ کہتے سنا ہے تو انہوں نے کہا کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آپ ﷺ نے عراق کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔

"اس سے ایک قوم نکلے گی وہ قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے حلق سے نیچے نہ اُترے گا وہ دین سے ایسے ہی نکل جائے گی جیسے تیر کمان سے۔" (بخاری)

ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"میرے بعد میری امت میں ایک قوم ہو گی جو قرآن پڑھے گی اور وہ اس کے حلق سے نیچے نہ اُترے گا وہ دین سے ایسے ہی نکل جائے گی جیسے تیر کمان سے، پھر وہ لوٹ کر دین میں نہ آئے گی وہ ساری مخلوق میں سب سے بدتر قوم ہے۔" (مسلم)

حضرت علیؓ نے نہروان کے مقام پر خارجیوں سے جنگ کی اور ان کو شکست دی۔ ان کی خاصی تعداد کو قتل کیا لیکن وہ فنا نہیں ہوئے اور نہ ہی ان کا عقیدہ ختم ہوا بلکہ خارجیوں میں حضرت علیؓ کے خلاف کدورت شدید ہو گئی انہوں نے حضرت علیؓ کے قتل کی سازش کی۔ عبدالرحمٰن بن ملجم الخارجی نے ان کو شہید کر دیا۔ خارجی گروہ بندی اور تفرقہ میں بہت آگے بڑھے ہوئے تھے۔ وہ بڑے کوتاہ نظر تھے۔ اپنے مخالفوں کے بارے میں وہ بڑے تنگ نظر تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ انتہا درجے کے بہادر بھی تھے۔ اپنے اعمال اور اپنے اقوال میں بہت صاف گو اور کھرے ہوتے

Marfat.com

تھے اپنے عقیدہ کے لیے جان دے دینا ان کے لیے بہت آسان تھا۔ کھجور کے درخت سے ٹپکا ہوا ایک دانہ بھی بغیر اس کے مالک کی اجازت کے اُٹھانے میں احتیاط کرتے اور اس کو منہ سے نکال کر پھینک دیتے دوسری طرف مسلمانوں کا خون بہانے میں بے باک تھے اور کسی بے گناہ کو جو اُن کا عقیدہ نہ رکھتا ہو قتل کرنے میں ان کو ذرہ بھی تردّد نہیں ہوتا تھا۔ (ابوالحسن ندوی: المرتضیٰؓ)

Marfat.com

معرکۂ نہروان 38ھ

معرکہ کا سبب

امیر المومنین حضرت علیؓ نے خوارج کو ان کے اپنے نظریات پر اس شرط کے ساتھ باقی رہنے دیا تھا کہ وہ ناحق کسی کا خون نہ بہائیں گے، کسی عام آدمی کو خوف زدہ نہ کریں گے، اور نہ کسی مسافر کا راستہ روکیں گے، اگر ان شرائط کی مخالفت ہوئی تو پھر جنگ ہی ہوگی۔ لیکن خوارج نے اپنے مخالفین کی تکفیر کے عقیدہ کے پیش نظر اپنے مخالف کے خون اور مال کو حلال سمجھا اور مسلمانوں کا ناحق خون بہانے کا سلسلہ شروع کر دیا، یوں تو ان کے ارتکاب جرائم اور معاہدہ کی خلاف ورزیوں سے متعلق متعدد روایات وارد ہیں، لیکن سب سے صحیح روایت وہ ہے جسے چشم دید گواہ پیش کر رہا ہے، جو پہلے خارجی تھا لیکن پھر اس نے توبہ کرلی، اس کا بیان ہے کہ میں نہر والوں کے ساتھ تھا، لیکن ان کی حرکتیں مجھے ناپسند تھیں، تاہم میں نے اپنے ناپسندیدگی کو اس ڈر سے چھپایا کہ کہیں یہ لوگ مجھے قتل نہ کر دیں، چنانچہ جب میں ان کی ایک جماعت کے ساتھ تھا، ہم ایک گاؤں کے پاس گئے، ہمارے اور اس گاؤں کے درمیان ایک نہر حائل تھی، اچانک ایک آدمی اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے اور انتہائی گھبرایا ہوا گاؤں سے باہر نکلا۔ ہماری جماعت کے لوگوں نے کہا: ''شاید تم ہم سے گھبرا گئے؟'' اس نے کہا: ''ہاں'' ''انھوں نے کہا'': ''گھبراؤ نہیں''۔ دل میں مَیں نے کہا: ''یقیناً یہ لوگ اسے پہچانتے ہوں گے اور میں اسے نہیں پہچانتا''، پھر انھوں نے کہا: ''کیا تم صحابی رسول خباب کے بیٹے ہو؟'' اس نے کہا: ''ہاں''، پھر انھوں نے کہا: ''کیا تمھارے پاس کوئی ایسی حدیث ہے جو تمھارے باپ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہو''، انھوں نے کہا: ''ہاں، میں نے اپنے باپ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کا ذکر کیا اور فرمایا:''

Marfat.com

"یعنی اس میں بیٹھا رہنے والا کھڑے رہنے والے سے بہتر اور کھڑا رہنے والا
چلنے والے سے بہتر ہے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہے، اگر تم اس
میں پڑ جاؤ تو اے عبداللہ تم مقتول ہونے کی ترجیح دو گے، قاتل بننے کو نہیں۔"

پھر انھوں نے ان کو اور ان کی ایک لونڈی کو پکڑ لیا اور آگے بڑھتے ہوئے ایک نخلستان میں کھجور کے درخت سے گرا ہوا ایک پھل اٹھا کر ان میں سے ایک نے کھالیا، اس پر دوسرے ساتھیوں نے اعتراض کیا اور کہا کہ یہ معاہد کا پھل ہے بغیر مالک کی اجازت کے تم نے کیوں کھالیا؟ چنانچہ اس نے اپنے منہ سے کھجور اگل دی، پھر وہ لوگ ایک خنزیر کے پاس سے گزرے، ان میں سے ایک نے اسے اپنی تلوار سے مار دیا، دوسروں نے کہا: یہ کسی معاہد کی خنزیر ہوسکتی ہے، تم نے اسے کیوں مار ڈالا؟ پھر عبداللہ بن خباب ؓ نے کہا: کیا میں تمھیں وہ بات نہ بتاؤں جسے تمھاری نگاہوں میں ان چیزوں سے زیادہ مقدس اور قابل احترام ہونا چاہیے؟ انھوں نے کہا: ضرور بتاؤ، آپ نے کہا: میں مسلمان ہوں، میں نے اسلام میں کوئی بدعت نہیں ایجاد کی ہے اور آپ لوگوں نے مجھے امان دی ہے اور کہا ہے کہ گھبراؤ نہیں۔ لیکن پھر بھی ان لوگوں نے اس شخص کو نہر پر لے جا کر اس کی گردن اڑا دی۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے اس کے خون کو پانی میں جم کر ایسے ہی تیرتے ہوئے دیکھا جیسے پانی میں سڑ جانے والے جوتے کا تسمہ بہتا ہوا نگاہوں سے غائب ہو جائے، پھر انھوں نے عورت کو بلایا، وہ حاملہ تھی، انھوں نے اس کا پیٹ چاک کر دیا۔ راوی کا بیان ہے: میں نے ان سے مبغوض ترین لوگوں کا کبھی ساتھ نہ دیا تھا، اس لیے مجھے جونہی موقع ملا، ان سے نکل بھاگا۔

خوارج کی اس دیدہ دلیری نے لوگوں میں دہشت کا ماحول پیدا کر دیا، حاملہ عورت کا پیٹ چاک کر دینا اور بکری کی طرح عبداللہ ؓ کو ذبح کر دینا کوئی معمولی بات نہ تھی، انھوں نے اسی پر بس نہ کی بلکہ لوگوں کو قتل کی دھمکیاں بھی دینے لگے، ان کی اس عادت کو دیکھ کر خود انھی میں سے کچھ نے اسے برا سمجھا اور کہا تمھارا برا ہو، اس لیے ہم نے حضرت علی ؓ کو چھوڑ کر تمھارا ساتھ نہ دیا تھا۔

ہر چند کہ خوارج کی کارستانیاں اور گھناؤنی حرکتیں طول پکڑ رہی تھیں، لیکن حضرت علی ؓ نے ان سے قتال کا آغاز نہ کیا، بلکہ ان کے پاس اپنا قاصد بھیجا کہ وہ مقتول کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دیں تا کہ ان سے قصاص لیا جا سکے، اس کے جواب میں انھوں نے غرور اور سرکشی کا

Marfat.com

مظاہرہ کرتے ہوئے کہا: ہم سب قاتل ہیں۔ تب حضرت علیؓ نے جس فوج کو محرم 38ھ میں اہل شام سے لڑنے کے لیے تیار کیا تھا، اسے لے کر خوارج کی طرف چل پڑے اور نہر ''نہروان'' کے مغربی ساحل پر فوج اتار دی، جب کہ شہر نہروان کے بالمقابل مشرقی جانب میں خوارج کا پڑاؤ تھا۔

جنگ کی تیاری

امیر المومنین حضرت علیؓ اچھی طرح سمجھتے تھے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے جس قوم کو دین سے نکل جانے والا بتایا ہے اس سے یہی خوارج مراد ہیں، اس لیے آپ نے ان کی طرف بڑھتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو لڑائی پر خوب خوب ابھارا، ادھر خوارج کے متعلق احادیث رسول ﷺ کی وجہ سے صحابہ کرام اور حضرت علیؓ کے ساتھیوں میں بھی ان کے خلاف لڑنے کے لیے جوش وخروش بھی تھا، چنانچہ آپ اپنی فوج کو ان خوارج سے نبرد آزما ہونے کے لیے جوش دلاتے ہوئے یہ حدیث سنا رہے تھے، اے لوگو! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

> ''میری امت سے ایک قوم نکلے گی، ان کی تلاوت قرآن کے آگے تمھاری تلاوت کچھ نہ ہوگی، ان کی نماز کے آگے تمھاری نماز کچھ نہ ہوگی، ان کے روزوں کے آگے تمھارے روزے کچھ نہ ہوں گے، وہ قرآن پڑھیں گے اور سمجھیں گے اس میں ہمارا فائدہ ہے حالانکہ وہ ان کا ضرر ہوگا، نماز ان کے حلقوم سے نہ اترے گی۔ وہ اسلام سے ایسے ہی نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے۔''

جو لشکر ان سے لڑنے جا رہا ہے اگر وہ جان لے کر بزبان رسول ﷺ اس پر کتنا ثواب ہے تو بس اسی پر عمل کرے گا۔ اس گروہ کی پہچان یہ ہے کہ ان میں ایک آدمی ہے جس کے شانہ کے سر پر عورت کے سرِ پستان کی مثل ہے اور اس پر سفید رنگ کے بال ہیں، کیا آپ لوگ معاویہ اور اہل شام کی طرف جاؤ گے اور اپنے پیچھے ان کو چھوڑ دو گے کہ تمھاری اولاد اور جائداد کو نقصان پہنچائیں۔ اللہ کی قسم! میں امید رکھتا ہوں کہ یہ وہی قوم ہے (جو حدیث میں مذکور ہے) انھوں نے حرام خون بہایا ہے اور لوگوں کے مواشی لوٹ لیے ہیں، لہٰذا اللہ کا نام لے کر ان کی طرف قدم بڑھاؤ۔

نہروان والے دن حضرت علیؓ نے فرمایا:

Marfat.com

میں مارقین یعنی دین سے نکل جانے والوں سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہوں اور یہ لوگ مارقین میں سے ہیں۔''

چنانچہ حضرت علیؓ نے نہر ''نہروان'' کے اس پار یعنی مشرق میں خوارج سے مقابلہ کے لیے فوج کشی کی اور حکم دیا کہ جب تک خوارج مغرب سے نہر پار کر کے اِدھر نہ آجائیں ان سے لڑائی نہ چھیڑی جائے اور خود آپ نے خوارج کے پاس اپنے قاصدوں کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ ان سے کہو وہ لوٹ جائیں، براء عازبؓ کو بھیجا، آپ تین دن سمجھاتے رہے، لیکن انھوں نے ایک نہ سنی، اس طرح حضرت علیؓ کے کئی ایلچی خوارج کے پاس برابر آتے جاتے رہے اور انھوں نے کئی ایک کو قتل بھی کردیا، پھر نہر پار کر کے مشرق میں اتر آئے۔ جب خوارج اپنی دیدہ دلیری میں اس حد تک پہنچ گئے اور جنگ بندی و مصالحت کی تمام امیدوں کو کاٹ دیا، حق کی طرف بلانے والی تمام کوششوں کو نہایت غرور و سرکشی کے ساتھ ماننے سے انکار کردیا اور جنگ کے لیے بضد رہے تو حضرت علیؓ نے فوج کو مرتب کیا اور اسے مورچہ لینے کے لیے تیار ہونے کو کہا۔ میمنہ پر حجرؓ بن عدی، میسرہ پر شبث بن ربعی اور معقل بن قیس الریاحی کو، شہ سواروں پر ابوایوب انصاریؓ، پاپیادہ دستہ پر ابوقتادۃ انصاریؓ اور اہل مدینہ پر جن کی تعداد سات سو تھی، قیس بن سعدؓ بن عبادہ کو مقرر کیا اور ابوایوب انصاریؓ کو خوارج میں امان کا جھنڈا دے کر یہ اعلان کروایا کہ جو اس جھنڈے کے نیچے آجائے اسے امان ہے اور، جو کوفہ یا مدائن چلا جائے اسے بھی امان ہے، جن لوگوں نے ہمارے بھائیوں کو قتل کیا ہے ان کے علاوہ کسی سے لڑنا ہمارا مقصد نہیں ہے۔ یہ اعلان سن کر ان کے کئی گروہ واپس لوٹ گئے، اب جن خوارج کی تعداد چار ہزار تھی صرف ایک ہزار بلکہ اس سے بھی کم تعداد میں سمٹ گئی، جس کی قیادت عبداللہ بن وہب الراسبی کر رہا تھا، خوارج کی یہ مختصر سی جماعت حضرت علیؓ کی فوج سے نبرد آزما ہوئی، اس کے میمنہ پر زید بن حصن الطائی السنبسی، میسرہ پر شریح بن اوفی، شہ سواروں پر حمزہ بن سنان اور پاپیادہ دستہ پر حرقوص بن زہیر سعدی مقرر تھا۔

جنگ کا آغاز

جب خوارج نے حضرت علیؓ کی طرف پیش قدمی کی، تو حضرت علیؓ نے تیر انداز شہ سواروں کو آگے بڑھایا، ان کے پیچھے پاپیادہ دستوں کی صف بندی کی اور اپنی فوج سے کہتے رہے کہ ''ہم اس وقت تک اپنا ہاتھ روکے رکھنا جب تک کہ وہ آغاز نہ کردیں، پھر خوارج لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ، جنت

Marfat.com

کی طرف بڑھو، جنت کی طرف چلو' کا نعرہ لگاتے ہوئے تیر اندازشہ سواروں پر حملہ آور ہوئے، شہ سوار دو حصوں میں تقسیم ہو گئے، ایک میمنہ کی طرف سمٹ گیا اور ایک میسرہ کی طرف اور جب یہ لوگ حضرت علیؓ کی فوج کے گھیرے میں آگئے تو تیر اندازوں نے ان پر تیروں کی بارش شروع کردی، ان کے چہروں کو چھلنی کردیا، میمنہ اور میسرہ سے شہ سوار پل پڑے، پھر بقیہ فوج نے نیزوں اور تلواروں سے انھیں موت کے گھاٹ سلا دیا اور گھوڑوں کے کھروں کے نیچے وہ خوب روندے گئے، ان کے تمام قائدین یعنی عبداللہ بن وہب، حرقوص بن زہیر، شریح بن اوفی اور عبداللہ بن سنجرۃ السلمی قتل کیے گئے۔

ابوایوب انصاریؓ کا بیان ہے کہ میں نے ایک خارجی کو ایسا نیزہ مارا جو اُس کے جسم کو چھلنی کرتا ہوا پیٹھ سے باہر نکل گیا، اور میں نے اس سے کہا: اے اللہ کے دشمن تجھے جہنم رسید کیا! تو اس نے کہا: تم عنقریب جان لوگے کہ کون جہنم کا زیادہ مستحق ہے۔

اس جنگ سے بہت سارے خوارج نے اس لیے بھی کنارہ کشی اختیار کرلی کہ انھوں نے اپنے امیر عبداللہ بن وہب الراسبی کی زبان سے ایک ایسی بات سن لی تھی جس سے انھیں اپنی عاقبت کے بارے میں عدم واقفیت اور یقین میں تزلزل کی بو آرہی تھی، اس نے یہ بات اس وقت کی ہے جب حضرت علیؓ نے اپنی تلوار سے ایک خارجی کو مارا تو اس نے کہا: خوش آمدید، کیا ہی بہتر ہے جنت کا سفر، اس کی یہ بات سن کر عبداللہ بن وہب راسبی کہنے لگا: کیا معلوم جنت کا سفر ہے یا جہنم کا؟

عبداللہ وہب سے یہ بات سنتے ہی بنو سعد کا ایک آدمی فروۃ بن نوفل اشجعی کہنے لگا: میں اس شخص کے دھوکا میں آگیا، مجھے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ خود مشکوک ہے تو اس کا ساتھ کبھی نہ دیتا؟ پھر وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر ابوایوب انصاریؓ کے جھنڈے تلے چلا آیا، پھر رفتہ رفتہ کئی خارجی نکل نکل کر اس جھنڈے تلے آگئے۔

اس طرح فیصلہ کن جنگ نہایت مختصر مدت یعنی نوصفر 38ھ کے صرف چند گھنٹوں پر محیط رہی۔ لیکن اسی مختصر مدت میں خوارج کی ایک بھاری تعداد کا صفایا کردیا گیا، جب کہ اس کے برعکس صحیح مسلم میں زید بن وہب کے بیان کے مطابق حضرت علیؓ کی فوج کے فقط دو آدمی، اور بسند حسن دوسری روایت کے مطابق کل بارہ (12) یا تیرہ (13) آدمی قتل کیے گئے۔ جہاں تک خوارج کے

Marfat.com

مقتولین کی بات ہے تو اس سلسلے میں روایتیں بتاتی ہیں کہ ان سب کا صفایا ہوگیا تھا۔ جب کہ مسعودی کا خیال ہے کہ خوارج کی نہایت معمولی تعداد جو کہ دس سے بھی کم تھی، بچ سکی تھی، جو ذلت آمیز ہزیمت اٹھا کر بھاگی۔

پستان والا آدمی کون تھا

پستان والا آدمی کون تھا؟ اس کی شخصیت کا تعین مختلف روایات مختلف انداز میں کرتی ہیں، ان میں کچھ روایات سنداً ضعیف ہیں اور کچھ قوی ہیں، چنانچہ احادیث نبویہ ﷺ میں اس پستان والے شخص کے بارے میں متعدد اوصاف کا ذکر ہے، مثلاً وہ سیاہ فام تھا اور دوسری روایت کے مطابق وہ حبشی تھا، اُس کا ہاتھ ناقص تھا، بایں طور کہ وہ بے حد چھوٹا تھا، بس اتنا ہی کہ جتنا کندھے اور بازو کے درمیانی لمبائی ہوتی ہے، گویا کہنی سے نیچے کا ہاتھ نہیں تھا اور بازو کا سر یعنی آخری حصہ سر پستان جیسا تھا، اس پر سفید بال اُگے ہوئے تھے، بازو بھی ایسا ڈھیلا ڈھالا اور گوشت سے پُر کہ جیسے اس میں کوئی ہڈی نہ ہو، اس میں ٹھہراؤ نہیں تھا، ادھر سے اُدھر ہوتا رہتا تھا۔

مؤرخ طبری نے ایک روایت تصحیح کے ساتھ نقل کی ہے کہ پستان والے آدمی کا نام نافع تھا اور اسی طرح کی روایت مصنف ابن ابی شیبہ اور سنن ابوداؤد میں بھی وراد ہے لیکن دونوں کی سندیں ایک ہیں، اس طرح تینوں مصادر میں ایک ہی روایت ایک ہی سند سے مل رہی ہے۔

حضرت علیؓ خوارج کی مبتدعانہ فکر کے آغاز ہی سے ان کے بارے میں گفتگو کیا کرتے تھے اور بیشتر گفتگو میں پستان والے آدمی کا ذکر ضرور کرتے اور یہ کہتے کہ جن لوگوں میں یہ پایا جائے وہ ہی خوارج ہیں، پھر آپ اس کے دیگر اوصاف کا ذکر کرتے۔ اس طرح فیصلہ کن جنگ کے اختتام پر حضرت علیؓ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ ناقص الید آدمی کی لاش تلاش کرو، اس لیے کہ مخالفین میں اس کا وجود ہی ہماری حقانیت اور درستگی کی دلیل ہے۔ کافی تلاش وجستجو کے بعد وہ لاش آپ کو ملی، بایں طور کہ آپ نہر ''وان'' کے کنارے کئی لاشوں کے پاس سے گزرے، جو ایک دوسرے کے اوپر پڑی ہوئی تھیں، آپ نے فرمایا: انھیں الگ الگ کرو، دیکھا گیا تو سب سے نیچے زمین پر اسی ناقص الید کی لاش تھی، آپ نے برجستہ اللہ اکبر کہا اور فرمایا: اللہ نے سچ کہا اور اس کے رسول ﷺ نے تبلیغ کا حق ادا کردیا، پھر آپ نے سجدۂ شکر ادا کیا اور آپ کو دیکھ کر دوسرے لوگوں نے بھی سجدہ شکر ادا کیا اور ان کے چہرے خوشیوں سے بھر گئے۔

Marfat.com

امیر المومنین حضرت علیؓ کا خوارج سے برتاؤ

امیر المومنین حضرت علیؓ نے جنگ سے پہلے اور بعد میں خوارج کے ساتھ مسلمانوں جیسا برتاؤ کیا، جونہی جنگ ختم ہوئی آپ نے فوج میں اعلان کر دیا کہ کسی بھاگنے والے کا پیچھا نہ کیا جائے، کسی زخمی کو قتل نہ کیا جائے، نہ کسی کا مثلہ کیا جائے، شقیقؒ بن سلمہ جو ابو وائل کی کنیت سے معروف ہیں اور فقہائے تابعین میں سے ہیں اور حضرت علیؓ کے ساتھ ان کی تمام جنگوں میں شریک رہے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے جنگ جمل اور جنگ نہروان کے موقع پر کسی کو گالی نہیں دی، آپ نے نہروان والوں کا چھوڑا ہوا اثاثہ کوفہ اٹھوالیا اور عام اعلان کر دیا کہ جو اپنا سامان پہچانتا ہو وہ لے جائے، لوگ آتے گئے اور پہچان کر اپنا سامان لیتے گئے، آخر میں صرف ایک ہانڈی بچی جسے ایک آدمی آیا اور لے کر گیا۔ یہ روایت متعدد سندوں سے مروی ہے۔ آپ نے خوارج کے سامان جنگ کے علاوہ کوئی مال بطور قیمت اپنی فوج میں تقسیم نہیں کیا جسے وہ لے کر آئے تھے، آپ نے خوارج کی تکفیر نہیں کی، بلکہ جنگ شروع ہونے سے پہلے پوری کوشش کی کہ انھیں مسلمانوں کی جماعت میں واپس لوٹا لیں، آپ نے انھیں سمجھایا، اور جنگ کے نقصانات سے ڈرایا، پھر بہت سارے لوگ لوٹ بھی آئے، علامہ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> ”آپ نے یہ پہلو اس لیے اختیار کیا تھا کہ انھیں روکنا، اور ان کی برائیوں کو ہٹانا مقصود تھا، نہ کہ انھیں قتل کرنا، اگر صرف گفت وشنید سے مسئلہ حل ہو جاتا تو وہی جنگ سے بہتر تھا، اس لیے کہ جنگ میں دونوں کا نقصان تھا، پس آپ کا یہ موقف اس بات کی دلیل ہے کہ خوارج مسلمانوں کا ایک فرقہ ہے، جیسا کہ بہت سارے علماء اس بات کے قائل ہیں۔“

البتہ سعد بن ابی وقاصؓ انھیں فاسق کا نام دیتے تھے، چنانچہ مصعب رحمۃ اللہ علیہ بن سعد بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا:

> ”کہہ دے، کیا ہم تمھیں وہ لوگ بتائیں جو اعمال میں سب سے زیادہ خسارے والے ہیں۔ وہ لوگ جن کی کوشش دنیا کی زندگی میں ضائع ہوگئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ بے شک وہ ایک اچھا کام کر رہے ہیں۔“

(سورۃ الکھف 104-103)

Marfat.com

کیا اس آیت سے ''حروری'' لوگ مراد ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ اس سے اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ مراد ہیں۔ یہودیوں نے محمد ﷺ کی تکذیب کی اور نصاریٰ نے جنت کا انکار کیا اور کہا: اس میں کوئی طعام وشراب نہیں۔ ہاں ''حروری'' لوگ اس آیت میں مذکور ہیں:

''اور وہ اس کے ساتھ فاسقوں کے سوا کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔ وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو، اسے پختہ کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور اس چیز کو قطع کرتے ہیں جس کے متعلق اللہ نے حکم دیا کہ اسے ملایا جائے اور زمین میں فساد کرتے ہیں، یہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔'' (سورۃ البقرہ 26,27)

بہر حال حضرت سعدؓ انھیں فاسق کا نام دیتے تھے۔

سعدؓ کے بارے میں ایک روایت ہے کہ جب آپ سے ان کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: وہ ایسی قوم ہے جو ٹیڑھی ہوگئی تو اللہ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا۔

سیّدنا حضرت علیؓ سے پوچھا گیا کہ کیا وہ لوگ کافر ہیں؟ آپ نے فرمایا: انھوں نے کفر کی وجہ سے ساتھ چھوڑا، پھر پوچھا گیا، کیا وہ منافق ہیں؟ آپ نے فرمایا: منافق تو اللہ کا ذکر بہت کم کرتے ہیں، پھر آپ سے پوچھا گیا، تب وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ ایک قوم تھی جس نے ہم سے بغاوت کی اور ہم نے ان سے قتال کیا اور دوسری روایت میں یہ خواب اس طرح ہے کہ ایک قوم ہے جس نے ہم سے بغاوت کی، پھر ہماری ان کے خلاف مدد کی گئی اور تیسری روایت میں ہے کہ وہ ایک قوم ہے جو فتنہ میں مبتلا ہوئی اور وہ اسی میں گونگے بہرے ہوگئے۔

اسی طرح آپ نے اپنی فوج اور پوری امت مسلمہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''اگر بغاوت کرنے والے امام عادل کی مخالفت کریں تو ان سے قتال کرو اور اگر امام ظالم کی مخالفت کریں تو ان سے قتال نہ کرو کیونکہ انھیں کہنے کا حق ہے۔''

امیر المومنین حضرت علیؓ کے نزدیک خوارج سے اور جنگ جمل و جنگ صفین میں مسلمانوں سے لڑائی کے درمیان واضح فرق محسوس کیا جاسکتا ہے، جنگ جمل و جنگ صفین کی لڑائی پر آپ رنجیدہ ہوئے اور ندامت کے آنسو گرائے، لیکن خوارج کے خلاف لڑنے میں آپ کو بہت فرحت وسرور حاصل ہوا۔ امام ابن تمیمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نص اور اجماع نے دونوں میں فرق کر دیا تھا، آپ

Marfat.com

نے رسول اللہ ﷺ کے صریح فرمان کے مطابق خوارج سے قتال کیا تھا اور اس پر شاداں و نازاں تھے، اور صحابہ کرام میں سے کسی نے اس میں آپ کی مخالفت نہ کی، جب کہ جنگ صفین میں جس جنگ کے تئیں آپ نے خود اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور اس پر رنجیدہ رہے۔

جنگ اور فقہی مسائل

امیر المومنین حضرت علیؓ کو اپنی علمی گہرائی اور فقہی ظرف نگاہی کی بنا پر یہ ملکہ حاصل تھا کہ واقعات و حوادث کی روشنی میں شرعی قواعد و احکامات کا استنباط کر سکیں، چنانچہ آپ نے ائمۃ المسلمین سے بغاوت کرنے والوں سے قتال کے شرعی اصول و ضوابط وضع کیے اور پھر ائمہ سنت و فقہائے شریعت نے بغاوت کرنے والوں کے بارے میں آپ کے موقف سے استفادہ کیا اور اس سلسلے میں تفصیل سے فقہی قواعد و احکام کو مرتب و مدون کیا، یہاں تک کہ بیشتر اہل علم یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ اگر حضرت علیؓ کی اپنے مخالفین سے جنگ نہ ہوئی ہوتی تو اہل قبلہ (مسلمانوں) سے قتال کے بارے میں شرعی حکم معدوم ہوتا۔ یہ بات خود حضرت علیؓ سے بھی منقول ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ آپ لوگوں کا کیا خیال ہے اگر میں لوگوں کی نظروں سے غائب ہو جاتا تو آج ان کے ساتھ یہ کردار کون ادا کرتا۔

حضرت علیؓ کے مطابق:

1- باغی مسلمانوں سے قتال کا مقصد صرف ان کی گوشمالی ہو نہ کہ انھیں جان سے مارنا، اس لیے کہ اصلاً انھیں قتل کرنا نہیں، بلکہ صرف یہ مقصد ہوتا ہے کہ وہ اطاعت کی طرف لوٹ آئیں اور شرانگیزی نہ کریں، جب کہ مشرکین اور مرتدین کو قصداً جان سے مارنا مقصود و مطلوب ہوتا ہے۔ (المغنی)

2- اگر بغاوت کرنے والوں کے شانہ بشانہ ان کے غلام، بچے اور عورتیں بھی لڑنے میں شریک ہوں تو سب کے سب بالغ آزاد مرد کے حکم میں ہیں، آگے بڑھنے کی صورت میں ان سے قتال کیا جائے اور پیچھے ہٹنے کی صورت میں انھیں چھوڑ دیا جائے۔ اس لیے کہ ان سے قتال کا مقصد صرف یہ ہے کہ ان کی ایذا رسانیوں کا ازالہ ہو جائے، جب کہ مرتدین و کفار اگر برسرِ پیکار ہیں تو آگے بڑھنے اور پیچھے ہٹنے، دونوں حالتوں میں انھیں قتل کیا جائے گا۔ (المغنی)

Marfat.com

3- اگر بغاوت کرنے والے کسی بھی سبب سے قتال سے رُک جائیں، خواہ اطاعت قبول کر یا ہتھیار ڈال کر کے، یا ہزیمت اٹھا کر، یا زخموں کی تاب نہ لا کر، یا کسی بیماری کی وجہ سے یا قید کے خوف سے، بہرصورت ان کے زخم خوردہ افراد پر وار کرنا اور ان کے قیدی کو قتل کرنا جائز نہیں ہے جب کہ مشرکین اور مرتدین کے زخمیوں پر وار کرنا اور ان کے قیدیوں کو قتل کرنا جائز ہے، چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آپ نے جنگ جمل والے دن فرمایا: کسی بھاگنے والے کا تعاقب نہ کرو، کسی زخمی پر حملہ نہ کرو اور جو ہتھیار ڈال دے اسے امان ہے۔ (فتح الباری)

''عبدالرزاق'' کی روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے منادی کو نداء لگانے کا حکم دیا، چنانچہ اس نے بصرہ والے دن اعلان کیا کہ کسی بھاگنے کا پیچھا نہ کیا جائے، نہ کسی زخمی پر قاتلانہ حملہ کیا جائے، نہ کسی قیدی کو قتل کیا جائے، جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیتا ہے یا ہتھیار ڈال دیتا ہے اسے امان ہے، آپ نے ان کے چھوڑے ہوئے مالوں میں سے کچھ نہ لیا اور جنگ جمل میں اعلان کروایا کہ کسی بھاگنے والے کا پیچھا نہ کرو، کسی زخمی پر قاتلانہ حملہ نہ کرو، کسی قیدی کو قتل نہ کرو اور عورتوں کو نظر انداز کرو اگرچہ وہ تمھیں برا بھلا کہیں اور تمھارے امراء کو گالیاں دیں، ہمیں اپنے دور جاہلیت کی تہذیب یاد ہے کہ جب آدمی عورت کو لاٹھی اور ڈنڈے سے مارتا تھا تو اس کو اور اس کی آنے والی اولاد کو عار دلایا جاتا تھا۔

ابو امامہ باہلیؓ کی روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں صفین میں موجود تھا، وہ لوگ (اصحاب حضرت علیؓ) کسی زخمی پر حملہ نہ کرتے تھے اور نہ کسی بھاگنے والے کو قتل کرتے تھے اور نہ ہی کسی مقتول کو پھانسی دیتے تھے۔

4- باغیوں کا قیدی حالتِ قید میں باغی شمار کیا جائے گا، اگر اس کے بارے میں یہ اطمینان ہو کہ وہ قتال میں شریک نہ ہوگا تو اُسے چھوڑ دیا جائے اور جس کے بارے میں مکمل اطمینان نہ ہو اُسے جنگ کے آخری وقت تک قید میں رکھا جائے، پھر آزاد کر دیا جائے، اس کے بعد اسے قید میں ڈالنا ضروری نہیں ہے، جب کہ کافر قیدی کو قید میں رکھا جاسکتا ہے۔

5- باغیوں سے قتال کرنے کے لیے کسی بھی مشرک سے خواہ وہ ذمی ہو یا معاہد مدد نہیں لی جائے گی، جب کہ مرتدین، کفار اور محاربین سے لڑنے کے لیے مدد لینی جائز ہے۔

Marfat.com

6- ان سے نہ کوئی عارضی مصالحت ہو اور نہ مال کے بدلے مستقل جنگ بندی کا اعلان، اگر امام وقت عارضی مصالحت کر لیتا ہے تو اس کا اعتبار نہ ہوگا، اگر بروقت مقابلہ کرنے سے کمزور ہے تو اپنی قوت اکٹھا کرے گا اور پھر مقابلہ میں اترے گا اور اگر مال کے بدلے مستقل جنگ بندی پر صلح کیا ہے تو یہ صلح غیر معتبر ہوگی اور مال کے بارے میں دیکھا جائے گا کہ اگر وہ ان کے صدقات اور اموال فے کا حصہ ہے تو انھیں واپس نہیں کرے گا، بلکہ صدقات کو صدقات کے مستحقین میں اور مال فے کو اس کے مستحقین میں تقسیم کر دے گا اور اگر وہ مال خالص ان کی کمائی کا ہے تو امام اس پر قابض نہ ہوگا، بلکہ اسے انھیں واپس کر دے گا۔ اس لیے کہ حضرت علیؓ نے اہل جمل کا مال اپنے لیے حلال نہ کیا تھا۔

7- اگر بغاوت کرنے والے کسی معقول تاویل کے ذریعے سے امام سے بغاوت کرتے ہیں تو وہ ان کے ساتھ مراسلات کرے گا، اگر وہ اپنے اوپر کسی ظلم کی نشان دہی کرتے ہیں تو امام اسے ان سے دور کرے اور اگر کسی شبہ کا ذکر کرتے ہیں تو اسے واضح کرے، جیسا کہ حضرت علیؓ نے خوارج کے شبہات کا ازالہ کیا تھا جس کی وجہ سے بہت سے خوارج مسلمانوں کی جماعت میں واپس لوٹ آئے تھے۔ پس اگر شبہات کی وضاحت کے بعد وہ لوٹ آتے ہیں تو بہتر ہے ورنہ ان کے خلاف قتال کرنا امام اور مسلمانوں پر واجب ہے۔

8- اگر باغی لوگ بظاہر امام کی اطاعت کر رہے ہوں اور الگ کسی مقام پر گروہ بندی کی شکل میں نہ ہوں اور انھیں حراست میں لانا اور گرفتار کرنا آسان ہو، تو ان سے قتال نہیں کیا جائے گا، بلکہ گرفتاری کے ذریعے سے انھیں محکمہ عدل کے حوالے کیا جائے گا اور وہ مناسب فیصلہ صادر کرے گا، ان کو تمام شرعی و انسانی حقوق و حدود حاصل ہوں گے۔

9- باغیوں سے اس نوعیت کا قتال جائز نہیں ہے جس میں عام جان و مال کا اتلاف ہو مثلاً ان کی آبادی میں آگ لگا دینا، یا ان پر منجنیق سے گولے برسانا، ان کے درختوں اور رہائش گاہوں کو جلانا یا برباد کر دینا جب کہ کفار و مشرکین کی جنگ میں یہ جائز ہے کیونکہ دارالاسلام میں یہ ممنوع ہے اگرچہ ان کے چند افراد ہی رہ جائیں، البتہ اگر ضرورت ایسی آپڑے کہ اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ ہو مثلاً باغی لوگ قلعہ بند ہو جائیں اور ہتھیار نہ

Marfat.com

ڈالیں تو امام کے لیے جائز ہے کہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق ان پر منجنیق و آگ کی بارش کردے۔

10- باغیوں کے مال کو مال غنیمت بنانا اور ان کی ذریت کو قید کرنا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کسی مسلمان آدمی کا مال بغیر اس کی خوش دلی کے لینا جائز نہیں ہے۔''

چنانچہ حضرت علیؓ کے بارے میں مروی ہے آپ نے جنگ جمل کے موقع پر کہا تھا:

''جو شخص اپنا کوئی سامان کسی ہمارے آدمی کے پاس دیکھے وہ اسے لے لے۔''

بعد میں آپ کا یہی موقف خوارج کے لیے باعث اعتراض بن گیا تھا، وہ کہتے تھے: علی نے معاویہ اور ان کے ساتھیوں سے قتال کیا، لیکن انھیں گالیاں نہ دیں اور نہ ان کا مال بطور غنیمت لوٹا، پس اگر ان کا خون حلال تھا تو مال کیوں نہیں حلال ہوا؟ اور اگر مال حرام تھا تو خون بھی حرام تھا، ان سے قتال کیوں کیا؟ تب ابن عباسؓ نے ان سے مناظرہ کے دوران کے اس اعتراض کا جواب اس طرح دیا تھا کہ کیا تم اپنی ماں یعنی عائشہؓ کو گالی دینا پسند کرو گے؟ اور جو کچھ ان کے علاوہ کے لیے جائز سمجھتے ہو ان کے لیے بھی جائز کرو گے؟ اگر تم یہ کہتے ہو کہ وہ تمھاری ماں نہیں ہیں تو تم کفر کا ارتکاب کرو گے اور اگر مانتے ہو کہ تمھاری ماں ہیں پھر بھی انھیں (نعوذ باللہ) باندی بنانا چاہتے ہو تو یہ بھی کفر ہے۔

علامہ بن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کی روشنی میں لکھتے ہیں کہ چونکہ باغیوں سے قتال کا مقصد محض انھیں پست ہمت کرنا اور حق کی طرف لوٹانا ہے اور ان سے لڑائی کفر کی بنا پر نہیں ہے، اس لیے ان کے جان و مال اور عزت و آبرو پر اتنا ہی ہاتھ اٹھایا جائے گا جتنے سے انھیں پیچھے دھکیلا جا سکے، جیسے کہ حملہ آوروں اور ڈاکوؤں کے ساتھ روا رکھا جاتا ہے اور ان کے اموال و ذریت اپنی اصلی حالت یعنی حرمت کے حکم پر باقی ہوں گے۔ البتہ حضرت علیؓ کے موقف کو سامنے رکھتے ہوئے اتنا کہا جا سکتا ہے کہ ان کے ہتھیاروں سے استفادہ کیا جا سکتا ہے جیسا کہ ابن ابی شیبہ نے ابو البختریؒ سے روایت کیا ہے کہ جب اہل جمل شکست خوردہ ہو گئے تو حضرت علیؓ نے فرمایا: جو لشکر سے باہر ہو اسے تلاش نہ کرو اور ان کے جو

Marfat.com

ہتھیار اور سواریاں تمھیں ملیں وہ تمھاری ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا ان کے لشکر میں پڑے ہوئے مال کے علاوہ کسی دوسرے مال پر قطعاً ہاتھ نہ ڈالنا۔

-11 باغیوں کے مقتولین کو غسل دلایا جائے گا، تکفین ہوگی اور ان پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی، اس لیے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور اصحاب الرائے کے مسلک کے مطابق وہ مسلمان ہیں۔

-12 اگر بغاوت کرنے والے اہل بدعت میں سے نہ ہوں تو وہ فاسق نہیں کہے جائیں گے۔ امام المسلمین اور اہل عدل کے خلاف ان کی بغاوت ان کی اجتہادی غلطی پر محمول ہوگی اور وہ فقہائے مجتہدین کے حکم میں ہوں گے، اگر ان کا عادل فرد گواہی دے رہا ہے تو امام شافعی کے قول کے بموجب اس کی گواہی قبول کی جائے گی، لیکن اگر خوارج اور اہل بدعت امام کے خلاف بغاوت کریں تو ان کی گواہی قبول نہ کی جائے گی، اس لیے کہ یہ لوگ فاسق ہیں۔

-13 امامِ عادل کے لیے اپنے خونی رشتہ کے قرابت دار باغی کو قتل کر دینا جائز ہے، کیونکہ وہ اسے ناحق نہیں قتل کر رہا ہے، گویا یہ قتل اس پر حد نافذ کرنے کی مشابہ ہے، تاہم اسے اس سے گریز کرنا چاہیے۔

-14 اگر کسی شہر پر بغاوت کرنے والوں کا غلبہ ہو جائے اور وہ اپنے نظام کے تحت خراج، زکوٰۃ اور جزیہ وغیرہ کی وصولی کے ساتھ حدود بھی قائم کرتے ہوں، پھر حالات بدلیں اور اہل عدل اس شہر پر قابض ہو جائیں، تو گزشتہ اموال کی وصولی میں سے کچھ نہ لیا جائے گا، کیونکہ جنگ جمل کے بعد اہل بصرہ پر حضرت علیؓ کو غلبہ ملا تھا تو آپ نے ان سے ماضی کے محصولات میں سے کسی مال کا مطالبہ نہیں کیا تھا۔

-15 باغی و عادل کی وراثت کا حکم: کوئی باغی قاتل کسی عادل کا وارث نہیں بن سکتا، نہ ہی کوئی عادل قاتل کسی باغی کا وراث بن سکتا ہے۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اَلْقَاتِلُ لَایَرِثُ) ''قاتل وارث نہیں ہوگا'' امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> ''میں عادل کو باغی کا وارث بناتا ہوں، لیکن باغی کو عادل کا وارث نہیں بناتا''

Marfat.com

ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''میں دونوں کو ایک دوسرے کا وارث بناتا ہوں، کیونکہ دونوں کا قتل ان کی اجتہادی غلطی پر مبنی ہے۔'' امام نووی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

-16 اگر اہل بغاوت کو قتل کے بغیر مات دینا ممکن نہ ہو تو انھیں قتل کیا جاسکتا ہے اور قاتل پر کوئی گناہ، ضمانت، یا کفارہ واجب نہ ہوگا، کیونکہ اس نے شرعی حکم کے مطابق اقدام کیا اور اللہ کی خاطر اسے قتل کیا، اللہ فرماتا ہے:

''تو اس (گروہ) سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے۔''

چنانچہ اگر کسی مسلمان پر جان لیوا حملہ ہو تو وہ اپنی دفاع میں اسے قتل کرسکتا ہے بشرطیکہ قتل کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ ہو۔

اسی طرح دوران قتال اہل عدل نے اہل بغاوت کے جن اموال کو برباد کیا وہ اس کا تاوان نہ دیں گے۔ اسی طرح بقول امام نووی رحمۃ اللہ علیہ علماء کے صحیح ترین اقوال کی روشنی میں اگر اہل بغاوت نے دوران قتال اہل عدل کا جانی و مالی نقصان کیا ہے تو وہ اس کا تاوان نہیں دیں گے۔ اس کی دلیل وہ اجماع صحابہ ہے جو زہری کی سند سے منقول ہے، آپ فرماتے ہیں: پہلا فتنہ پھوٹ پڑا اور اصحاب رسول موجود تھے، ان میں بدری صحابہ بھی تھے، وہ سب اس بات پر متفق تھے کہ قرآن میں تاویل کی بنا پر باہمی قتل وخون ریزی کی وجہ سے کسی سے قصاص نہ لیا جائے اور نہ کسی کا مال چھینا جائے۔

''عبدالرزاق'' کی روایت میں ہے کہ پہلا فتنہ پھوٹ پڑا اور بدر میں شریک ہونے والے اصحاب رسول بہت تعداد میں موجود تھے، سب اس بات پر متفق تھے کہ تاویل قرآن کی بناء پر کسی خاتون کو قیدی بنانے اور اس کی شرم گاہ حلال کر لینے والوں پر وہ کوئی حد نافذ نہ کریں اور اسی بنا پر کسی کا خون حلال کرنے والوں سے قصاص نہ لیں اور اسی بنیاد پر دوسروں کا مال حلال کر لینے والوں سے مال واپس نہ لیں، ہاں اگر کوئی چیز ایسی ہو جس کا مالک معلوم ہو تو اسے اس تک واپس کر دیا جائے۔

Marfat.com

خوارج کے چند اہم اوصاف

فرقۂ خوارج کی تاریخی کا مطالعہ کرنے والا اس فرقہ کے لوگوں کو چند اہم اوصاف و عادات سے متصف پائے گا، وہ اوصاف یہ ہیں:

دین میں غلو

اس بات سے کسی کو انکار نہیں کہ خوارج اطاعت گزار اور عبادت کے پابند ہوتے ہیں، یہ اپنے عہدِ آغاز ہی سے اس بات کے حریص رہے ہیں کہ دین پر مکمل طور سے کاربند رہیں اور اسلام جن چیزوں سے منع کرتا ہے اس سے دور رہیں، اسلام کی نگاہ میں کسی بھی چھوٹے بڑے جرم کا ارتکاب نہ کریں، یہ دین داری ان کی ایسی نمایاں صفت ہے جس میں ان کا کوئی ثانی نہیں، اس بات کی تائید کے لیے رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث سے بڑھ کر کوئی اور دلیل نہیں ہے جس میں آپ ﷺ فرماتے ہیں:

> ''وہ قرآن پڑھیں گے تمھارا پڑھنا ان کے پڑھنے کے مقابل اور تمھارا روزہ رکھنا ان کے روزوں کے مقابل کچھ بھی نہیں ہوگا۔'' (مسلم)

ابن عباسؓ جس وقت خوارج سے مناظرہ کرنے گئے اس وقت کی ان کی دینی حالت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں ایسی قوم کے پاس گیا کہ اس سے بڑھ کر عبادت گزار میں نے کسی کو نہ دیکھا تھا، ان کی پیشانیوں پر سجدوں کے نشانات، ہتھیلیاں ایسی سخت اور کھردری کہ جیسے اونٹ کے گھٹنے، بدن پر پسینہ میں بھیگے ہوئے کُرتے، ازار ٹخنوں سے اوپر اور چہروں پر تھکاوٹ کے آثار، جیسے انھوں نے شب بیداری کی ہو۔

جندب الازدی کا بیان ہے کہ جب ہم حضرت علیؓ کے ساتھ تھے اور خوارج کی طرف بڑھتے ہوئے ان کی لشکر گاہ تک پہنچے تو قرآن کی تلاوت سے ان کی آوازیں شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح گونج رہی تھیں۔

بلاشبہ وہ نماز، روزے اور تلاوت قرآن کے پابند تھے، لیکن اس میں حدِ اعتدال کو تجاوز کر کے مبالغہ اور شدت پسندی کے شکار ہوگئے تھے، پھر ان کی عقلیت پرستی اور شدت پسندی نے انھیں اسلام کے بنیادی عقائد و قواعد کی مخالفت تک پہنچا دیا، مثلاً یہ کہ گناہ کبیرہ کے مرتکب کی تکفیر

Marfat.com

کرنے لگے اور ایسے گناہ گاروں کے بارے میں بعض خوارج نے اس قدر شدید موقف اختیار کیا کہ اسے مشرک و کافر قرار دیتے ہوئے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنمی قرار دے دیا اور پھر اسی پر بس نہ ہوا بلکہ اسی تشدد کے نتیجہ میں جس نے انھیں دین کے حدود اور اس کے عظیم المنفعت مقاصد سے نکالا تھا، انھوں نے اپنے مخالف نظریات وعقائد کے حامل مسلمانوں کی تکفیر کی اور انھیں منافق کہا، حتیٰ کہ اپنے مخالفین کا خون تک حلال کرلیا اور ان کے ''ازارقہ'' جیسے فرقہ نے اپنے مخالفین کی عورتوں اور بچوں تک کے قتل کو جائز قرار دے دیا۔

بے شک خوارج نے اپنی جہالت، تشدد اور قساوت کی وجہ سے محاسنِ اسلام کے تابناک چہرے کو عجیب وغریب شکل میں بگاڑ دیا اور تاویل واجتہاد میں حد سے زیادہ ملوث ہونے کی وجہ سے اسلام کی اعتدال پسندی، اس کی رونق اور روحانیت سے نکل گئے، انھوں نے غور وخوض اور تاویل وتشریح کا وہ منہج اپنا لیا ہے جس کی اجازت نہ محمد ﷺ نے دی ہے اور نہ قرآن نے۔ جہاں تک ان کے ظاہری تقویٰ وطہارت کی بات ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ ایسے تقویٰ وطہارت پر فریفتہ ہیں جس کی چمک دمک فقط دکھاوے تک اور حسن وزیبائش فقط ظاہری تاویل تک محدود ہے، انھوں نے حصول جنت کے لیے طمع بڑھائی اور اس کے لیے کوشش بھی کی، لیکن ایسے راستے سے جو دین میں تشدد، تعمق اور مبالغہ کا راستہ تھا، اور یہی چیز انھیں حد اعتدال سے نکالنے کا سبب بنی۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دین میں تشدد کرنے اور اس میں بہت زیادہ کرید کرنے سے منع فرمایا، کیونکہ یہ چیز اسلام کی اعتدال پسندی اور وسیع رواداری کے خلاف ہے، آپ ﷺ نے خبردار کیا کہ دین میں تکلف کرنے والا ہلاکت اور نقصان کا مستحق ہے۔ ارشاد فرمایا:

''دین میں تکلف کرنے والے ہلاک ہوگئے۔''

آپ ﷺ نے یہی بات تین مرتبہ دہرائی، پس یہ حدیث ہمارے سامنے خوارج کی شذوذیت اور انفرادیت پسندی کو واضح کرتی ہے اور ان کے ہم فکر لوگوں کی بھی شناخت کرتی ہے کہ جن کا طریقۂ عمل خوارج کی طرح اسلام کی رواداری اور آسانی کو چھوڑ کر محض تشدد وتعسف پر قائم ہے، جب کہ اسلام ایک آسان اور رواداری کا مذہب ہے، چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''دین آسان ہے، جو شخص اس کے ساتھ زور آزمائی کرے گا اس پر یہ غالب آجائے گا، لہٰذا اعتدال اور میانہ روی اختیار کرو۔'' (بخاری)

Marfat.com

دین سے ناواقفیت

خوارج کی ایک بڑی آفت یہ ہے کہ وہ کتاب وسنت سے ناواقف ہوتے ہیں، ان کی سوچ سمجھ آفت زدہ اور فکر و تدبر سے عاری ہوتی ہے، شرعی نصوص کو صحیح مقامات سے پھیر کر بے محل مقامات پر تطبیق دیتے ہیں، چنانچہ ابن حضرت عمرؓ انھیں اللہ کی ''بدتر مخلوق'' خیال کرتے تھے، آپ نے فرمایا: انھوں نے کفار کے بارے میں نازل ہونے والی آیات کو مومنوں پر منطبق کیا۔ آپ سے جب حروریہ کے بارے میں پوچھا جاتا تو فرماتے: ''یہ لوگ مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں، ان کی جان و مال حلال سمجھتے ہیں اور ان کی بیویوں سے دوران عدت نکاح کرتے ہیں، کوئی شادی شدہ عورت ان کے پاس آتی ہے تو وہ اس سے نکاح کو معیوب نہیں سمجھتے، میرے خیال میں ان سے زیادہ قتال کا مستحق کوئی نہیں ہے۔

اسلامی شریعت سے ان کی جہالت و نادانی کی اس سے بڑی بات اور کیا ہوسکتی ہے کہ انھوں نے ''تحکیم'' کو ایسا گناہ قرار دیا جو کفر کو مستلزم ہے، لہٰذا ان کے عقیدہ کے مطابق جو شخص ''تحکیم کا قائل ہوا اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اپنے اوپر اس کا اعتراف کرے اور پھر اس سے توبہ کرے۔ حضرت علیؓ سے ان کا یہی مطالبہ تھا کہ پہلے آپ اپنے اوپر کفر کا اعتراف کریں پھر اس سے توبہ کریں، پس خوارج کا، حضرت علیؓ اور آپ کے رفقاء انصار ومہاجرین کو قصور وار ٹھہرانا اور خود کو ان سے زیادہ علم والا ماننا اور ان سے بہتر سمجھ کا مستحق قرار دینا ہی خالص جہالت و گمراہی ہے۔

ان کی قبیح ترین جہالت کا ایک مظہر یہ دیکھیے کہ جب عبداللہ بن خبابؓ اور آپ کے ساتھ حاملہ ام ولدؓ ان لوگوں کے ہاتھ لگ گئے تو انھوں نے عبداللہ بن خبابؓ سے کچھ سوال و جواب کیا اور حضرت عثمان و علیؓ کے بارے میں ان کی رائے معلوم کی، تو آپ نے ان دونوں کی تعریف کی، پھر اس حقیقت بیانی کی سزا آپ کو یہ ملی کہ انھوں نے آپ کو دھمکایا اور بری موت سے ڈرایا اور بالآخر ان کو قتل کر دیا اور حاملہ خاتون کے پیٹ کو چاک کر دیا۔ ایک طرف ان کی جہالت کا یہ عالم اور دوسری طرف جب ان کے قریب سے ایک خنزیر گزرا اور ان میں سے کسی نے اسے مار ڈالا تو انھوں نے اسے گناہ جانا اور خنزیر کے مالک کو تلاش کر کے اس سے معافی مانگی، پس قابل افسوس اور قابل ماتم ہیں ان کی عقلیں! کیا کسی مومن و مسلمان کے نزدیک مسلمان سے بڑھ کر خنزیر کی حرمت ہوسکتی ہے؟ لیکن کیا کہا جائے یہ تو جاہلوں کی عبادت ہے، جسے نفس پرستی اور شیطان نے ان

Marfat.com

پر مسلط کر دیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جب خوارج نے اپنے مخالفین پر کفر کا حکم لگایا تو ان کے خون کو جائز ٹھہرایا اور اہل ذمہ کو چھوڑ دیا اور کہنے لگے ہم ان سے کیے ہوئے عہد و میثاق کی پابندی کریں گے، اسی طرح مشرکین سے بھی قتال نہیں کیا، بلکہ ان سب کو چھوڑ کر مسلمانوں سے لڑنے میں مشغول ہوگئے، یہ سب حرکتیں جاہلوں کی عبادت کی نشانیاں ہیں کہ جن کے سینے علم کے نور سے منور نہیں ہیں اور نہ ہی اس کا وافر حصہ انھیں ملا ہے، ان کی جہالت و گمراہی کے لیے بس یہی کافی ہے کہ ان کا سردار رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ سے راضی نہ ہوا اور آپ کو ظلم و جور کی طرف منسوب کر دیا، اللہ تعالیٰ ہمیں سلامت رکھے۔''

علامہ ابن تمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''وہ نرے جاہل ہیں، جہالت ہی سے سنت اور جماعت سے الگ ہوئے۔''

اس طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جہالت اسلام کی طرف منسوب ہونے والی اس جماعت کی ایک نمایاں صفت ہے پس جہالت ایک لاعلاج بیماری ہے جس کا مریض ہلاک ہوتے ہوتے اپنے مرض کا اندازہ نہیں لگا پاتا، بلکہ وہ اسی میں اپنی خیر تلاش کرتا ہے اور نقصان میں جا واقع ہوتا ہے۔

امام المسلمین کی اطاعت سے بغاوت

امام ابن تمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ان کی گمراہی کا ایک مظہر یہ ہے کہ یہ لوگ امامانِ ہدایت اور مسلمانوں کی جماعت کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ لوگ عدل سے خارج اور گمراہ ہیں، سنت سے بغاوت کرنے والے روافض اور ان جیسے دیگر لوگ بھی یہی کہتے ہیں، پھر جو چیز ان کے نزدیک ''ظلم'' شمار ہوتی ہے اسے ''کفر'' کا درجہ دیتے ہیں، پھر ''کفر'' پر کئی خود ساختہ احکام مرتب کرتے ہیں۔''

''صرف اتنے پر بس نہیں؛ بلکہ انھوں نے ائمہ کی اطاعت سے بغاوت کی ہے اور مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش کی ہے، حضرت علیؓ کے

Marfat.com

ساتھ ان لوگوں نے جو کچھ کیا ہے وہ میری بات کی سب سے بڑی دلیل ہے، انھوں نے آپ کو تنہا چھوڑ دیا اور بے حد نازک موقع پر آپ کی مخالفت کر کے بغاوت کا اعلان کر دیا۔ پھر تاریخ کے ہر دور میں اپنے مخالفین کے تئیں ان کی یہ سرشت ابھر ابھر کر سامنے آتے رہے اور اسے زک پہنچاتے رہے، حتیٰ کہ وہ خود مختلف فرقوں میں بٹ کر ایک دوسرے کی تکفیر کرنے لگے، یہی وجہ ہے کہ ان میں قتل و غارت گری، اختلافات اور انقلابات کی کثرت رہی۔''

مرتکبین گناہ کی تکفیر اور مسلمانوں کی جان و مال کو حلال ٹھہرانا

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اہل بدعت اور خوارج کا دوسرا فرق یہ ہے کہ یہ لوگ گناہوں کے مرتکبین کی تکفیر کرتے ہیں اور پھر اسی تکفیر کی بنیاد پر مسلمانوں کا جان و مال حلال سمجھتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ دارالاسلام دارالحرب ہے اور ان کا مسکن دارالایمان ہے، جمہور روافض بھی یہی کہتے ہیں۔ پس یہی نظریہ بدعت کی اصل ہے، جس کی صراحت سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع سنت میں موجود ہے، بالفاظ دیگر قابل درگزر غلطیوں کو گناہ اور گناہ کو کفر قرار دینا ہی اس بدعت کی اساس ہے۔''

خوارج اپنے مخصوص عقائد و نظریات کے ساتھ مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہیں، وہ انھی عقائد کو اللہ کے یہاں نجات دہندہ دین سمجھتے ہیں، جو ان کی مخالفت کرے وہ ان کے خیال میں دین سے خارج ہے اور اس سے بے زاری واجب ہے بلکہ ان کے بعض فرقے اس قدر مبالغہ کے شکار ہیں کہ اپنے مخالفین کی جان و مال کو حلال سمجھتے ہیں۔ اس کی ایک مثال عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ کا وہ واقعہ ہے جس میں ان لوگوں نے آپ کو محض اس وجہ سے قتل کر دیا کہ انھوں نے ان کی رائے کی موافقت نہ کی۔

''یہ لوگ اپنے عقائد و نظریات کی بنا پر عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے لگے، حاملہ عورتوں کے پیٹ کو چاک کرنا جائز سمجھا اور وہ، وہ کام انجام دیا جو ان کے علاوہ کسی دوسرے نے نہیں کیا۔''

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلی بدعت مثلاً خوارج کی بدعت کا وجود ان کی قرآن

Marfat.com

ناسمجھی کی وجہ سے ہوا، انھوں نے قصداً قرآن اور اپنی سمجھ میں ٹکراؤ پیدا کرنے کی کوشش نہ کی تھی، بس قرآن کو اس مفہوم میں استعمال کیا جس پر وہ دلالت نہ کرتا تھا، اسی ناسمجھی کی وجہ سے انھوں نے یہ گمان کیا کہ گناہوں کے مرتکبین کی تکفیر واجب ہے، کیونکہ نیکوکار اور متقی شخص ہی کامل مومن ہوسکتا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو شخص نیکوکار اور متقی نہ ہو وہ کافر ہے، اور ہمیشہ کے لیے جہنمی ہے، پھر ان لوگوں نے حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور ان دونوں کے موئیدین کے بارے میں کہا کہ یہ لوگ مومن نہیں ہیں کیونکہ انھوں نے قرآن کے علاوہ کو حکم مقرر کیا ہے، گویا اس کی بدعت کے دو تمہید ہیں:

- جس نے غلطی سے کسی عمل یا رائے کے ذریعے سے قرآن کی مخالفت کی وہ کافر ہے۔
- عثمان، علی اور ان کے موئیدین رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح کافر ہیں۔

لہٰذا گناہوں اور غلطیوں کی وجہ سے مومنوں کی تکفیر سے احتراز کرنا واجب ہے، کیونکہ اسلام کی تاریخ میں سب سے پہلے اسی بدعت کا ظہور ہوا اور اس کے معتقدین نے مسلمانوں کی تکفیر کیا اور ان کے جان و مال کو حلال کیا، پس ان کی مذمت اور ان سے قتال کے لیے کئی صحیح احادیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ناقابل عفو گستاخی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ظالم ٹھہرانا

امام ابن تمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خوارج نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں اپنے نفس کو آزاد چھوڑ دیا ہے کہ وہ جتنا چاہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر ظلم کرے، انھوں نے آپ کی اطاعت و متابعت کو واجب العمل نہیں ٹھہرایا، صرف قرآن کی تصدیق کی اور اپنے گمان کے مطابق جو سنت ظاہر قرآن کے خلاف نظر آئی اس کو جھٹلا دیا۔ درحقیقت بیشتر اہل بدعت اور خوارج ان کے اس نہج کے پیروکار ہیں، ان کا خیال ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نظریہ کے خلاف کہا ہے تو اس کی اتباع نہیں کرنا ہے۔ یہ لوگ اپنے خلاف دلائل کو ٹھکرانے کے لیے یا تو نص شرعی کا انکار کردیتے ہیں یا اس کے بے جا تاویل کر ڈالتے ہیں۔ کبھی اسناد پر طعن کرتے ہیں کبھی متن میں عیب لگاتے ہیں، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ نہ تو متبع ہیں اور نہ ہی رسول کی لائی ہوئی حقیقی سنت، بلکہ حقیقی قرآن کے تابع ہیں۔

Marfat.com

طعن و تشنیع

خوارج کی ایک نمایاں صفت یہ ہے کہ یہ لوگ ائمہ ہدایت پر طعن و تشنیع کرتے ہیں، انھیں گمراہ قرار دیتے ہیں، ان پر حق و عدل سے نکل جانے کا الزام تراشتے ہیں، ان کی یہ صفت ان کے موسس اوّل ذوالخویصرہ کے موقف میں صاف ظاہر ہے کہ جب اس نے کہا تھا: اے اللہ کے رسول! عدل کیجیے۔ دراصل یہ کہہ کر اس نے خود کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ صاحب ورع وتقویٰ ثابت کرنا چاہا اور مال کی تقسیم میں رسول اللہ ﷺ پر ظلم اور نا انصافی کا حکم لگا دیا، ان کی یہ صفت تاریخ کے ہر دور میں ان کے ساتھ چسپاں رہی ہے اور اس کے بہت ہی بدترین نتائج سامنے آئے ہیں، کیونکہ یہ چھوٹی سی بات نہیں بلکہ اس پر بہت کچھ احکام و مسائل مرتب ہوتے ہیں۔

بدگمانی

خوارج کی یہ ایک اور صفت ہے جو رسول اکرم ﷺ پر ذوالخویصرہ جیسے نرے جاہل کے اعتراض میں نمایاں ہے، وہ آپ ﷺ پر عدم اخلاص کا حکم لگاتے ہوئے کہتا ہے کہ اللہ کی قسم! یہ تقسیم غیر منصفانہ ہے، اس میں اللہ کا خوف ملحوظ نہیں رکھا گیا ہے۔ عقل و خرد کے مارے ہوئے ذوالخویصرہ نے جب دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مال اشراف اغنیاء کو دے دیا اور فقراء کو نہیں دیا تو عجیب بات ہے کہ اس نے اسے کسی اچھی توجیہ پر محمول نہیں کیا، حالانکہ خوش گمانی کے اسباب موجود تھے، مثلاً اگر وہ یہی سوچ لیتا کہ تقسیم کرنے والی شخصیت کوئی معمولی نہیں بلکہ ایک عظیم ذات ہے جو ہدایت کا رسول ہے، تو بس خوش گمانی کے لیے یہی چیز کافی ہوتی، لیکن ذوالخویصرہ کب اسے مانتا، اس نے نفسانی ہوس کو ترجیح دی اور بدگمانی کی اور کوشش کی کہ اس کوڑھ ذہنیت کو عدل جیسے خوش نما لفظ کے سہارے پیش کرے، اسے دیکھ کر ابلیس ہنس پڑا، اس پر مکر و فریب کا جال ڈال دیا اور اس میں پھانس لیا، اس لیے ہر انسان کو چاہیے کہ وہ اپنا محاسبہ کرتا رہے، حرکات و سلوک کے اسباب و عوامل کا جائزہ لیتا رہے، نفسانی خواہشات سے ڈرتا رہے اور ابلیس لعین کے حیلوں سے خبردار رہے، کیونکہ وہ اکثر و بیشتر برے اعمال کو نہایت حسین اور چمک دار غلاف میں پیش کرتا ہے، حق اور حقانیت کے نام پر بُرے کردار کے لیے وجہ جواز ڈھونڈتا ہے، پس اس راستے میں شیطانی چالوں سے بچنے اور نفسانی خواہشات کے جھانسوں میں نہ آنے کا واحد ذریعے سے علم ہے۔

Marfat.com

ذوالخویصرہ کے پاس اگر کچھ بھی علم ہوتا یا دانائی کی معمولی بھی رمق ہوتی تو وہ ہلاکت کی اس وادی میں نہ پھسلتا۔

مسلمانوں کے خلاف شدت پسندی

خوارج، سنگ دلی اور اکھڑپن کے لیے مشہور ہیں۔ وہ شروع سے مسلمانوں کے خلاف سنگ دل اور شدت پسند واقع ہوئے ہیں، ان کی شدت قابل ملامت حد تک پہنچی ہوئی ہے، اسی بنا پر انھوں نے مسلمانوں کی جان، مال، آبرو اور آل واولاد کو اپنے لیے حلال اور انھیں قتل کرنا باعث اجر سمجھا، بت پرست وغیرہ دشمنانِ اسلام کو نظر انداز کیا اور انھیں تکلیف دینا روا نہیں سمجھا، اس باب میں تاریخ ان کے سیاہ کارناموں سے بھری پڑی ہے۔ دور جانے کی ضرورت نہیں، ابھی قریب ہی میں عبداللہ بن خباب کے ساتھ انھوں نے جیسا برتاؤ کیا وہ آپ کے سامنے ہے، گویا مسلمانوں کے ساتھ ان کا برتاؤ قساوت قلبی، تشدد اور جبر پر مبنی ہے، کافروں کے لیے یہ بے حد نرم، دوستی کا ہاتھ بڑھانے والے اور لطف وعنایت والے ہوتے ہیں۔ حالانکہ شارع نے شریعت کا مزاج نہایت آسان، روا دارانہ قابل عمل بنایا ہے اور یہ تعلیم دی ہے کہ ایک مسلمان کفار کے حق میں سنگ دل ہو اور مومنوں کے حق میں الفت ومحبت کا پیکر، پس خوارج نے اپنے قول وعمل میں اسے یکسر الٹ دیا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے:

> ''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو اُن کے ساتھ ہیں کافروں پر بہت سخت ہیں، آپس میں نہایت رحم دل ہیں۔''

اور فرمایا:

> ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ عنقریب ایسے لوگ لائے گا کہ وہ ان سے محبت کرے گا اور وہ اس سے محبت کریں گے، مومنوں پر بہت نرم ہوں گے، کافروں پر بہت سخت، اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔''

لیکن خوارج نے ان آیات کے احکام کو بالکل الٹ دیا اور مسلمانوں کو ہراساں کیا۔

Marfat.com

حضرت علیؓ کی شہادت

حضرت علیؓ پر آشوب حالات کی وجہ سے دل گرفتہ تھے ایک دن آپ نے اپنے خطبے میں فرمایا:

"اے اللہ میں نے انہیں مایوس کیا اور انہوں نے مجھے مایوس کیا، میں نے انہیں اُکتایا انہوں نے مجھے اُکتایا پس تو ان سے مجھے نجات دے اور مجھ سے ان کو نجات دے پھر اپنی داڑھی پر ہاتھ رکھا اور کہنے لگے تمہارے سب سے بدبخت آدمی (یعنی قاتل) کے لیے کوئی چیز اس بات سے مانع نہیں ہے کہ وہ اسے (داڑھی کو) خون میں رنگ دے۔" (طبقات)

خارجیوں نے حضرت علیؓ کے قتل کی سازش تیار کی اور باہمی مشورہ کیا کہ اُمت کو اختلاف سے نجات دلانے کے لیے ضروری ہے کہ حضرت علیؓ، معاویہؓ اور عمرو بن العاصؓ کو قتل کر دیا جائے۔ سازش کے مطابق عبدالرحمٰن بن ملجم نے حضرت علیؓ کو قتل کرنے کی ذمہ داری لی۔ حجاج ابن عبداللہ صریمی نے امیر معاویہؓ کو قتل کرنے کے لیے اپنا نام پیش کیا، اس کا تعلق قبیلہ بنو تمیم سے تھا۔ تیسرا قاتل عمرو بن بکر یا تھا، اس نے عمرو بن العاصؓ قتل کرنے کی حامی بھری اس کا تعلق بھی بنو تمیم سے تھا۔ تینوں قاتلوں نے طے کیا وہ سب کو ایک ہی دن قتل کریں گے۔ اس المناک واردات کے لیے 27 رمضان کی نماز فجر کا دن اور وقت مقرر کیا گیا۔ حضرت معاویہؓ کا قاتل مقرر وقت پر پہنچ گیا مگر قتل میں ناکام رہا کیوں کہ معاویہؓ نے زرہ پہن رکھی تھی لہٰذا وہ قاتلانہ حملے میں محفوظ رہے۔ قاتل حجاج ابن عبداللہ کو قتل کر دیا گیا۔ عمرو بن العاصؓ کا قاتل بھی وقت پر پہنچا مگر عمرو بن العاصؓ بیماری کی وجہ سے نماز کے لیے نہ آئے اور خارجہ بن حذافہ عدوی کو اپنا نائب مقرر کیا وہ قاتل کے حملے میں جان بحق ہو گئے عمرو بن العاصؓ نے حملہ آور کو قتل کر دیا۔

Marfat.com

عبدالرحمٰن بن ملجم موقع پر پہنچا اور حضرت علیؓ کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔ جب آپؓ تشریف لائے اور لوگوں کا صلواۃ کی آواز دینے لگے تو ملجم نے تلوار سے وار کیا جو آپؓ کی پیشانی اور سر پر لگا اور داڑھی خون سے رنگین ہوگئی۔ ملجم نے حملہ کرتے ہوئے نعرہ لگایا ''حکومت صرف اللہ کی ہے حضرت علیؓ تمہاری یا تمہارے ساتھیوں کی نہیں ہے۔'' (طبری) حضرت علیؓ نے آواز دی ''اس کو پکڑو''! ملجم پکڑا گیا۔ حضرت علیؓ کو زخمی حالت میں گھر لایا گیا۔ آپ نے فرمایا اگر میں وفات پا جاؤں تو اس کو قتل کر دینا اگر زندہ رہا تو مجھے معلوم ہے کہ اس کے ساتھ کیا کرنا چاہیے۔ (البدایہ والنہایہ) جب قاتل حضرت علیؓ کے سامنے لایا گیا تو انہوں نے فرمایا اس کو گرفتار رکھو اور قید میں حسن سلوک کا معاملہ کرو اگر زندہ رہا تو سوچوں گا کہ کیا کروں معاف کروں یا قصاص لوں اور اگر وفات پا جاؤں تو ایک جان کا بدلہ ایک ہی جان سے لیا جائے اور اس کا مُثلہ نہ کیا جائے۔ (طبقات، ابن اثیر)

حضرت علیؓ نے اپنے فرزندوں سیّدنا حسنؓ اور سیّدنا حسینؓ کو طویل وصیت کی جس کے آخر میں فرمایا:

> ''اے عبدالمطلب کے فرزندو مسلمانوں کا بے تکلف خون نہ بہانا۔ تم کہو گے امیر المومنین قتل کر دیے گئے مگر خبردار سوائے میرے قاتل کے کسی کو قتل نہ کرنا۔ دیکھو اگر میں اس کے وار سے وفات پا جاتا ہوں تو اس پر بھی ایک ہی وار کرنا اور اس کا مُثلہ نہ کرنا کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے خبردار کسی ذی روح کو مار کر اس کا مُثلہ نہ کیا جائے خواہ وہ بھونکنے والا کتا ہی کیوں نہ ہو۔'' (طبری، ابن کثیر)

حضرت علیؓ کو معلوم تھا کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ کی شہادت کی پیشن گوئی فرمائی تھی۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حرا کے پہاڑ پر کھڑے تھے آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بھی تھے۔ چٹان ہلنے لگی آپ ﷺ نے فرمایا ''ٹھہر جا حرا، تیرے اوپر کوئی نہیں ہے مگر نبی یا صدیق یا شہید۔'' (مسلم)

حضرت علیؓ جمعہ کے روز شہید ہوئے، سحر کا وقت تھا، رمضان کے سترہ روزے ہو چکے تھے۔ حضرت علیؓ کی عمر 63 سال تھی خلافت کی مدت چار سال نو ماہ ہے آپ کے جنازہ کی نماز آپ کے صاحبزادے حضرت حسنؓ نے پڑھائی۔

Marfat.com

حضرت علیؓ کی شہادت پر مرثیے

ابوالاسود الدولی رحمۃ اللہ علیہ کا مرثیہ

''اے آنکھ تیرا برا ہو، تو ہمیں نیک بخت کیوں نہیں بنا دیتی، تو امیر المومنین پر آنسو کیوں نہیں بہاتی۔''

''ام کلثوم (بنت علیؓ) ان پر آنکھیں بھر کے آنسو بہاتی ہے کیوں اس نے (ان کی) موت کو آنکھوں سے دیکھا ہے۔''

''خوارج جہاں کہیں بھی ہوں انھیں بتا دو بدخواہوں کی آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوں۔''

''کیا رمضان کے مہینہ میں تم نے ہم میں سب سے بہتر انسان کو قتل کر کے ہمیں تکلیف دی ہے۔''

''تم لوگوں نے ایسی برگزیدہ ہستی کو قتل کیا جس نے راہ جہاد میں گھوڑوں پر شہسواری کی اور کشتیوں پر سوار ہوا۔''

''اور جس نے جوتوں کو پہنا اور انھیں راہ خدا میں کاٹ دیا اور جس نے مثانی (سورۂ فاتحہ) اور مئین (سو آیتوں والی سورتوں) کو پڑھا۔''

''پس بھلائی کی تمام منقبتوں کے وہ مالک تھے اور اللہ رب العالمین کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے۔''

''قریش جہاں کہیں بھی رہے انھیں اعتراف رہا کہ تو حسب ونسب اور دین کے اعتبار سے ان کا مایہ ناز سپوت ہے۔''

''اگر تم ابوالحسین کے تابناک چہرے کو دیکھتے ہو تو ایسا لگتا ہے گویا دیکھنے والوں پر بدر کامل چمک رہا ہے۔''

Marfat.com

''ان کی شہادت سے پہلے ہم خیریت سے تھے، انھیں اپنے درمیان رسول اللہ ﷺ کے دوست کی حیثیت مانتے تھے۔''

''بلا تردّد حق کا نفاذ کرتے تھے، دوست ہو یا دشمن سب کے ساتھ انصاف کرتے۔''

''کسی مخصوص علم کو اپنے پاس چھپا نہیں اور آپ جابروں میں سے بنائے گئے تھے۔''

''حضرت علیؓ کے شہید ہونے پر لوگ رنج والم سے ایسے ہی بے چین ومضطرب ہیں جیسے کہ شترمرغ کسی قحط زدہ ملک میں۔''

اسماعیل بن محمد الحمیری رحمۃ اللہ علیہ کا مرثیہ

''اگر تمھیں نہیں معلوم تو اس (حضرت علیؓ) کے بارے میں قریش سے پوچھ لو، جو ان میں دین پر سب سے زیادہ ثابت قدم اور میخ کی طرح ڈٹ جانے والا تھا۔''

''سب سے پہلے اسلام لانے والا اور قریش میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا اور اہل وعیال کے اعتبار سے سب سے زیادہ پاکیزہ تھا۔''

''جس نے ایسے وقت میں اللہ کی وحدانیت کو تسلیم کیا جب پورا قریش (نبی ﷺ) کی تکذیب کررہا تھا اور اللہ کے ساتھ دیگر بتوں اور شریکوں کو پکارتا تھا۔''

''جو حالت جنگ میں ایسے وقت آگے آگے رہتا تھا جب لوگ اس سے جی چرا رہے ہوتے اور کسی بحرانی حالت میں جب وہ بخیلی کررہے ہوتے تو وہ سخاوت کا مظاہرہ کرتا تھا۔''

''جو قبیلہ کا انتہائی عادل، وسیع العلم اور وعدہ و پیمان کا بالکل سچا انسان تھا۔''

''اگر وہ تمھیں سچ سچ بتائیں تو ابوالحسن (حضرت علیؓ) کے بارے میں ضرور تعریف کریں گے، بشرطیکہ تمھاری ملاقات نیکوکاروں کے حاسدوں سے نہ ہو۔''

''تیز تمھاری ملاقات اس گروہ سے نہ ہو جو (ان سے) بغض ونفرت کرنے

Marfat.com

والا، معاند اور اللہ کے حق کا سب سے بڑا منکر ہو۔"

"ابن ملجم سے کہنا (گو میں جانتا ہوں) کہ تقدیریں سب پر غالب ہیں، کم بخت تو نے اسلام کے ارکان کو ڈھا دیا۔

"وہ شخص کہ جو زمین پر چلنے والوں میں سب سے افضل تھا اور اسلام اور ایمان میں سب سے اول۔"

"اور قرآن و سنت رسول ﷺ کے بارے میں سب سے زیادہ جاننے والا، تو نے اسے قتل کر دیا۔"

"وہ دامادِ نبی ﷺ اور ان کا دوست اور ناصر تھا، جس کے مناقب روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔"

"جو حاسدوں کے حسد کے باوجود نبی ﷺ کے لیے ایسا تھا جیسے موسیٰؑ کے لیے ہارونؑ۔

"جو لڑائی میں شمشیر براں اور دلیر شیر تھا، جب خوب گھمسان کا رن پڑ جاتا ہو۔"

"میں اس کے قاتل کا خیال کرتا ہوں اور روتا روتا کہتا ہوں، اے اللہ! تو پاک ہے تیری قدرت عجیب ہے۔"

"میں تو اس کے قاتل کی بابت کہوں گا کہ یہ وہ بشر نہیں تھا جو قیامت سے ڈرتا ہو بلکہ یہ تو شیطان تھا۔"

"اپنے قبیلہ "مراد" میں سب سے زیادہ بد بخت اور میزان اعمال میں سب سے زیادہ زیاں کار۔"

"(وہ تو) عاقر ناقہ جیسا تھا، جس نے صالح کے ناقہ کو مارا اور قوم ثمود پر ملک "حجر" میں تباہی لانے کا سبب ٹھہرا۔"

"(حضرت علیؓ) اپنی موت سے کافی دنوں پہلے لوگوں کو بتا رہے تھے کہ عنقریب وہ (ابن ملجم) ان کی داڑھی و پیشانی کو خون سے رنگے گا۔"

"اس نے جس گناہ عظیم کا بوجھ لادا ہے اللہ اسے اس سے درگزر نہ کرے اور نہ عمران بن حطان کی قبر کو پانی نصیب ہو۔"

Marfat.com

''کیونکہ اس نے ایک بدبخت کی مدح میں کہ جس نے جرم اور ظلم و عدوان کا بیڑا اٹھایا ہے، یہ کہا ہے۔''

''ایک پرہیز گار انسان کی اے وہ مار! کہ جس کے ذریعے سے اس نے عرش والے رب کی رضامندی چاہی ہے۔''

''حالانکہ وہ ایک گمراہ بدبخت کی مار تھی، جس نے اسے آگ کے انگاروں میں پہنچایا اور وہ عنقریب رحمٰن سے اس کے غصہ کی حالت میں ملے گا۔''

Marfat.com

حضرت حسنؓ بن علیؓ

حضرت حسنؓ سیّدہ فاطمہؓ کے بڑے فرزند تھے۔ آپ کی 3 ہجری کو ولادت ہوئی، رسول اللہ ﷺ کے قریب اور مشابہ تھے۔ آپ ﷺ حسنؓ سے انتہائی محبت فرماتے تھے۔ آپ ﷺ حسنؓ کے رخسار اور لب چومتے گود میں لے کر کھلاتے کبھی سینہ اور پیٹھ پر بٹھاتے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ ﷺ سجدے میں ہوتے اور حسنؓ پشت مبارک پر سوار ہو جاتے آپ ﷺ ان کی خاطر سجدہ کو طویل کر دیتے اور کبھی ان کو اپنے ساتھ منبر پر بٹھا لیتے۔ (البدایہ والنہایہ) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت حسنؓ رسول اللہ ﷺ کے بہت ہی مشابہ تھے۔ وہ سینہ سے سر تک اور حضرت حسینؓ سینہ سے قدموں تک اپنے نانا کے مشابہ تھے۔ (ابن کثیر)

حضرت علیؓ کے دل میں اپنے صاحبزادے حضرت حسنؓ کی بڑی عزت تھی۔ ان سے احترام اور توقیر کا معاملہ فرماتے۔ ایک روز فرمایا کبھی تم تقریر کرتے تو میں بھی سنتا حضرت حسنؓ کہنے لگے مجھے شرم آتی ہے کہ آپ کے سامنے زبان کھولوں۔ حضرت حسنؓ کم بولتے اور اکثر خاموش رہتے کوئی ان کے سامنے لب نہیں ہلا سکتا تھا۔ دعوتوں میں کم شرکت فرماتے۔ کسی لڑائی جھگڑے کے معاملہ میں نہ پڑتے، کسی کے معاملے میں دخل اندازی نہ کرتے جب ان سے رجوع کیا جاتا تو دلیل سے بات سمجھا دیتے۔ (البدایہ والنہایہ)

حضرت حسنؓ نے تین بار اپنا مال اللہ کی راہ میں دے دیا۔ پچیس بار پیدل حج کیے۔ قربانی کے جانور آپ کے آگے آگے چلائے جاتے۔ جب آپ طواف بیعت اللہ کے لیے جاتے تو لوگ آپ کو سلام کرنے اور مصافحہ کرنے کے لیے دیوانہ وار ٹوٹ پڑتے۔ (البدایہ والنہایہ) حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''حسن اور حسین جنتیوں کے سردار ہوں گے۔'' حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے ان کے ساتھ حسنؓ بھی بیٹھے

Marfat.com

تھے آپ ﷺ حاضرین سے متوجہ ہوئے اور فرمایا ''میرا یہ بچہ سردار ہے امید ہے کہ اللہ اس کے ذریعے دو گروہوں کے درمیان صلح کرا دے گا۔'' (بخاری)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حسنؓ کو اپنے دوش مبارک پر لے کر جا رہے تھے، ایک شخص نے دیکھ کر کہا ''صاحبزادے بڑی اچھی سواری پر بیٹھے ہو۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''سوار بھی بہترین ہے۔'' ابو ہریرہؓ کے بارے میں روایت ہے کہ جب وہ حضرت حسنؓ کو دیکھتے تو ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آتے۔ ابو ہریرہؓ نے بتایا کہ انہوں نے ایک بار دیکھا کہ حضرت حسنؓ رسول اللہ ﷺ کی گود میں بیٹھ گئے اور ریش مبارک کو ہاتھ سے پکڑنے لگے، آپ ﷺ اپنا دہن مبارک کھول کر حسنؓ کے منہ میں ڈالنے لگے اور فرمایا اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ دہرائی۔ (حلیۃ اولیاء)

حضرت علیؓ نے جب اہل شام سے جنگ کا ارادہ کیا اور تیاریاں مکمل کر کے مدینہ سے باہر نکلے اس وقت حضرت حسنؓ نے حضرت علیؓ سے عرض کیا:

> ''ابا جان آپ اس ارادہ سے باز رہیں کیوں کہ اس راہ سے مسلمانوں کا بہت خون بہے گا اور ان کے درمیان اختلافات اور صف آرائی کا طویل سلسلہ شروع ہو جائے گا۔'' (البدایہ والنہایہ)

حضرت علیؓ نے اپنے لخت جگر کا مشورہ قبول نہ کیا کیوں کہ وہ لوگوں کو شبے کی حالت میں نہیں چھوڑنا چاہتے تھے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ قرآن کریم میں آیا ہے:

> ''ہر ایک کے لیے ایک سمت ہے جس کی طرف وہ رُخ کرتا ہے۔''

جب حضرت علیؓ ابن ملجم کے ہاتھوں زخمی ہو گئے تو لوگوں نے عرض کیا:

> ''امیر المومنین کسی کو خلیفہ بنا دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں یہ کام تم پر چھوڑتا ہوں جس طرح رسول اللہ ﷺ نے چھوڑا تھا اگر اللہ تمہاری بہتری کا ارادہ فرمائے گا تو تم میں سے جو مناسب ترین فرد ہو گا اس پر تم کو جمع کر دے گا جیسا تم کو رسول اللہ ﷺ کے بعد بہتر فرد پر جمع کر دیا تھا'' (البدایہ والنہایہ)

البتہ لوگوں نے اسی روز جب حضرت علیؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا، حضرت حسنؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ یہ جمعہ کا روز رمضان کی سترہ تاریخ اور 40 ہجری تھا۔ (البدایہ والنہایہ)

Marfat.com

حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد قیسؓ بن سعد بن عبادہ نے حضرت حسنؓ سے اصرار شروع کر دیا کہ اہل شام سے جنگ کرنے کے لیے پیش قدمی کریں۔ حضرت حسنؓ کی جنگ کی نیت نہیں تھی لیکن لوگوں نے اصرار کیا اور دباؤ ڈالا ہزاروں کی تعداد میں لوگ جنگ کے لیے جمع ہو گئے۔ حضرت حسنؓ نے بارہ ہزار فوجیوں کو قیسؓ بن سعد کے ساتھ شام کی جانب آگے روانہ کیا اور خود بھی فوجیوں کے ہمراہ شام کا رُخ کیا۔ آپ مدائن میں رُکے، اس موقع پر کسی نے بلند آواز میں کہا کہ قیس بن سعد قتل ہو گئے، لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی اور وہ ایک دوسرے کا سامان لوٹنے لگے اور ایک دوسرے کو زخمی کرنے لگے، حضرت حسنؓ کو بھی زخم آئے۔ آپ زخمی حالت میں مدائن کے قصر میں چلے گئے۔ مختار بن ابی عبید نے اپنے چچا مدائن کے گورنر سعدؓ بن مسعود کو مشورہ دیا کہ دولت اور عزت کے لیے حضرت حسنؓ کو گرفتار کر کے معاویہؓ کے پاس بھیج دو۔ سعدؓ بن مسعود نے کہا خدا تجھ کو رسوا کرے اور تیری تدبیر کو غارت کرے میں نواسہء رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دھوکا بازی کروں۔ (البدایہ والنہایہ)

جب حضرت حسنؓ نے دیکھا کہ ان کی فوج میں اختلاف اور انتشار ہے تو آپ ان سے بے زار ہوئے اور حضرت معاویہؓ ابن سفیان کو خط لکھ کر صلح کی تجویز رکھی اور چند شرطیں پیش کیں اور لکھا کہ معاویہؓ اگر ان شرطوں کو قبول کر لیں تو وہ معاویہؓ کے حق میں دست بردار ہونے کے لیے تیار ہیں تاکہ مسلمان خون ریزی سے بچ جائیں۔ یوں معاویہؓ کے حق میں اتفاق رائے ہو گیا۔ (البدایہ والنہایہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ خلافت کا دور میرے بعد تیس سال رہے گا۔ حضرت حسنؓ، حضرت معاویہؓ کے حق میں 41 ہجری میں دست بردار ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت سے اس دن تک تیس سال پورے ہوتے ہیں۔ (البدایہ والنہایہ)

حضرت معاویہؓ کی فرمائش پر حضرت حسنؓ نے دستبرداری کے بعد خطبہ دیا:

''لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم کو ہمارے پہلے بزرگوں کے ذریعے ہدایت دی اور آخر کے لوگوں کے ہاتھوں تمہیں باہمی خون ریزی سے بچایا اور اس کام کی ایک مقررہ مدت اللہ کی طرف سے ہے اور دنیا نام ہے اُلٹ پھیر کا اور کسی کے غلبہ اور کسی کے مغلوب ہونے کا اور یاد کرو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلوایا تھا ''میں خود بھی نہیں جانتا شاید یہ تمہارے لیے آزمائش کا سبب اور

Marfat.com

محدود مدت کے لیے نفع کی چیز ہو۔" (سورۃ الانبیاء: 111) حضرت معاویہؓ کو حضرت حسنؓ کا مختصر خطاب دل کو گراں گزرا مگر انہوں نے اظہار نہ کیا۔

(البدایہ والنہایہ)

ایک شخص ابو عامر نے حضرت حسنؓ کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ نے شامیوں سے جنگ نہ کر کے مسلمانوں کو رسوا کیا ہے۔ حضرت حسنؓ نے فرمایا عامر ایسا نہ کہو میں نے مسلمانوں کو رسوا نہیں کیا صرف اس کو ناپسند کیا کہ میری حکومت کی خاطر ان کا خون بہے۔ (البدایہ والنہایہ) حضرت حسنؓ دستبرداری کے بعد مدینہ تشریف لے آئے۔ لوگ ان سے گلہ کرتے کہ وہ حضرت معاویہؓ کے حق میں کیوں دستبردار ہوئے۔ حضرت حسنؓ عالی ظرف، رحم دل اور درد مند شخصیت تھے وہ اپنے دل میں کسی کے لیے کینہ نہیں رکھتے تھے اور نہ ہی وہ اپنے عمل پر نادم تھے ان کو یقین تھا کہ ان کا فیصلہ مسلمانوں کو خون ریزی سے بچانے کے لیے تھا۔ حضرت حسنؓ مسلمانوں کی محبت اور عقیدت کے مستحق ہیں کہ انہوں نے حالات کے مطابق درست فیصلہ کیا۔

روایت کے مطابق حضرت حسنؓ کو زہر دیا گیا جو ان کی وفات کا سبب بنا۔ حضرت حسینؓ نے اپنے بھائی حسنؓ سے زہر دینے والے کا نام پوچھا۔ حضرت حسنؓ نے کہا "کیا تم اس کو قتل کرنا چاہتے ہو؟" حضرت حسینؓ نے کہا "ہاں" تو حضرت حسنؓ نے فرمایا:

"اللہ زیادہ قوت والا اور زیادہ عبرت ناک سزا دینے والا ہے، میں نہیں چاہتا کہ تم کسی بے قصور کو شبے میں قتل کرو۔" (البدایہ والنہایہ)

حضرت حسینؓ نے 47 سال کی عمر میں وفات پائی، آپ کے جنازے میں کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔

Marfat.com

حضرت امام حسینؓ

سیّدنا امام حسینؓ کی ولادت مبارک 5 شعبان 4 ہجری کو مدینہ میں ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے کان میں اذان دی (مستدرک حاکم) منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور آپ کے لیے دعا فرمائی۔ آپ ﷺ نے ساتویں دن اپنے نواسے کا نام حسینؓ رکھا۔ عقیقہ کیا اور سر کے بال منڈوا کر ان کے برابر چاندی صدقہ کی۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبرائیلؑ نے خبر دی کہ میرا بیٹا حسینؓ میرے بعد ''ارض طف'' میں شہید کیا جائے گا جبرائیلؑ نے مجھے اس مقام کی مٹی لا کر دی ہے اور بتایا ہے کہ یہ زمین (حسینؓ) کی شہادت گاہ بنے گی۔ (طبرانی)

ابن سعد روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ جنگ صفین کے موقع پر کربلا سے گزر رہے تھے کہ ٹھہر گئے اور اس زمین کا نام دریافت فرمایا، لوگوں نے کہا اس زمین کا نام کربلا ہے، پھر فرمایا ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو وہ رو رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبرائیل آئے تھے انہوں نے مجھے خبر دی میرا بیٹا حسینؓ دریائے فرات کے کنارے اس جگہ شہید کیا جائے گا جس کو کربلا کہتے ہیں۔ (البدایہ والنہایہ)

ایک روایت کے مطابق ایک بار رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا حسینؓ کے رونے کی آواز سنی تو ان کی والدہ سے کہا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حسینؓ کے رونے کی آواز مجھے غمگین کرتی ہے۔ (طبرانی) سیّدنا حسین بہت عبادت گزار تھے نماز، روزہ اور حج کا بہت اہتمام فرماتے، آپ نے بیس حج پیدل کیے۔ سیّدنا حسینؓ ایک مرتبہ گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہے تھے، راستے میں غرباء کی ایک جماعت نظر آئی جو زمین پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ انہوں نے کہا فرزند رسول ﷺ ہمارے ساتھ

Marfat.com

کھانا تناول فرمایئے آپ گھوڑے سے اُترے اور غرباء کے ساتھ زمین پر بیٹھ کر کھانا کھایا اور اس موقع پر فرمایا اللہ تکبّر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ سیّدنا حسینؓ نے ان غرباء کو اپنے گھر پر کھانے کی دعوت دی۔ (الجویرۃ)

حضرت حسنؓ کی وفات کے بعد معاویہؓ نے خلفائے راشدین کے برعکس خلافت کو وراثت بنا دیا اور اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ بنا لیا اور لوگوں کو 49 ہجری میں یزید کی بیعت کے لیے بلایا، مسلمانوں نے اس فیصلے کو ناپسند کیا اور سخت اختلاف کا اظہار کیا۔ لوگوں کو یزید کے مشاغل کا علم تھا، ابن کثیر لکھتے ہیں کہ اگرچہ یزید میں سخاوت، مروت، فصاحت بیانی اور شعر گوئی جیسی خوبیاں بھی تھیں مگر وہ شراب نوشی کرتا۔ ناچ گانے میں دلچسپی لیتا، اس نے اپنے محل میں ناچ گانے والیاں اور کتے رکھے ہوئے تھے اس کے بعض اعمال فاسقانہ تھے۔ (البدایہ والنہایہ)

حضرت حسینؓ نے یزید کی بیعت سے انکار کیا۔ یزید نے حضرت حسینؓ پر بیعت کے لیے دباؤ ڈالا مگر انہوں نے دباؤ قبول کرنے سے انکار کیا۔ آپ نے جو عزم اختیار کیا اس پر ثابت قدم رہے اور مکہ تشریف لے گئے۔ حضرت امام حسینؓ کے نام عراق سے سینکڑوں خطوط آئے جن میں تحریر تھا کہ آپ کے ساتھ ایک لاکھ آدمی ہیں آپ جلد عراق آجائیں تاکہ لوگ آپ سے بیعت لیں۔ حضرت حسینؓ نے اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیلؓ کو حالات کا جائزہ لینے کے لیے عراق بھیجا۔ کوفہ کے لوگ مسلم بن عقیلؓ سے بڑے اخلاق سے پیش آئے اور قسم کھائی کہ اگر حضرت حسینؓ کوفہ آجائیں تو وہ دل و جان سے آپ کی مدد کریں گے۔ ایک روایت کے مطابق 18 ہزار لوگوں نے مسلم بن عقیلؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ مسلم بن عقیلؓ نے حضرت حسینؓ کو خط لکھا کہ حالات سازگار ہیں، وہ کوفہ تشریف لے آئیں۔ خط ملنے کے بعد حضرت حسینؓ کوفہ روانہ ہوئے۔ یزید نے کوفہ کے گورنر نعمان بن بشیر کو معزول کر دیا کیونکہ وہ حضرت حسینؓ کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے تھے۔ عبداللہ ابن زیاد سمیّہ کو کوفے کا گورنر مقرر کیا گیا۔ (البدایہ والنہایہ)

عبداللہ بن زیاد نے مسلم بن عقیلؓ کے ساتھیوں کو مختلف انداز سے خوف زدہ کیا۔ حضرت حسینؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے اہل کوفہ نے خوف میں آکر مسلم بن عقیلؓ کو تنہا چھوڑ دیا۔ (البدایہ والنہایہ)
مسلم بن عقیلؓ نے محمد بن اشعث کے ذریعے حضرت حسینؓ کو پیغام بھیجا کہ وہ واپس تشریف لے

Marfat.com

جائیں اور کوفہ نہ آئیں۔ حضرت حسینؓ نے واپس لوٹنے سے انکار کر دیا۔ ابن زیاد نے مسلم بن عقیلؓ کو قتل کرا دیا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بھی حضرت حسینؓ کو مشورہ دیا کہ وہ کوفیوں کے دھوکے میں نہ آئیں۔ (البدایہ والنہایہ) حضرت حسینؓ نے اپنا سفر جاری رکھا ان کے ہمراہ خاندان کے ساتھ افراد تھے۔ راستے میں ہی حضرت مسلم بن عقیلؓ کی شہادت کی خبر مل گئی، اس خبر کے بعد ان کا ارادہ مزید پختہ ہو گیا۔ ابن زیاد نے عمر بن سعد کو حضرت حسینؓ کے پاس بھیجا اور ان کو یزید کی بیعت کا مشورہ دیا۔ حضرت حسینؓ نے فرمایا کہ مجھے واپس جانے دو، یزید کے پاس لے چلو تا کہ اس سے مکالمہ کروں اگر دونوں شرطیں منظور نہ ہوں تو ترکوں کی جانب جانے دو تا کہ ان کے خلاف جہاد کر کے شہادت کا رتبہ حاصل کروں۔ حضرت حسینؓ کا پیغام ابن زیاد کو پہنچایا گیا مگر اس نے اپنے ساتھیوں کے مشورے کے بعد تینوں شرطیں مسترد کر دیں اور بیعت کا مطالبہ کیا۔ ابن زیاد نے عمر بن سعد کو حکم دیا کہ حضرت حسینؓ اور ان کے ساتھیوں کو پانی لینے سے روک دیا جائے۔ (البدایہ والنہایہ)

حضرت حسینؓ نے جب دیکھا کہ وہ محاصرے میں آگئے ہیں اور ابن زیاد کے ارادے درست نہیں ہیں تو آپ نے نویں محرم کو چراغ گل کر دیے اور خطبہ دیا اور اپنے عزیز و اقارب اور رفقاء سے کہا کہ یزید کو صرف ان سے دشمنی ہے لہٰذا جو لوگ واپس جانا چاہیں وہ چلے جائیں۔ قافلے میں شامل سب لوگوں نے واپس جانے سے انکار کر دیا اور آخری دم تک حضرت امام حسینؓ کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا۔ (البدایہ والنہایہ)

سیّدنا حسینؓ نے اندھیرا اس لیے کیا تا کہ جو لوگ واپس جانا چاہیں ان کو ندامت نہ ہو۔

حضرت حسینؓ کے ساتھ بہتر آدمی تھے۔ کربلا کے میدان میں انسانی تاریخ کا المناک سانحہ پیش آیا۔ دسویں محرم عاشورہ کے روز حضرت حسینؓ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور قرآن ہاتھ میں لے کر خطبہ ارشاد فرمایا جس میں انہوں نے بتایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے نواسے اور امیر المومنین حضرت علیؓ کے فرزند ہیں۔ یزیدی فوج پر ان باتوں کا کچھ اثر نہ ہوا اور شمر نے قافلہ حسینؓ پر حملہ کر دیا۔ حضرت حسینؓ کے رفقاء باری باری لڑتے ہوئے شہید ہوتے گئے اور آخر کار حضرت حسینؓ کو بھی محرم کے مہینے 61 ہجری یوم عاشور (جمعہ) کو شہید کر دیا گیا اس وقت آپ کی عمر 54 سال تھی۔

Marfat.com

آپ کا سرتن سے جدا کیا گیا۔ جب حضرت حسینؓ کا سر یزید کے سامنے پیش کیا گیا تو ایک روایت کے مطابق یزید نے کہا کہ ابن زیاد اور حسینؓ کے درمیان کوئی رشتہ ہوتا تو وہ ایسا نہ کرتا۔ (البدایہ والنہایہ) جب کہ دوسری روایتوں کے مطابق یزید نے مسرت کا اظہار کیا۔ ایسی کوئی روایت نہیں ہے کہ یزید نے ابن زیاد کی ملامت کی ہو، سزا دی ہو یا اسے معزول کیا ہو۔

Marfat.com

معاملاتِ حضرت علیؓ

امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازے میں شرکت فرما رہے تھے اسی دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی ایسا ہے جو مدینہ چلا جائے وہاں پر جتنے بت ہوں ان کو مسمار کر دے اور مجسمے توڑ دے حضرت علیؓ نے اپنی خدمات پیش کیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق مدینہ جا کر بتوں اور مجسموں کو مسمار کر دیا اور قبروں کو زمین کے برابر کر دیا اور واپس آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب اگر پھر کوئی نئے سرے سے ان بتوں، مجسموں اور قبروں کو تعمیر کرے تو سمجھ لو اس نے میری نبوت کا انکار کیا۔ (مسند احمد)

حضرت علیؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں جب مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن بھیجا اس وقت میں کمسن تھا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ان لوگوں میں بھیج رہے ہیں جن کے آپس میں جھگڑے ہوں گے اور مجھے فیصلہ کرنے کا کوئی تجربہ نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تمہاری زبان سے صحیح بات نکلوائے گا اور تمہارے دل کو مطمئن کرے گا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں اس کے بعد دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں شک نہیں ہوا۔ (مسند احمد)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ یمن میں مجھے ایسے لوگوں سے سابقہ پڑا جو آپس میں ایک عجیب قسم کے جھگڑے میں اُلجھے ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے شیر کے شکار کے لیے ایک کمین گاہ کھودی لوگ ایک دوسرے کو دھکا دے رہے تھے ایک آدمی کمین گاہ میں گرنے لگا تو اس نے دوسرے کو پکڑ لیا اسی طرح دوسرے نے تیسرے اور تیسرے نے چوتھے آدمی کو پکڑ لیا چنانچہ چاروں کمین گاہ میں گر گئے شیر نے سب کو زخمی کر دیا اور وہ زخموں کی تاب نہ لا کر زندگی کی بازی ہار گئے۔ حضرت علیؓ نے ان کا فیصلہ کیا کہ جن لوگوں نے کنواں (کمین گاہ) کھودا ہے ان سے خون بہا چار آدمیوں کا جمع کرو ایک کا چوتھائی دوسرے کا تہائی تیسرے کا نصف اور چوتھے کو مکمل خون بہا دیا

Marfat.com

جائے لوگوں نے اس فیصلہ کو منظور نہ کیا اور سب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ اس وقت مقام ابراہیمؑ کے قریب تشریف فرما تھے۔ سب نے اپنا مقدمہ آپ ﷺ کے سامنے رکھا، جب آپ ﷺ کو حضرت علیؓ کے فیصلے کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے اسی فیصلے کی منظوری دی۔

حضرت علیؓ نے حسنؓ کو ہدایت کی کہ اگر وہ زخموں سے جانبر نہ ہو سکے تو ان کے قاتل کا مثلہ ہرگز نہ کیا جائے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے خبردار کسی کا مثلہ نہ کیا جائے۔ (الریاض النضرہ)

ایک شخص حضرت علیؓ کی خدمت میں آکر کہنے لگا یا امیر المومنین میری آپ سے ایک ضرورت ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اپنی ضرورت زمین پر لکھ دو مجھے اچھا نہیں لگتا کہ سوال تمہارے چہرے پر پڑھوں چنانچہ اس نے لکھا آپ نے اس کی طلب سے زیادہ اس کی حاجت روائی فرمائی۔ (البدایہ والنہایہ)

ابوعبید عشرہؓ کہتے ہیں کہ وہ ایک روز حضرت علیؓ کے پاس گئے، وہ ایک چادر اوڑھے سردی سے کانپ رہے تھے میں نے کہا امیر المومنین اللہ نے آپ اور آپ کے خاندان کے لیے اس مال میں حصہ رکھا ہے اور آپ سردی سے کانپ رہے ہیں آپ نے فرمایا میں تمہارے مال سے کچھ نہیں لیتا میری یہی چادر ہے جس کو میں اپنے گھر سے لے کر نکلا تھا۔ (البدایہ والنہایہ)

ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں فالودہ پیش کیا گیا آپ نے فالودہ کے بارے میں فرمایا اس کی خوشبو اچھی ہے، رنگ حسین ہے، مزہ لذیذ ہے مگر میں نہیں چاہتا کہ نفس کو ایسی چیز کا عادی بناؤں جس کا وہ اب تک عادی نہیں ہے۔ (ابوالحسن ندوی رحمۃ اللہ علیہ: المرتضیٰؓ)

زید بن وہب سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت علیؓ گھر سے اس حال میں نکلے کہ ایک تہ بند باندھے ہوئے تھے اور ایک چادر سے جسم ڈھکے ہوئے تھے۔ تہ بند کو کپڑے کے ایک چیتھڑے سے کمر بند کی جگہ باندھ رکھا تھا ان سے کہا گیا آپ اس لباس میں کس طرح رہتے ہیں فرمایا میں یہ لباس اس لیے پسند کرتا ہوں کہ یہ نمائش سے دور ہے اور نماز میں عافیت دیتا ہے اور مومن کی سنت ہے۔ (ندوی)

معرکۂ جمل کے موقع پر حضرت علیؓ کی زرہ کھو گئی ایک شخص کو ملی اس نے بیچ ڈالی کسی نے

Marfat.com

ایک یہودی کے پاس وہ زرہ دیکھ کر پہچان لیا اس کا مقدمہ قاضی تشریح کے پاس پہنچا۔ حسنؓ اور ان کے غلام قنبر نے شہادت دی۔ قاضی نے کہا کوئی اور گواہ لائیے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کیا آپ کو حسنؓ کی شہادت قبول نہیں ہے۔ قاضی نے کہا کہ آپ نے ہدایت کر رکھی ہے کہ باپ کے حق میں بیٹے کی شہادت قبول نہیں کی جاتی، یوں قاضی نے زرہ یہودی کو دے دی۔ قاضی بڑا متاثر ہوا کہ حضرت علیؓ خود قاضی کے سامنے پیش ہوئے اور قاضی نے ان کے خلاف فیصلہ دیا جس کو علیؓ نے خوش دلی سے قبول کیا۔ یہودی نے زرہ حضرت علیؓ کو واپس کر دی اور کہا یہ آپ ہی کی ہے آپ کے اونٹ سے گری تھی جس کو میں نے اُٹھا لیا تھا۔ حضرت علیؓ نے وہ زرہ یہودی کو بخش دی وہ اسلام پر ایمان لے آیا اور جنگ صفین کے موقع پر شہید ہوا۔ (کنز العمال)

حضرت علیؓ اپنے سرکاری اہلکاروں کو بار بار عدل و انصاف کی ہدایت فرماتے تھے:

"لوگوں کے ساتھ متعصبانہ اور مساویانہ سلوک رکھو، ان کی ضروریات کو صبر سے سنو کیوں کہ یہ لوگ مسلم رعیت کے ترجمان ہیں کسی کو اپنی حاجت پیش کرنے سے نہ روکو اور اس کی ضرورت پوری کرنے میں زیادہ دیر تک انتظار کی تکلیف نہ دو۔ خراج کی وصولیابی میں کسی کے جاڑے کا کپڑا فروخت نہ کرو اور نہ اس کی سواری فروخت کرو جس پر وہ اپنا سامان لے کر جاتا ہے اور نہ کسی غلام کو فروخت کرو اور کسی کو ایک درہم کے مطالبہ پر ایک کوڑا بھی نہ لگاؤ۔" (ندوی)

حضرت علیؓ نے خراج اور صدقات وصول کرنے والے عمال کو نصیحت کی۔

"زکوٰۃ اور صدقات وصول کرنے جاؤ تو سنجیدگی کے ساتھ جاؤ ان لوگوں کے درمیان پہنچو تو سلام کرو۔ ان سے نرم روئی سے کہو کہ اللہ کے مقرر کردہ والی اور خلیفہ نے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ کے مال میں جو اللہ کا حق ہے وہ آپ سے وصول کروں۔ اگر وہ کہے کہ نہیں تو پھر دوبارہ اسے کچھ نہ کہو اور اسے ڈرانے دھمکانے سے گریز کرو۔ جو مال دے اس سے عاجزی کے ساتھ وصول کرو اور بدسلوکی کا مظاہرہ نہ کرو اور نہ ہی ان کے جانوروں کو خوف زدہ کرو۔" (نہج البلاغہ)

حضرت علیؓ امت کے معاملات پر نظر رکھتے، ان کو بتاتے کہ اللہ تعالیٰ کن باتوں کو پسند اور

Marfat.com

کن باتوں کو ناپسند فرماتا ہے اور نصیحت کرتے کہ اللہ سے ڈرو اور ناپ تول کا پورا پورا خیال رکھو اور لوگوں کا حق نہ مارو۔ آپ خود بھی کوشش کرتے کہ اپنے قول، عمل اور برتاؤ میں اپنی مجلسوں میں مساوات قائم رکھیں۔ (نہج البلاغہ)

حضرت علیؓ کو اطلاع ملی کہ بصرہ کے عامل ایک ایسی دعوت میں شریک ہوئے جس میں اسلامی اُصولوں سے انحراف کیا گیا۔ عامل کی خاطر مدارت زیادہ کی گئی اور دعوت میں غریبوں کو نظرانداز کیا گیا آپ نے اپنے نمائندے کو یہ خط لکھا:

"اے ابن حنیف مجھے معلوم ہوا ہے کہ بصرہ کے لوگوں میں سے کسی نے تمہاری دعوت کی تم عجلت میں وہاں پہنچے تمہارے لیے مختلف قسم کے کھانے بڑے طشتروں میں پیش کیے گئے، تم نے نہیں سوچا کہ تم نے ایسے امیر لوگوں کی دعوت قبول کی جو اپنی دعوتوں میں صرف مالدار لوگوں کو بلاتے ہیں اور غریب غربا کو نظرانداز کرتے ہیں اس طرح کی دعوتوں میں جو تم چھپاتے ہو وہ کیا ہے اس میں اگر کوئی مشتبہ مال ہے تو اس کو حلق سے اُترنے نہ دو اور جس کے پاک ہونے کا یقین ہو اس کو شوق سے تناول کرو۔" (نہج البلاغہ)

ایک مرتبہ نجران کے 40 ہزار عیسائیوں کے درمیان حسد اور عناد پیدا ہو گیا وہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا ہمیں اس علاقے سے جلاوطن کر دیا جائے عیسائیوں نے بہت سے گھوڑے اور اسلحہ جمع کر رکھا تھا حضرت عمرؓ ان کو مسلمانوں کے لیے خطرہ سمجھنے لگے تھے لہٰذا انہوں نے موقع غنیمت جانتے ہوئے عیسائیوں کو نقل مکانی کا حکم دے دیا، وہ عراق کی جانب منتقل ہو گئے۔ بعد میں ان کو اپنے فیصلے پر ندامت ہوئی، انہوں نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر حکم کی منسوخی کے لیے درخواست کی حضرت عمرؓ نے اپنا حکم واپس لینے سے انکار کر دیا۔ جب حضرت علیؓ خلیفہ بنے تو عیسائی ان کے پاس آئے اور حضرت عمرؓ کے حکم کو واپس لینے کی درخواست کی حضرت علیؓ نے انکار کیا اور کہا:

"تم پر افسوس ہے عمر معاملہ فہم اور صاحب الرائے تھے ان کے حکم کو میں بالکل تبدیل نہیں کر سکتا۔" (ابن اثیر، کنز العمال)

حضرت علیؓ کوفہ تشریف لے گئے لوگوں نے انہیں قصر شاہی میں قیام کے لیے عرض کیا حضرت علیؓ نے کہا "مجھے قصر شاہی میں ٹھہرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیوں کہ عمر الخطاب قصر شاہی

Marfat.com

میں قیام کو ناپسند فرماتے تھے۔'' (کنز العمال)

حضرت علیؓ بڑے سخی اور فیاض تھے۔ایک روایت کے مطابق جس زمانے میں حضرت عثمانؓ محصور تھے ایک دن بہت سے لوگ طلحہؓ کے پاس جمع تھے، حضرت علیؓ نے جب یہ منظر دیکھا تو بیت المال کا دروازہ توڑ کر اس میں جو کچھ تھا سب کچھ لوگوں میں تقسیم کر دیا، لوگ طلحہؓ کی مجلس سے اُٹھ کر منتشر ہو گئے، حضرت عثمانؓ کو خبر ملی تو انہوں نے حضرت علیؓ کی نیک نیتی کی وجہ سے مسرت کا اظہار فرمایا۔ (طبری، ابن اثیر)

مؤرخین کے مطابق حضرت علیؓ نے جنگ جمل میں شریک ہونے والوں میں بھی بیت المال کے چھ لاکھ درہم پانچ فی کس تقسیم کر دیے اور فرمایا کہ شام میں بھی اگر ہمیں کامیابی ہوئی تو اسی طرح مزید عطیات تمہیں دیے جائیں گے، آپ نے کسی اعتراض کی پروانہ کی۔ (ابن اثیر)

حضرت علیؓ نے فرمایا ''علم سیکھو وہی تمہاری شناخت ہوگی اور اس پر عمل کرو تم اس کے اہل ہو جاؤ گے۔'' آپ کا خیال تھا کہ جب تک عالم باعمل نہ ہو اسے عالم نہیں کہنا چاہیے آپ نے اہل علم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

> ''اے کاروانِ علم! علم پر عمل کرو کیوں کہ عالم وہی ہے جو باعمل ہو اس کے علم اور عمل میں تضاد نہ ہو۔ (البدایہ والنہایہ) آپ نے فرمایا ''علم، عمل کو پکارتا ہے اگر عمل نے لبیک کہا تو بہتر ورنہ علم رخصت ہو جاتا ہے۔''
>
> (منہج علی بن ابی طالب)

ایک روایت کے مطابق حضرت علیؓ بازار گئے اور ایک دکاندار سے کپڑا خریدنے لگے دکان دار نے آپ کو پہچان لیا۔ آپ دوسری دکان پر چلے گئے اس نے بھی آپ کو پہچان لیا آپ نے اس دکان دار سے بھی کپڑا نہ خریدا اور تیسری دکان پر چلے گئے ایک نو عمر لڑکے سے تین درہم کا کپڑا خرید لیا لڑکے کے باپ کو خبر مل گئی کہ کپڑا خریدنے والے حضرت علیؓ تھے وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک درہم واپس کرنے کی کوشش کی آپ نے درہم واپس لینے سے انکار کیا اور کہا کہ لڑکے نے کپڑا میری رضامندی سے بیچا اور قیمت اپنی رضامندی سے وصول کی۔ جس دکان دار نے آپ کو پہچان لیا اس سے کپڑا اس لیے نہ خریدا تاکہ وہ دام کم نہ کرے۔ (الزہد)

حضرت علیؓ پیوند لگا ہوا کپڑا بھی پہن لیتے تھے اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے آپ نے

Marfat.com

فرمایا کہ اس طرح دل میں اللہ کا خوف اور طبیعت میں تواضع پیدا ہوتی ہے اور غرور و انا کی لعنت سے نفرت کا احساس ہوتا ہے خلیفہ کی شخصیت مسلمانوں کے لیے قابل تقلید نمونہ بنتی ہے جب وہ دیکھیں گے کہ خلیفہ اعلیٰ ترین منصب پر ہونے کے باوجود پیوند لگا کپڑا پہنتے ہیں تو ان کے دلوں میں تواضع اور انکساری کا جذبہ پیدا ہوگا مہنگے کپڑے خریدنے کے لیے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے سے پرہیز کریں گے۔ نیک اور زاہد لوگوں کو تقویت ملے گی جو انکساری کی زندگی بسر کرنے پر لوگوں کی تنقید کا نشانہ بنتے رہتے ہیں۔ (تاریخ اسلامی: حمیدی)

ایک روایت کے مطابق خلیفہ بننے کے بعد حضرت علیؓ دونوں پاؤں ایک جانب لٹکا کر بیٹھ جاتے اور فرماتے میں وہی شخص ہوں جس نے دنیا کو ذلیل کیا۔ آپ عاجزی انکساری اختیار کر کے خوشی محسوس کرتے اور فرماتے دنیا کے منصب دھوکے باز اور آزمائش ہیں۔ (البدایہ والنہایہ)

حضرت علیؓ لوگوں کو اپنے خاندانوں پر احسان کرنے کی ترغیب دیتے اور فرماتے:

> ''اپنے خاندان والوں پر احسان کرو کیوں کہ وہی تمہارے دست و بازو ہیں انہیں سے تمہارا دبدبہ اور سر بلند ہوگا مشکلات کے وقت وہی تمہارے ساتھی ہیں جو شخص خاندان کا بزرگ ہو اس کی عزت کرو اور اس پر احسان کرو۔ اگر کوئی بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرو اپنے معاملات میں انہیں بھی شریک رکھو ان میں اگر کوئی پریشان حال ہو تو اس پر آسانی کرو۔'' (فوائد الکلام)

حضرت علیؓ کی شخصیت سراپا حیا تھی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سوچ کر مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ کہیں گناہ میرے عفو و درگزر پر یا جہالت میری بردباری پر یا بے پردگی میری پردہ پوشی پر یا محتاجی میری سخاوت پر بھاری نہ پڑ جائے۔ (تاریخ دمشق)

جس قدر انسان کے دل میں زندگی ہوگی اسی اعتبار سے اس میں حیا و شرم زندہ ہوگی، اگر دل مکمل طور سے زندہ و بیدار ہے تو حیا بھی بدرجہ اتم موجود ہے حیا کی قلت اسی وقت ہوتی ہے جب دل اور روح مردہ ہو جاتی ہے۔ (مدارج السالکین) حیا ایمان کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے، وہ انسان کو حسن سلوک اور اعمال ثواب پر اُبھارتی ہے اور گناہوں سے روکتی ہے۔ (شرح مسلم: النوی)

Marfat.com

حضرت علیؓ فرماتے:

اے لوگو! مجھ سے چند باتیں سیکھ لو۔ اگر تم اس کی تلاش میں رات اور دن اپنی سواری دوڑا کر اسے بے دم کر دو تو بھی اس جیسی قیمتی چیز نہ پاؤ گے۔ کوئی بندہ اگر امید لگائے تو صرف اپنے رب سے اور ڈرے تو صرف اپنے گناہ سے۔ جس چیز کا علم نہ ہو اس کے بارے میں علم حاصل کرنے سے ہرگز نہ شرم کھائے اگر کسی چیز کے بارے میں پوچھا جائے جس کا جواب وہ نہیں جانتا تو یہ کہتے ہوئے ہرگز شرم محسوس نہ کرے کہ میں نہیں جانتا۔ یاد رکھو ایمان میں صبر کی وہی اہمیت ہے جو سر کی اہمیت جسم میں ہے، ایسے جسم کی کوئی وقعت نہیں جو بغیر سر کے ہو۔ (حلیۃ الاولیاء)

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

''صرف صبر کرنے والوں ہی کو ان کا اجر کسی شمار کے بغیر دیا جائے گا۔''

(الزمر:10)

حضرت علیؓ نے طلبہ کو تلقین فرمائی:

''اے علم کے پاسبانو! جو کچھ سیکھو اس پر عمل کرو عالم وہی ہے جو اپنے علم کے مطابق عمل کرے اس کے علم اور عمل میں کوئی تضاد نہ ہو۔ عنقریب ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو علم سیکھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں جائے گا۔ ان کے ظاہر و باطن میں تضاد ہو گا۔ علم و عمل میں مخالفت ہو گی وہ حلقے اور مجلسیں منعقد کریں گے اور ایک دوسرے پر فخر جتائیں گے یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی کا ہم نوا کسی دوسرے کے ساتھ بیٹھ گیا تو وہ اس پر سخت غصے ہو گا اور اسے چھوڑ دے گا۔'' ایسے لوگوں کے اعمال اس مجلس سے اُٹھ کر اللہ کے پاس ہرگز جانے والے نہیں ہیں۔ (سنن دارمی)

ایک روایت کے مطابق حضرت علیؓ کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں دو آدمی آپس میں لڑ رہے تھے۔ ایک آدمی نے شکایت کی کہ دوسرے نے اس سے بکری خریدی مگر قیمت کھوٹے سکے میں ادا کی جب میں نے اس کی رقم واپس کر دی تو اس نے مجھے تھپڑ مارا۔ آپ نے دوسرے شخص سے وضاحت طلب کی تو اس نے اپنا جرم تسلیم کیا۔ حضرت علیؓ نے مظلوم شخص کو کہا کہ وہ ظالم سے

Marfat.com

اپنا بدلہ لے مگر اس نے معاف کرنے کی اجازت مانگی، حضرت علیؓ نے فرمایا معاف کرنا تمہارا اختیار ہے آپ نے ملزم کو پندرہ کوڑے لگوائے اور فرمایا تم نے ایک بے گناہ شخص کی جو بے عزتی کی یہ اس کی سزا ہے۔ تعزیری سزا حاکم کا حق ہے۔ (تاریخ طبری)

حضرت علیؓ عادل خلیفہ تھے۔ عاصم بن کلیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ اصبہان سے مال آیا۔ آپ نے اسے سات حصّوں میں تقسیم کیا۔ اس مال میں ایک خشک روٹی بھی تھی، آپ نے اسے سات ٹکڑوں مین توڑ دیا اور ساتوں حصوں پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا پھر ان کے درمیان قرعہ اندازی کر کے فیصلہ کیا کہ پہلے کس کو دیا جائے۔ حضرت علیؓ نے اپنے دور میں عدل و مساوات کے سنہری اسلامی اصولوں پر عمل کیا۔ (الکامل فی التاریخ) ایک مرتبہ آپ نے دو عورتوں کو برابر کا کھانا اور چند درہم دیے ان عورتوں میں سے ایک عربی اور ایک عجمی تھی۔ عربی خاتون نے کہا میں عربی ہوں اور یہ عجمی ہے لہٰذا میرے برابر کیسے ہوسکتی ہے آپ نے جواب دیا اللہ کی قسم میں اس مال غنیمت میں بنو اسماعیلؑ کے لیے بنو اسحٰقؑ پر کوئی فضیلت اور برتری نہیں جانتا۔

حضرت یحییٰ بن سلمہؓ کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ نے عمرو بن سلمہؓ کو اصبہان کا عامل بنا کر بھیجا جب وہ واپس آئے تو گھی اور شہد کی مشکیں بھی ساتھ لائے۔ اطلاع پا کر علیؓ کی صاحبزادی ام کلثومؓ نے عمرو بن سلمہؓ سے گھی اور شہد مانگا۔ انہوں نے ام کلثومؓ کے پاس دو مشکیں بھجوا دیں۔ دوسرے دن حضرت علیؓ مال تقسیم فرمانے لگے تو دو مشکیں کم تھیں۔ جب ان کو علم ہوا تو آپ ام کلثومؓ سے دو مشکیں واپس منگوا لیں ان میں سے کچھ شہد اور گھی نکالا ہوا تھا حساب لگانے پر تین درہم بنے آپ نے تین درہم بھی اپنی بیٹی ام کلثومؓ سے وصول کیے۔ (الکامل فی التاریخ)

حضرت علیؓ نے پاکباز لوگوں کے بارے میں فرمایا:

''پاکباز لوگ وہ ہیں کہ جب کوئی بھلائی و نیکی کرتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں جب گناہ سرزد ہو جاتے ہیں تو استغفار کرتے ہیں جب کسی مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں تو صبر کرتے ہیں اور جب غصہ ہوتے ہیں تو درگزر کر دیتے ہیں۔'' (مروج الذہب)

''خوش خبری ہے ہر اس بندے کے لیے جو گمنام رہا اس نے سب کو پہچانا اس نے اللہ کو اس کی رضامندی سے پہچانا یہی گمنام اور خاموش طبع لوگ ہدایت

Marfat.com

کے چراغ ہیں اللہ تعالیٰ ان کے سر سے تمام مہلک فتنوں کو ٹالتا رہتا ہے وہ انہیں اپنی رحمت کے سائے میں رکھے گا۔ وہ پیٹ کے ہلکے، چغل خور، سنگ دل اور ریا کار نہیں ہیں۔" (صفتہ الصفوتہ)

ابو مطر کا بیان ہے کہ میں مسجد سے نکل رہا تھا ایک آدمی میرے پیچھے آواز دے رہا تھا اے فلاں اپنی ازار اُونچی کرلو اس سے تیرے کپڑے کی صفائی اور تیرے رب کا تقویٰ حاصل ہوگا۔ میں اس کی آواز سُن کر اس کے پیچھے چلنے لگا وہ ایک ازار پہنے ہوئے تھا اور جسم پر چادر تھی اور ہاتھ میں دُرّہ تھا جیسے کوئی خالص گنوار دیہاتی ہو۔ میں نے ایک آدمی سے پوچھا کہ یہ کون ہے اس نے کہا میرے خیال میں تم اس شہر میں اجنبی ہو، میں نے کہا ہاں میں بصرہ کا رہنے والا ہوں۔ اس نے بتایا یہ امیر المومنین حضرت علیؓ ابن طالب ہیں۔ میں نے دیکھا کہ آپ اونٹوں کے بازار دار ابن ابی معیط گئے تاجروں سے فرمایا فروخت کرو لیکن قسمیں نہ کھاؤ کیونکہ قسم سامان کو فروخت کرا دیتی ہے مگر برکت مٹا دیتی ہے۔ پھر کھجور فروشوں کے پاس گئے وہاں دیکھا کہ ایک نوکرانی عورت رو رہی تھی آپ نے رونے کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ اس آدمی نے ایک درہم کی کھجوریں مجھے دیں تھیں میرا مالک یہ کھجوریں نہیں لینا چاہتا اب یہ دکان دار کھجوریں واپس لے کر میرا درہم دینے کے لیے تیار نہیں ہے۔ آپ نے کھجور فروش سے کہا کہ اس خاتون کی کوئی غلطی نہیں ہے لہٰذا کھجوریں واپس لے کر اس کا درہم اس کو لوٹا دو اس نے مشورے پر عمل کیا۔ میں نے کھجور فروش کو بتایا کہ یہ امیر المومنین ہیں، اس نے کہا امیر المومنین آپ مجھ سے خوش ہیں حضرت علیؓ نے فرمایا میں تم سے خوش ہوں بشرطیکہ تم لوگوں کے حقوق ادا کرتے رہو۔ آپ نے کھجور فروشوں کو کہا مسکینوں کو کھلاؤ تمہاری کمائی میں اضافہ ہوگا اس کے بعد آپ مچھلی فروشوں کے پاس گئے اور فرمایا پانی میں مری ہوئی مچھلیاں فروخت نہ کی جائیں۔ (البدایہ والنہایہ)

حضرت علیؓ نے فرمایا بازار غلہ لانے والا رزق سے نوازا جاتا ہے اور ذخیرہ اندوزی کرنے والا گناہ گار ملعون ہے۔ حافظ ابن ابی شیبہ حکمؒ سے روایت کرتے ہیں کہ علیؓ کو ایسے شخص کے بارے میں خبر دی گئی جو لاکھوں کی نقدی سے غلّہ کی ذخیرہ اندوزی کیے ہوئے تھا، آپ نے حکم دیا کہ اس کے گودام میں آگ لگا دی جائے۔ ذخیرہ اندوزی کی ممانعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمائی تھی۔ (مسلم)

Marfat.com

حضرت علیؓ سماج میں امن برقرار رکھنے کے لیے شرپسندوں کو قید کرتے اور بیت المال سے ان کے اخراجات پورے کرتے۔ آپ نے فرمایا کہ شرپسندوں کو شر اور فساد سے روکا جائے۔ (الخراج)

علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

''حضرت علیؓ نے فرمایا اگر کوئی شخص کسی کا حق دلاتا ہے یا اس سے ظلم کا دفاع کرتا ہے تو اس کے بدلے مظلوم سے کوئی ہدیہ قبول کرنا اس کے لیے جائز نہیں۔'' (المحلی)

روایت ہے کہ حضرت علیؓ کے پاس مال غنیمت میں عجمی کفار کا سونے کا برتن لایا گیا، آپ نے اسے توڑ کر مسلمانوں میں تقسیم کرنے کا ارادہ کیا تو زمینداروں میں سے کچھ نے کہا کہ آپ یہ برتن نہ توڑیں، ہم اس کی اچھی قیمت ادا کر دیتے ہیں۔ آپ نے یہ پیش کش مسترد کر دی اور برتن توڑ کر مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ (فقہ امام علی ابن طالب)

حضرت علیؓ قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے۔ قیدی کا احترام کرتے اور اس سے احسان کرتے۔ قیدی کو بیعت کی پیش کش کرتے اگر وہ بیعت کر لیتا تو اسے آزاد کر دیتے۔ بیعت نہ کرنے کی صورت میں اس کا ہتھیار ضبط کر لیتے اور دوبارہ جنگ میں شریک نہ ہونے کا حلف لے کر اسے رہا کر دیتے۔ اگر وہ حلف دینے سے گریز کرتے تو اسے قید کر لیتے۔ (خلافہ علی ابن طالب)

حضرت علیؓ نے دین میں اختلافات کے بارے میں فرمایا:

''جب اللہ ایک، کتاب ایک اور رسول ﷺ ایک ہے تو پھر دین بھی ایک ہونا چاہیے اور جب دین ایک ہے تو ایک ہی چیز کے لیے مختلف و متضاد احکام کیونکر ہو سکتے ہیں کیونکہ حکم میں تضاد اس صورت میں ہوا کرتا ہے کہ جب حکم دینے والا پہلا حکم بھول چکا ہو یا اس پر غفلت اور مدہوشی طاری ہوگئی ہو یا جان بوجھ کر ان کو بھول بھلیوں میں رکھنا چاہتا ہو۔ اللہ اور رسول ﷺ ان چیزوں سے بالاتر ہیں لہٰذا اس اختلاف کو ان کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا بلکہ یہ اختلافات ان لوگوں کے خیالات کا نتیجہ ہیں کہ جنہوں نے قیاس آرائیوں سے دین کے نقوش کو مسخ کرنے کا تہیہ کر لیا تھا۔'' (نہج البلاغہ)

Marfat.com

حضرت علیؓ نے ایفائے عہد کے بارے میں فرمایا:

''ایفائے عہد اور سچائی دونوں کا ہمیشہ ہمیشہ کا ساتھ ہے اور میرے علم میں اس سے بڑھ کر حفاظت کی اور کوئی سپر نہیں جو شخص اپنی بازگشت کی حقیقت جان لیتا ہے وہ کبھی غداری نہیں کرتا مگر ہمارا زمانہ ایسا ہے جس میں اکثر لوگوں نے عذر و فریب کو عقل و فراست سمجھ لیا ہے اور جاہلوں نے ان کی چالوں کو حسن تدبیر سے منسوب کر دیا ہے اللہ انہیں غارت کرے انہیں کیا ہو گیا ہے۔'' (نہج البلاغہ)

حضرت علیؓ نے فتنوں کے بارے میں فرمایا:

''فتنوں کے وقوع کا آغاز وہ نفسانی خواہشات ہوتی ہیں جن کی پیروی کی جاتی ہے اور وہ نئے ایجاد کردہ احکام کہ جن میں قرآن کی مخالفت کی جاتی ہے اور جنہیں فروغ دینے کے لیے کچھ لوگ دین الٰہی کے خلاف باہم ایک دوسرے کے مددگار ہو جاتے ہیں تو اگر باطل حق کی آمیزش سے خالی ہوتا تو وہ ڈھونڈنے والوں سے پوشیدہ نہ رہتا اور اگر حق باطل کے شائبہ سے پاک صاف سامنے آتا تو عناد رکھنے والی زبانیں بھی بند ہو جائیں مگر ہوتا یہ ہے کچھ ادھر سے لیا جاتا ہے اور کچھ ادھر سے اور دونوں کو آپس میں خلط ملط کر دیا جاتا ہے اس موقع پر شیطان اپنے دوستوں پر چھا جاتا ہے اور صرف وہی لوگ بچے رہتے ہیں جن کے لیے توفیق الٰہی اور عنایت خداوندی پہلے سے موجود ہو۔'' (نہج البلاغہ)

حضرت علیؓ نے فرمایا:

''خدا اس شخص پر رحم کرے جس نے حکمت عملی کا کوئی کلمہ سنا تو اسے گرہ میں باندھ لیا ہدایت کی طرف اسے بلایا گیا تو دوڑ کر قریب ہوا۔ صحیح رہبر کا دامن تھام کر نجات پائی اللہ کو ہر وقت نظروں میں رکھا اور گناہوں سے خوف کھایا۔ عمل بے ریا پیش کیا۔ نیک کام کیے۔ ثواب کا ذخیرہ جمع کیا۔ بُری باتوں سے اجتناب برتا۔ صحیح مقصد کو پالیا۔ اپنا اجر سمیٹ لیا خواہشوں کا مقابلہ کیا۔ اُمیدوں کو جھٹلایا۔ صبر کو نجات کی سواری بنا لیا۔ موت کے لیے تقویٰ کا

Marfat.com

سازوسامان کیا۔ روشن راہ پر سوار ہوا۔ حق کی شاہراہ پر قدم جمائے۔ زندگی کی مہلت کوغنیمت جانا موت کی جانب قدم بڑھائے اور عمل کا زادراہ ساتھ تھا۔'' (نہج البلاغہ)

حضرت علیؓ نے اپنی ذات کے محاسبے کے بارے میں فرمایا:

''اللہ کے بندو اپنے نفس کو تولے جانے سے پہلے تول لو اور محاسبہ کیے جانے سے قبل خود اپنا محاسبہ کرلو گلے کا پھندا تنگ ہونے سے پہلے سانس لے لو اور سختی کے ساتھ ہنکائے جانے سے پہلے مطیع وفرمانبردار بن جاؤ اور یاد رکھو جسے اپنے نفس کے لیے یہ توفیق نہ ہو کہ وہ خود اپنے وعظ و پند کرلے اور برائیوں پر متنبہ کردے تو پھر کسی اور کی بھی پند وتوبیخ اس پر اثر نہیں کرسکتی۔'' (نہج البلاغہ)

حضرت علیؓ نے اسلام کے سنہری اُصول مساوات کے بارے میں فرمایا:

''کیا تم مجھ پر یہ امر عائد کرنا چاہتے ہو کہ میں جن لوگوں کا حکم ہوں ان پر ظلم اور زیادتی کرکے کچھ لوگوں کا تعاون حاصل کروں تو خدا کی قسم جب تک دنیا کا قصہ چلتا رہے گا اور کچھ ستارے دوسرے ستاروں کی طرف جھکتے رہیں گے میں ناانصافی نہیں کروں گا اگرچہ خود میرا مال ہوتا میں اسے سب میں برابر تقسیم کرتا چہ جائیکہ یہ اللہ کا مال ہے۔ بے اعتدالی اور فضول خرچی دنیا میں بلند مگر آخرت میں پست کرتی ہے۔ لوگوں میں عزت پیدا کرتی ہے مگر اللہ کے ہاں ذلیل کرتی ہے۔'' (نہج البلاغہ)

حضرت علیؓ نے لوگوں کو دوسروں کے عیب بیان کرنے سے روکا۔ جن لوگوں کا دامن گناہوں سے پاک ہے وہ دوسروں کے عیب بیان کرنے سے باز رہیں۔ ان کو یاد ہو کہ خدا ان کے گناہوں کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ غیبت اللہ کو پسند نہیں ہے۔ (نہج البلاغہ)

حضرت علیؓ نے جھوٹ کے بارے میں فرمایا:

اگر تمہیں کسی کی سچائی اور دیانت داری کا علم ہو تو پھر اس کے بارے میں افواہوں پر کان نہ دھرو۔ جو غلط بات ہوگی وہ خود ہی نیست و نابود ہو جائے گی۔ اللہ ہر چیز کا سننے والا اور ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔ جھوٹ وہ ہے جسے تم کہو کہ میں نے سنا سچ وہ ہے جسے تم کہو کہ میں نے دیکھا۔ (نہج البلاغہ)

Marfat.com

حضرت علیؓ نے اپنے ایک خطبے میں فرمایا:

''کوئی بدعت وجود میں نہیں آتی مگر یہ کہ اس کی وجہ سے سنت کو چھوڑنا پڑتا ہے بدعتی لوگوں سے بچو روشن طریقہ پر جمے رہو۔ پرانی باتیں ہی اچھی ہیں (دین میں) پیدا کی ہوئی نئی چیزیں بدترین ہیں۔'' (نہج البلاغہ)

حضرت علیؓ نے مسلمانوں کو تلقین کی:

''اے سننے والو اپنی سرمستیوں سے ہوش میں آؤ۔ غفلت سے آنکھیں کھولو اس دنیا کی تگ و دو کم کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر اچھی طرح غور کرو۔ ان سے کوئی گریز نہیں ہے جو ان کی خلاف ورزی کرے تم اس سے دوسری طرف رُخ پھیر لو اور اسے چھوڑ دو کہ وہ اپنے نفس کی مرضی پر چلتا رہے۔ اپنی قبر کو یاد رکھو تمہارا راستہ وہی ہے۔ جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے جو بوؤ گے وہی کاٹو گے۔'' (نہج البلاغہ)

حضرت علیؓ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے ایسی ہدایت کرنے والی کتاب نازل فرمائی ہے جس میں اچھائیوں اور بُرائیوں کو کھول کر بیان کیا ہے تم بھلائی کا راستہ اختیار کرو تاکہ ہدایت پاسکو اور بُرائی کی جانب سے رُخ موڑ لو تاکہ سیدھی راہ پر چل سکو۔ فرائض کو پیش نظر رکھو اور انہیں اللہ کے لیے بجالاؤ تاکہ یہ تمہیں جنت تک پہنچائیں۔ اللہ نے مسلمانوں کی عزت و حرمت کو تمام حرمتوں پر فضیلت دی ہے اور مسلمانوں کے حقوق کو ان کے موقع محل پر اخلاص و توحید کے دامن سے باندھ دیا ہے چنانچہ مسلمان وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں۔'' (نہج البلاغہ)

''اپنے ان سرداروں اور بڑوں کا اتباع کرنے سے ڈرو جو اپنی جاہ و حشمت پر اکڑتے اور اپنے نسب کی بلندیوں پر غرور کرتے ہوں اور بُری چیزوں کو اللہ پر ڈال دیتے ہوں اور اس کی قضا و قدر سے ٹکر لینے اور اس کی نعمتوں پر غلبہ پانے کے لیے اس کے احسانات سے یکسر انکار کر دیتے ہوں یہی لوگ تو عصبیت کی عمارت کی گہری بنیادی اور فتنہ کے ایوانوں کے ستون ہیں۔'' (نہج البلاغہ)

Marfat.com

''اگر خداوند عالم اپنے بندوں میں سے کسی کو کبر ورعونت کی اجازت دے سکتا تو وہ اپنے مخصوص انبیاء واولیاء کو اس کی اجازت دیتا۔ لیکن اس نے ان کو کبر و غرور سے بے زار ہی رکھا اور ان کے عجز وانکساری کو پسند فرمایا چنانچہ انہوں نے اپنے رخسار زمین سے پیوستہ اور چہرے خاک آلودہ رکھے۔ وہ مومنین کے آگے تواضع وانکسار سے جھکتے رہے۔ وہ کمزور اور بے بس تھے جنہیں اللہ نے بھوک سے آزمایا اور مشقت میں مبتلا کیا۔'' (نہج البلاغہ)

حضرت علیؓ نے جنگ صفین کے موقع پر لشکر کو ہدایت فرمائی:

''جب تک وہ پہل نہ کریں تم ان سے جنگ نہ کرنا۔ تم خدا کے فضل سے دلیل اور حجت رکھتے ہو تمہارا ان کو چھوڑ دینا کہ وہی پہل کریں ان پر دوسری حجت ہوگی خبردار دشمن میدان چھوڑ کر بھاگ جائے تو اس کا پیچھا کر کے اسے قتل نہ کرنا۔ بے دست وپا پر ہاتھ نہ اُٹھانا۔ کسی زخمی کی جان نہ لینا اور عورتوں پر ہاتھ نہ اُٹھانا۔'' (نہج البلاغہ)

Marfat.com

اسلامی حکومت کی بنیادیں

(مالک اشتر کے نام تاریخی خط)

یہ ہے وہ فرمان جس پر کاربند رہنے کا حکم دیا ہے خدا کے بندے علی امیرالمومنین نے مالک ابن حارث اشتر کو جب مصر کا انہیں والی بنایا تا کہ وہ خراج جمع کریں دشمنوں سے لڑیں، رعایا کی فلاح و بہبود اور شہروں کی آبادی کا انتظام کریں۔

اللہ کی اطاعت

انہیں حکم ہے کہ اللہ کا خوف کریں، اس کی اطاعت کو مقدم سمجھیں اور جن فرائض و سنن کا اس نے اپنی کتاب میں حکم دیا ہے، اُن کا اتباع کریں کہ انہی کی پیروی سے سعادت اور انہی کے ٹھکرانے اور برباد کرنے سے بدبختی دامن گیر ہوتی ہے اور یہ کہ اپنے دل اور اپنی زبان سے اللہ کی نصرت میں لگے رہیں۔ کیونکہ خدائے بزرگ و برتر نے ذمہ لیا ہے کہ جو اس کی نصرت کرے گا وہ اس کی مدد کرے گا، اور جو اس کی حمایت کے لیے کھڑا ہوگا، وہ اسے عزت و سرفرازی بخشے گا۔

اس کے علاوہ انہیں حکم ہے کہ وہ نفسانی خواہشوں کے وقت اپنے نفس کو کچلیں اور اس کی منہ زوریوں کے وقت اسے روکیں کیونکہ نفس بُرائیوں ہی کی طرف لے جانے والا ہے۔ مگر یہ کہ خدا کا لطف و کرم شاملِ حال ہو۔

اے مالک! اس بات کو جانے رہو کہ تمہیں ان علاقوں کی طرف بھیج رہا ہوں کہ جہاں تم سے پہلے عادل اور ظالم کئی حکومتیں گزر چکی ہیں اور لوگ تمہارے طرزِ عمل کو اسی نظر سے دیکھیں گے۔ جس نظر سے تم اپنے اگلے حکمرانوں کے طور طریقے کو دیکھتے رہے ہو اور تمہارے بارے میں بھی وہی کہیں گے جو تم ان حکمرانوں کے بارے میں کہتے ہو۔ یہ یاد رکھو کہ خدا کے نیک بندوں کا پتہ چلتا ہے اسی نیک نامی سے جو انہیں بندگانِ الٰہی میں خدا نے دے رکھی ہے۔ لہٰذا ہر ذخیرے

Marfat.com

سے زیادہ پسند تمہیں نیک اعمال کا ذخیرہ ہونا چاہیے۔ اپنی خواہشوں پر قابو رکھو، اور جو مشاغل تمہارے لیے حلال نہیں، ان میں صرف کرنے سے اپنے نفس کے ساتھ بخل کرو کیونکہ نفس کے ساتھ بخل کرنا ہی اس کے حق کو ادا کرنا ہے۔ چاہے وہ خود اسے پسند کرے یا ناپسند۔ رعایا کے لیے اپنے دل کے اندر رحم، الفت اور لطف و محبت کو جگہ دو۔ ان کے لیے پھاڑ کھانے والا درندہ نہ بن جاؤ کہ انہیں نگل جانا غنیمت سمجھتے ہو۔ اس لیے کہ رعایا میں دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک تو تمہارے دینی بھائی اور دوسرے تمہارے جیسی مخلوق خدا۔ ان سے لغزشیں بھی ہوں گی۔ خطاؤں سے بھی انہیں سابقہ پڑے گا اور ان کے ہاتھوں سے جان بوجھ کر یا بھولے سے غلطیاں بھی ہوں گی۔ تم ان سے اسی طرح عفو درگزر سے کام لینا جس طرح اللہ سے اپنے لیے عفو درگزر کو پسند کرتے ہو۔ اس لیے کہ تم ان پر حاکم ہو اور تمہارے اُوپر تمہارا امام حاکم ہے اور جس (امام) نے تمہیں والی بنایا ہے اس کے اُوپر اللہ ہے اور اس نے تم سے ان لوگوں کے معاملات کی انجام دہی چاہی ہے اور ان کے ذریعہ تمہاری آزمائش کی ہے اور دیکھو، خبردار! اللہ سے مقابلہ کے لیے نہ اترنا۔ اس لیے کہ اس کے غضب کے سامنے تم بے بس ہو، اور اس کے عفو و رحمت سے بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ تمہیں کسی کو معاف کر دینے پر پچھتانا، اور سزا دینے پر اترانا نہیں چاہیے۔ غصہ میں جلد بازی سے کام نہ لو۔ جب کہ اس کے ٹال دینے کی گنجائش ہو، کبھی یہ نہ کہنا کہ میں حاکم بنایا گیا ہوں، لہٰذا میرے حکم کے آگے سر تسلیم خم ہونا چاہیے، کیونکہ یہ دل میں فساد پیدا کرنے، دین کو کمزور بنانے اور بربادیوں کو قریب لانے کا سبب ہے اور کبھی حکومت کی وجہ سے غرور پیدا ہو تو اپنے سے بالاتر اللہ کے مالک کی عظمت کو دیکھو اور خیال کرو کہ وہ تم پر وہ قدرت رکھتا ہے کہ جو خود تم اپنے آپ پر نہیں رکھتے۔ یہ چیز تمہاری رعونت و سرکشی کو دبا دے گی، اور تمہاری طغیانی کو روک دے گی، تمہاری کھوئی ہوئی عقل کو پلٹا دے گی۔

خبردار! کبھی اللہ کے ساتھ اس کی عظمت میں نہ ٹکراؤ اور اس کی شان و جبروت سے ملنے کی کوشش نہ کرو، کیونکہ اللہ ہر جبار و سرکش کو نیچا دکھاتا ہے اور ہر مغرور کے سر کو جھکا دیتا ہے۔

حقوق العباد

اپنی ذات کے بارے میں اور اپنے خاص عزیزوں اور رعایا میں سے اپنے لیے ناپسند افراد کے معاملے میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کے متعلق بھی انصاف کرنا۔ کیونکہ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ظالم ٹھہرو گے۔ اور جو خدا کے بندوں پر ظلم کرتا ہے تو بندوں کے بجائے اللہ اس کا حریف دشمن بن

Marfat.com

جاتا ہے اور جس کا وہ حریف و دشمن ہو، اس کی ہر دلیل کو کچل دے گا، اور وہ اللہ سے برسر پیکار رہے گا۔ یہاں تک کہ باز آئے اور توبہ کرلے۔ اور اللہ کی نعمتوں کو سلب کرنے والی اس کی عقوبتوں کو جلد بلاوا دینے والی کوئی چیز اس سے بڑھ کر نہیں ہے کہ ظلم پر باقی رہا جائے کیونکہ اللہ مظلوموں کی پکار سنتا ہے اور ظالموں کے لیے موقع کا منتظر رہتا ہے۔

تمہیں سب طریقوں سے زیادہ وہ طریقہ پسند ہونا چاہیے جو حق کے اعتبار سے بہترین، انصاف کے لحاظ سے سب کو شامل اور رعایا کے زیادہ سے زیادہ افراد کی مرضی کے مطابق ہو، کیونکہ عوام کی ناراضگی خواص کی رضامندی کو بے اثر بنا دیتی ہے اور خواص کی ناراضگی عوام کی رضامندی کے ہوتے ہوئے نظر انداز کی جاسکتی ہے اور یہ یاد رکھو! کہ رعیت میں خواص سے زیادہ کوئی ایسا نہیں کہ جو خوش حالی کے وقت حاکم پر بوجھ بننے والا۔ مصیبت کے وقت امداد سے کترا جانے والا، انصاف پر ناک بھوں چڑھانے والا، طلب وسوال کے موقع پر پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑ جانے والا، بخشش پر کم شکرگزار ہونے والا، محروم کردیے جانے پر بمشکل عذر سننے والا اور زمانہ کی ابتلاؤں پر بے صبری دکھانے والا ہو اور دین کا مضبوط سہارا، مسلمانوں کی قوت اور دشمن کے مقابلہ میں سامان دفاع یہی امت کے عوام ہوتے ہیں لہٰذا تمہاری پوری توجہ اور تمہارا پورا رُخ انہی کی جانب ہونا چاہیے۔

اور تمہاری رعایا میں تم سے سب زیادہ دور اور سب سے زیادہ تمہیں ناپسند وہ ہونا چاہیے، جو لوگوں کی عیب جوئی میں زیادہ لگا رہتا ہو۔ کیونکہ لوگوں میں عیب تو ہوتے ہی ہیں۔ حاکم کے لیے انتہائی شایان یہ ہے کہ ان پر پردہ ڈالے۔ لہٰذا جو عیب تمہاری نظروں سے اوجھل ہوں انہیں نہ اچھالنا۔ کیونکہ تمہارا کام انہی عیبوں کو مٹانا کہ جو تمہارے اوپر ظاہر ہوں، اور وہ جو چھپے ڈھکے ہوں۔ ان کا فیصلہ اللہ کے ہاتھ ہے اس لیے جہاں تک بن پڑے عیبوں کو چھپاؤ تاکہ اللہ بھی تمہارے ان عیوب کی پردہ پوشی کرے جنہیں تم رعیت سے پوشیدہ رکھنا چاہتے ہو، لوگوں سے کینہ کی ہر گرہ کو کھول دو اور دشمنی کی ہر رسی کاٹ دو، اور ہر ایسے رویہ سے جو تمہارے لیے مناسب نہیں بے خبر بن جاؤ اور چغل خور کی جھٹ سے ہاں میں ہاں نہ ملاؤ۔ کیونکہ وہ فریب کار ہوتا ہے۔ اگرچہ خیرخواہوں کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

وزیر اور مشیر

اپنے مشورہ میں کسی بخیل کو شریک نہ کرنا کہ وہ تمہیں دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنے سے

Marfat.com

روکے گا، اور فقر و افلاس کا خطرہ دلائے گا اور نہ کسی بزدل سے مہمات میں مشورہ لینا کہ وہ تمہاری ہمت پست کر دے گا اور نہ کسی لالچی سے مشورہ کرنا کہ وہ ظلم کی راہ سے مال بٹورنے کو تمہاری نظروں میں سجا دے گا۔ یاد رکھو! کہ بخل، بزدلی، اور حرص اگرچہ الگ الگ خصلتیں ہیں مگر اللہ سے بدگمانی ان سب میں شریک ہے تمہارے لیے سب سے بدتر وزیر وہ ہوگا، جو تم سے پہلے بدکرداروں کا وزیر اور گناہوں میں ان کا شریک رہ چکا ہے اس قسم کے لوگوں کو تمہارے مخصوص افراد میں سے نہ ہونا چاہیے کیونکہ وہ گنہگاروں کے معاون اور ظالموں کے ساتھی ہوتے ہیں۔ ان کی جگہ تمہیں ایسے لوگ مل سکتے ہیں جو تدبیر و رائے اور کارکردگی کے اعتبار سے ان کے مثل ہوں گے مگر ان کی طرح گناہوں کی گرانباریوں میں دبے ہوئے نہ ہوں جنہوں نے نہ کسی ظالم کی اس کے ظلم میں مدد کی ہو اور نہ کسی گنہگار کا اس کے گناہ میں ہاتھ بٹایا ہو، ان کا بوجھ تم پر ہلکا ہوگا اور یہ تمہارے بہترین معاون ثابت ہوں گے اور تمہاری طرف محبت سے جھکنے والے ہوں گے اور تمہارے علاوہ دوسروں سے ربط ضبط نہ رکھیں گے انہیں کو تم خلوت و جلوت میں اپنا مصاحب خاص ٹھہرانا پھر تمہارے نزدیک ان میں زیادہ ترجیح ان لوگوں کو ہونا چاہیے کہ جو حق کی کڑوی باتیں تم سے کھل کر کہنے والے ہوں اور ان چیزوں میں کہ جنہیں اللہ اپنے مخصوص بندوں کے لیے ناپسند کرتا ہے تمہاری بہت کم مدد کرنے والے ہوں چاہے وہ تمہاری خواہشوں سے کتنی ہی میل کھاتی ہوں۔ پرہیزگاروں اور راست بازوں سے اپنے کو وابستہ رکھنا۔ پھر انہیں اس کا عادی بنانا کہ وہ تمہارے کسی کارنامہ کے بغیر تمہاری تعریف کر کے تمہیں خوش نہ کریں۔ کیونکہ زیادہ مداح سرائی غرور پیدا کرتی ہے اور سرکشی کی منزل سے قریب کر دیتی ہے اور تمہارے نزدیک نیکوکار اور بدکردار دونوں برابر نہ ہوں اس لیے کہ ایسا کرنے سے نیکوں کو نیکی سے دور کرنا اور بُروں کو بدی پر آمادہ کرنا ہے ہر شخص کو اسی کی منزلت پر رکھو، جس کا وہ مستحق ہے اور اس بات کو یاد رکھو کہ حاکم کو اپنی رعایا پر پورا اعتماد اسی وقت کرنا چاہیے جب کہ وہ ان سے حسن سلوک کرتا ہو اور ان پر بوجھ نہ لادے اور انہیں ایسی ناگوار چیزوں پر مجبور نہ کرے۔ جو ان کے بس میں نہ ہوں۔ تمہیں ایسا رویہ اختیار کرنا چاہیے کہ اس حسن سلوک سے تمہیں رعیت پر پورا اعتماد ہو سکے۔ کیونکہ یہ اعتماد ہی تمہاری طویل اندرونی اُلجھنوں کو ختم کر دے گا اور سب سے زیادہ تمہارے اعتماد کے وہ مستحق ہیں جن کے ساتھ تم نے اچھا سلوک کیا ہو اور سب سے زیادہ بے اعتمادی کے مستحق وہ ہیں جن سے تمہارا برتاؤ اچھا نہ رہا ہو۔

اور دیکھو! اس اچھے طور طریقے کو ختم نہ کرنا کہ جس پر اس امت کے بزرگ چلتے رہے ہیں

Marfat.com

اور جس سے اتحاد و یک جہتی پیداوار رعیت کی اصلاح ہوئی ہے اور ایسے طریقے ایجاد نہ کرنا کہ جو پہلے طریقوں کو کچھ ضرر پہنچائیں اگر ایسا کیا تو نیک روش کے قائم کر جانے والوں کو ثواب تو ملتا رہے گا، مگر انہیں ختم کر دینے کا گناہ تمہاری گردن پر ہوگا اور اپنے شہروں کے اصلاحی امور کو مستحکم کرنے اور ان چیزوں کے قائم کرنے میں کہ جن سے اگلے لوگوں کے حالات مضبوط رہے تھے علماء و حکماء کے ساتھ باہمی مشورہ اور بات چیت کرتے رہنا۔

اور تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ رعایا میں کئی طبقے ہوتے ہیں جن کی فلاح و بہبود ایک دوسرے سے وابستہ ہوتی ہیں اور وہ ایک دوسرے سے بے نیاز نہیں ہو سکتے ان میں سے ایک طبقہ وہ ہے جو اللہ کی راہ میں کام آنے والے فوجیوں کا ہے۔ دوسرا طبقہ وہ ہے جو عمومی و خصوصی تحریروں کا کام انجام دیتا ہے۔ تیسرا انصاف کرنے والے قضاۃ کا ہے۔ چوتھا حکومت کے وہ عمال جن سے امن اور انصاف قائم ہوتا ہے۔ پانچواں خراج دینے والے مسلمان اور جزیہ دینے والے ذمیوں کا۔ چھٹا تجارت پیشہ و اہل حرفہ کا۔ ساتواں فقراء و مساکین کا وہ طبقہ ہے کہ جو سب سے پست ہے اور اللہ نے ہر ایک کا حق معین کر دیا ہے اور اپنی کتاب یا سنت نبوی ﷺ میں اس کی حد بندی کر دی اور وہ (مکمل) دستور ہمارے پاس محفوظ ہے۔

فوج

(پہلا طبقہ) فوجی دستے یہ بحکم خدا رعیت کی حفاظت کا قلعہ، فرمانرواؤں کی زینت، دین و مذہب کی قوت اور امن کی راہ ہیں۔ رعیت کا نظم و نسق انہی سے قائم رہ سکتا ہے اور فوج کی زندگی کا سہارا وہ خراج ہے جو اللہ نے اس کے لیے معین کیا ہے کہ جس سے وہ دشمنوں سے جہاد کرنے میں تقویت حاصل کرتے اور اپنی حالت کو درست بناتے اور ضروریات کو بہم پہنچاتے ہیں۔ پھر ان دونوں طبقوں کے نظم و بقا کے لیے تیسرے طبقے کی ضروریات ہے کہ جو قضاۃ، عمال اور منشیان دفاتر کا ہے کہ جن کے ذریعے باہمی معاہدوں کی مضبوطی اور خراج اور دیگر منافع کی جمع آوری ہوتی ہے اور معمولی اور غیر معمولی معاملوں میں ان کے ذریعے وثوق و اطمینان حاصل کیا جاتا ہے اور سب کا دارومدار سوداگروں اور صناعوں پر ہے کہ وہ ان کی ضروریات کو فراہم کرتے ہی بازار لگاتے ہیں اور اپنی کاوشوں سے ان کی ضروریات کو مہیا کر کے انہیں خود مہیا کرنے سے آسودہ کر دیتے ہیں اس کے بعد پھر فقیروں اور ناداروں کا طبقہ ہے جن کی اعانت و دستگیری ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان

Marfat.com

سب کے گزارے کی صورتیں پیدا کر رکھی ہیں اور ہر طبقے کا حاکم پر حق قائم ہے کہ وہ ان کے لیے اتنا مہیا کرے جو ان کی حالت درست کر سکے اور حاکم خدا کے ان تمام ضروری حقوق سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا مگر اسی صورت میں کہ پوری طرح کوشش کرے اور اللہ سے مدد مانگے اور اپنے کو حق پر ثابت و برقرار رکھے اور چاہے اس کی طبیعت پر آسان ہو یا دشوار، بہر حال اس کو برداشت کرے فوج کا سردار اس کو بنانا جو اپنے اللہ کا اور رسول ﷺ کا اور تمہارے امام کا سب سے زیادہ خیر خواہ ہو، سب سے زیادہ پاک دامن ہو، اور بردباری میں نمایاں ہو۔ جلد غصہ میں نہ آجاتا ہو۔ عذر معذرت پر مطمئن ہو جاتا ہو۔ کمزوروں پر رحم کھاتا ہو، اور طاقتوروں کے سامنے اکڑ جاتا ہو، نہ بدخوئی اسے جوش میں لے آتی ہو، اور نہ پست ہمتی اسے بیٹھا دیتی ہو۔ پھر ایسا ہونا چاہیے کہ تم بلند خاندان، نیک گھرانے اور عمدہ روایات رکھنے والوں اور ہمت و شجاعت اور جود و سخاوت کے مالکوں سے اپنا ربط و ضبط بڑھاؤ کیونکہ یہی لوگ بزرگیوں کا سرمایہ اور نیکیوں کا سرچشمہ ہوتے ہیں۔ پھر ان کے حالات کی اس طرح دیکھ بھال کرنا، جس طرح ماں باپ اپنی اولاد کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ اگر ان کے ساتھ کوئی ایسا سلوک کرو کہ جو ان کی تقویت کا سبب ہو تو اسے بڑا نہ سمجھنا، اور اپنے کسی معمولی سلوک کو بھی غیر اہم نہ سمجھ لینا (کہ اسے چھوڑ بیٹھو) کیونکہ اس حسن سلوک سے ان کی خیر خواہی کا جذبہ اُبھرے گا اور حسن اعتماد میں اضافہ ہوگا اور اس خیال سے کہ تم نے ان کی بڑی ضرورتوں کو پورا کر دیا ہے کہیں ان کی چھوٹی ضرورتوں سے آنکھ بند نہ کر لینا۔ کیونکہ یہ چھوٹی قسم کی مہربانی کی بات بھی اپنی جگہ فائدہ بخش ہوتی ہے اور وہ بڑی ضرورتیں اپنی جگہ اہمیت رکھتی ہیں اور فوجی سرداروں میں تمہارے یہاں وہ بلند منزلت سمجھا جائے۔ جو فوجیوں کی اعانت میں برابر کا حصہ لیتا ہو اور اپنے روپے پیسے سے اتنا سلوک کرتا ہو کہ جس سے ان کا اور ان کے پیچھے رہ جانے والے بال بچوں کا بخوبی گزارا ہو سکتا ہو۔ تاکہ وہ ساری فکروں سے بے فکر ہو کر پوری یکسوئی کی ساتھ دشمن سے جہاد کریں۔ اس لیے کہ فوجی سرداروں کے ساتھ تمہارا مہربانی سے پیش آنا ان کے دلوں کو تمہاری طرف موڑ دے گا۔

حکمرانوں کے لیے سب سے بڑی آنکھوں کی ٹھنڈک اس میں ہے کہ شہروں میں عدل و انصاف برقرار رہے اور رعایا کی محبت ظاہر ہوتی رہے اور ان کی محبت اسی وقت ظاہر ہوا کرتی ہے کہ جب ان کے دلوں میں میل نہ ہو، اور ان کی خیر خواہی اسی صورت میں ثابت ہوتی ہے کہ وہ اپنے حکمرانوں کے گرد حفاظت کے لیے گھیرا ڈالے رہیں۔ ان کا اقتدار سر پڑا بوجھ نہ سمجھیں اور نہ ان کی

Marfat.com

حکومت کے خاتمہ کے لیے گھڑیاں گنیں لہٰذا ان کی امیدوں میں وسعت و کشائش رکھنا انہیں اچھے لفظوں سے سراہتے رہنا اوران کارناموں کا تذکرہ کرتے رہنا اس لیے کہ ان کے اچھے کارناموں کا ذکر بہادروں کو جوش میں لے آتا ہے اور پست ہمتوں کو اُبھارتا ہے۔ انشاء اللہ جو شخص جس کارنامے کو انجام دے اسے پہچانتے رہنا اور ایک کا کارنامہ دوسرے کی طرف منسوب نہ کر دینا اور اس کی حسن کارکردگی کا صلہ دینے میں کمی نہ کرنا، اور کبھی ایسا نہ کرنا کہ کسی شخص کی بلندی و رفعت کی وجہ سے اس کے معمولی کام کو بڑا سمجھ لو اور کسی کے بڑے کام کو اس کے پست ہونے کی وجہ سے معمولی قرار دے لو۔

جب ایسی مشکلیں تمہیں پیش آئیں کہ جن کا حل نہ ہو سکے اور ایسے معاملات کو جو مشتبہ ہو جائیں تو ان میں اللہ اور رسول ﷺ کی طرف رجوع کرو، کیونکہ خدا نے جن لوگوں کو ہدایت کرنا چاہی ہے، ان کے لیے فرمایا ہے:

> ''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، اور اس کے رسول ﷺ کی طرف رجوع کرو تو اللہ کی طرف رجوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی کتاب کی محکم آیتوں پر عمل کیا جائے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے ان متفق علیہ ارشادات پر عمل کیا جائے جن میں کوئی اختلاف نہیں۔''

پھر یہ کہ لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرنے کے لیے ایسے شخص کو منتخب کرو جو تمہارے نزدیک تمہاری رعایا میں سب سے بہتر ہو، جو واقعات کی پیچیدگیوں سے اُلجھن میں نہ پڑ جاتا ہو، اور نہ جھگڑا کرنے والوں کے رویہ سے غصہ میں آتا ہو۔ نہ اپنے کسی غلط نقطہ نظر پر اڑتا رہتا ہو، حق کو پہچان کر اس کے اختیار کرنے میں طبیعت پر بار محسوس کرتا ہو، نہ اس کا نفس ذاتی طمع پر جھک پڑتا ہو، اور نہ بغیر پوری طرح چھان بین کیے ہوئے سرسری طور پر کسی معاملہ کو سمجھ لینے پر اکتفا کرتا ہو، شک و شبہ کے موقع پر قدم روک لیتا ہو اور دلیل و حجت کو سب سے زیادہ اہمیت دیتا ہو۔ فریقین کی بحث بحثی سے اُکتا نہ جاتا ہو۔ معاملات کی تحقیق میں بڑے صبر و ضبط سے کام لیتا ہو اور جب حقیقت آئینہ ہو جاتی ہو، تو بے دھڑک فیصلہ کر دیتا ہو۔ وہ ایسا ہو جسے سراہنا مغرور نہ بنائے اور تاننا جنبہ داری پر آمادہ نہ کر دے۔ اگرچہ ایسے لوگ کم ہی ملتے ہیں۔ پھر یہ کہ تم خود ان کے فیصلوں کا بار بار جائزہ لیتے رہنا۔ دل کھول کر انہیں اتنا دینا کہ جو ان کے ہر عذر کو ختم کر دے اور لوگوں کی انہیں

Marfat.com

کوئی احتیاج نہ رہے۔ اپنے ہاں انہیں ایسے باعزت مرتبہ پر رکھو کہ تمہارے دربار کے لوگ انہیں ضرر پہنچانے کا کوئی خیال نہ کرسکیں، تاکہ وہ تمہارے التفات کی وجہ سے لوگوں کی سازش سے محفوظ رہیں اس بارے میں انتہائی بالغ نظری سے کام لینا۔ کیونکہ (اس سے پہلے) یہ دین بدکرداروں کے پنجے میں اسیر رہ چکا ہے جس میں نفسانی خواہشوں کی کارفرمائی تھی، اور اسے دنیا طلبی کا ایک ذریعہ بنالیا گیا تھا۔

پھر اپنے عہدہ داروں کے بارے میں نظر رکھنا، ان کو خوب آزمائش کے بعد منصب دینا کبھی صرف رعایت اور جانبداری کی بنا پر انہیں منصب عطا نہ کرنا۔ اس لیے کہ یہ باتیں ناانصافی اور بے ایمانی کا سرچشمہ ہیں اور ایسے لوگوں کو منتخب کرنا جو آزمودہ و غیرت مند ہوں۔ ایسے خائندانوں میں سے جو اچھے ہیں اور جن کی خدمات اسلام کے سلسلہ میں پہلے سے ہوں کیونکہ ایسے لوگ بلند اخلاق اور بے داغ عزت والے ہوتے ہیں۔ حرص وطمع کی طرف کم جھکتے ہیں، اور عواقب ونتائج پر زیادہ نظر رکھتے ہیں۔ پھر ان کی تنخواہوں کا معیار بلند رکھنا، کیونکہ اس سے انہیں اپنے نفوس کے درست رکھنے میں مدد ملے گی اور اس مال سے بے نیاز رہیں گے، جو ان ہاتھوں میں بطور امانت ہوگا۔ اس کے بعد بھی وہ تمہارے حکم کی خلاف ورزی یا امانت میں رخنہ اندازی کریں تو تمہاری حجت ان پر قائم ہوگی۔ پھر ان کے کاموں کو دیکھتے بھالتے رہنا اور سچے وفادار مخبروں کو ان پر چھوڑ دینا کیونکہ خفیہ طور پر ان کے امور کی نگرانی انہیں امانت کے برتنے اور رعیت کے ساتھ نرم رویہ رکھنے کے باعث ہوگی۔ خائن مددگاروں سے اپنا بچاؤ کرتے رہنا۔ اگر ان میں سے کوئی خیانت کی طرف ہاتھ بڑھائے اور متفقہ طور پر جاسوسوں کی اطلاعات تم تک پہنچ جائیں تو شہادت کے لیے بس اسے کافی سمجھنا اسے جسمانی طور پر سزا دینا اور جو کچھ اس نے اپنے عہدہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے سمیٹا ہے، اسے واپس لینا اور اسے ذلت کی منزل پر کھڑا کر دینا، اور خیانت کی رسوائیوں کے ساتھ اسے روشناس کرانا اور ننگ و رسوائی کا طوق اس کے گلے میں ڈال دینا۔

ایڈمنسٹریشن

مال گزاری کے معاملہ میں مال گزاری ادا کرنے والوں کا مفاد پیش نظر رکھنا، کیونکہ باج اور باج گزاروں کی بدولت ہی دوسروں کے حالات درست کیے جاسکتے ہیں سب اسی خراج اور خراج دینے والوں کے سہارے پر جیتے ہیں اور خراج کی جمع آوری سے زیادہ زمین کی آبادی کا خیال رکھنا

Marfat.com

کیونکہ خراج بھی تو زمین کی آبادی ہی سے حاصل ہو سکتا ہے جو آباد کیے بغیر خراج چاہتا ہے، وہ ملک کی بربادی اور بندگان خدا کی تباہی کا سامان کرتا ہے اور اس کی حکومت تھوڑے دنوں سے زیادہ نہیں رہ سکتی۔

اب اگر وہ خراج کی گرانباری یا کسی آفت ناگہانی یا نہری و بارانی علاقوں میں ذرائع آب پاشی کے ختم ہونے یا زمین کے سیلاب میں گھر جانے یا سیرابی کے نہ ہونے کے باعث اس کے تباہ ہونے کی شکایت کریں تو خراج میں اتنی کمی کر دو جس سے تمہیں ان کے حالات سدھرنے کی توقع ہو، اور ان کے بوجھ کو ہلکا کرنے سے تمہیں گرانی نہ محسوس ہو، کیونکہ انہیں زیر باری سے بچانا ایک ایسا ذخیرہ ہے کہ جو تمہارے ملک کی آبادی اور تمہارے قلمرو حکومت کی زیب و زیست کی صورت میں تمہیں پلٹا دیں گے اور اس کے ساتھ تم ان سے خراج تحسین اور عدل قائم کرنے کی وجہ سے بے پایاں مسرت بھی حاصل کر سکو گے اور اپنے اس حسن سلوک کی وجہ سے کہ جس کا ذخیرہ تم نے ان کے پاس رکھ دیا ہے تم (آڑے وقت پر) ان کی قوت کے بل بوتے پر بھروسا کر سکو گے اور رحم انصاف کے جلو میں سیرت عادلانہ کا تم نے انہیں خوگر بنایا ہے، اس کے سبب سے تمہیں ان پر وثوق و اعتماد ہو سکے گا، اس کے بعد ممکن ہے کہ ایسے حالات بھی پیش آئیں کہ جن میں تمہیں ان پر اعتماد کرنے کی ضرورت ہو تو وہ انہیں بطیب خاطر جھیل لے جائیں گے۔ کیونکہ ملک آباد ہے تو جیسا بوجھ اس پر لادو گے، وہ اٹھا لے گا اور زمین کی تباہی تو اس سے آتی ہے کہ کاشتکاروں کے ہاتھ تنگ ہو جائیں اور ان کی تنگ دستی اس وجہ سے ہوتی ہے کہ حکام مال و دولت کے سمیٹنے پر تل جاتے ہیں اور انہیں اپنے اقتدار کے ختم ہونے کا کھٹکا لگا رہتا ہے اور عبرتوں سے بہت کم فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں۔

پھر یہ کہ اپنے منشیان دفاتر کی اہمیت پر نظر رکھنا اپنے معاملات ان کے سپرد کرنا جو ان میں بہتر ہوں اور اپنے ان فرامین کو جن میں مخفی تدابیر اور (مملکت کے) رموز و اسرار درج ہوتے ہیں، خصوصیت کے ساتھ ان کے حوالے کرنا جو سب سے زیادہ اچھے اخلاق کے مالک ہوں، جنہیں اعزاز کا حاصل ہونا سرکش نہ بنائے کہ وہ بھری محفلوں میں تمہارے خلاف کچھ کہنے کی جرأت کرنے لگیں اور ایسے بے پروانہ ہوں کہ لین دین کے بارے میں جو تم سے متعلق ہوں تمہارے کارندوں کے خطوط تمہارے سامنے پیش کرنے اور ان کے مناسب جوابات روانہ کرنے میں کوتاہی کرتے ہوں اور وہ تمہارے حق میں جو معاہدہ کریں اس میں کوئی خامی نہ رہنے دیں اور نہ تمہارے خلاف

Marfat.com

کسی ساز باز کا توڑ کرنے میں کمزوری دکھائیں اور وہ معاملات میں اپنے صحیح مرتبہ اور مقام سے نا آشنا نہ ہوں کیونکہ جو اپنا صحیح مقام نہیں پہچانتا وہ دوسروں کے قدر و مقام سے اور بھی زیادہ ناواقف ہوگا۔ پھر یہ کہ ان کا انتخاب تمہیں اپنی فراست، خوش اعتمادی اور حسن ظن کی بنا پر نہ کرنا چاہیے، کیونکہ لوگ تصنع اور حسن خدمات کے ذریعہ حکمرانوں کی نظروں میں سما کر تعارف کی راہیں نکال لیا کرتے ہیں۔ حالانکہ ان میں ذرا بھی خیر خواہی اور امانت داری کا جذبہ نہیں ہوتا۔ لیکن تم انہیں ان خدمات سے پرکھو۔ جو تم سے پہلے وہ نیک حاکموں کے ماتحت رہ کر انجام دے چکے ہوں تو جو عوام میں نیک نام اور امانت داری کے اعتبار سے زیادہ مشہور ہوں ان کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ کرو۔ اس لیے کہ ایسا کرنا اس کی دلیل ہوگا کہ تم اللہ کے مخلص اور اپنے امام کے خیر خواہ ہو۔ تمہیں محکمہ تحریر کے ہر شعبہ پر ایک ایک افسر مقرر کرنا چاہیے جو اس شعبہ کے بڑے سے بڑے کام سے عاجز نہ ہو، اور کام کی زیادتی سے بوکھلا نہ اُٹھے یاد رکھو! کہ ان منشیوں میں جو بھی عیب ہوگا اور تم اس سے آنکھ بند رکھو گے، اس کی ذمہ داری تم پر ہوگی۔

پھر تمہیں تاجروں اور صناعوں کے خیال اور ان کے ساتھ اچھے برتاؤ کی ہدایت کی جاتی ہے اور تمہیں دوسروں کو ان کے متعلق ہدایت کرنا ہے خواہ وہ ایک جگہ رہ کر بیوپار کرنے والے ہوں یا پھیری لگا کر بیچنے والے ہوں یا جسمانی مشقت (مزدوری یا دستکاری) سے کمانے والے ہوں کیونکہ یہی منافع کا سرچشمہ اور ضروریات کے مہیا کرنے کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ یہ لوگ ان ضروریات کو خشکیوں تریوں، میدانی علاقوں اور پہاڑوں ایسے دور افتادہ مقامات سے درآمد کرتے ہیں اور ایسی جگہوں سے کہ جہاں لوگ پہنچ نہیں سکتے اور نہ وہاں جانے کی ہمت کر سکتے ہیں۔ یہ لوگ امن پسند اور صلح جو ہوتے ہیں۔ ان سے کسی فساد اور شورش کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ یہ لوگ تمہارے سامنے ہوں یا جہاں جہاں دوسرے شہروں میں پھیلے ہوئے ہوں تم ان کی خبر گیری کرتے رہنا۔ ہاں! اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھو کہ ان میں ایسے بھی ہوتے ہیں جو انتہائی تنگ نظر اور بڑے کنجوس ہوتے ہیں جو نفع اندوزی کے لیے مال روک رکھتے ہیں اور اُونچے نرخ معین کر لیتے ہیں۔ یہ چیز عوام کے لیے نقصان دہ، اور حکام کی بدنامی کا باعث ہوتی ہے۔ لہٰذا ذخیرہ اندوزی سے منع کرنا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ممانعت فرمائی ہے اور خرید و فروخت صحیح ترازوؤں اور مناسب نرخوں کے ساتھ بسہولت ہونا چاہیے کہ نہ بیچنے والے کو نقصان ہو اور نہ خریدنے والے کو خسارہ

Marfat.com

ہو اس کے بعد بھی کوئی ذخیرہ اندوزی کے جرم کا مرتکب ہو تو اسے مناسب حد تک سزا دینا۔

غریب عوام

پھر خصوصیت کے ساتھ اللہ کا خوف کرنا پسماندہ افتادہ طبقہ کے بارے میں جن کا کوئی سہارا نہیں ہوتا، وہ مسکینوں محتاجوں، فقیروں اور معذوروں کا طبقہ ہے ان میں کچھ تو ہاتھ پھیلا کر مانگنے والے ہوتے ہیں اور کچھ کی صورت سوال ہوتی ہے۔ اللہ کی خاطر ان بے کسوں کے بارے میں اس کے اس حق کی حفاظت کرنا جس کا اس نے تمہیں ذمہ دار بنایا ہے۔ ان کے لیے ایک حصہ بیت المال سے معین کر دینا اور ایک حصہ ہر شہر کے اس غلہ میں سے دینا جو اسلامی غنیمت کی زمینوں سے حاصل ہوا ہو، کیونکہ اس میں دور والوں کا اتنا ہی حصہ ہے جتنا نزدیک والوں کا ہے اور تم ان سب کے حقوق کی نگہداشت کے ذمہ دار بنائے گئے ہو۔ لہٰذا تمہیں دولت کی سرمستی ان سے غافل نہ کر دے کیونکہ کسی معمولی بات کو اس لیے نظر انداز نہیں کیا جائے گا کہ تم نے بہت سے اہم کاموں کو پورا کر دیا ہے۔ لہٰذا اپنی توجہ ان سے نہ ہٹانا اور نہ تکبر کے ساتھ ان کی طرف سے اپنا رُخ پھیرنا اور خصوصیت کے ساتھ خبر رکھو ایسے افراد کی جو تم تک پہنچ نہیں سکتے۔ جنہیں آنکھیں دیکھنے سے کراہت کرتی ہوں گی اور لوگ انہیں حقارت سے ٹھکراتے ہوں گے۔ تم ان کے لیے اپنے کسی بھروسے کے آدمی جو خوف خدا رکھنے والا متواضع ہو مقرر کر دینا کہ وہ ان کے حالات تم تک پہنچاتا رہے پھر ان کے ساتھ وہ طرزِ عمل اختیار کرنا جس سے کہ قیامت کے روز اللہ کے سامنے حجت پیش کر سکو کیونکہ رعیت میں دوسروں سے زیادہ یہ انصاف کے محتاج ہیں اور یوں تو سب ہی ایسے ہیں کہ تمہیں ان کے حقوق سے عہدہ برآ ہو کر اللہ کے سامنے سرخرو ہونا ہے اور دیکھو یتیموں اور سال خوردہ بوڑھوں کا خیال رکھنا، کہ جو نہ کوئی سہارا رکھتے ہیں اور نہ سوال کے لیے اُٹھتے ہیں اور یہی وہ کام ہے جو حکام پر گراں گزرا کرتا ہے، ہاں خدا ان لوگوں کے لیے جو عقبیٰ کے طلب گار رہتے ہیں، اس کی گرانیوں کو ہلکا کر دیتا ہے، وہ اسے اپنی ذات پر جھیل لے جاتے ہیں اور اللہ نے جو اُن سے وعدہ کیا ہے اس کی سچائی پر بھروسا رکھتے ہیں۔

اور تم اپنے وقت کا ایک حصہ حاجت مندوں کے لیے معین کر دینا جس میں سب کام چھوڑ کر انہی کے لیے مخصوص ہو جانا اور ان کے لیے عام دربار کرنا اور اس میں اپنے پیدا کرنے والے اللہ کے لیے تواضع وانکساری سے کام لینا اور فوجیوں، نگہبانوں اور پولیس والوں کو ہٹا دینا تا کہ کہنے

Marfat.com

والے بے دھڑک کہہ سکیں۔ کیونکہ میں نے رسول ﷺ کو کئی موقعوں پر فرماتے سنا ہے کہ ''اس قوم میں پاکیزگی نہیں آسکتی جس میں کمزوروں کو کھل کر طاقتوروں سے حق نہیں دلایا جاتا۔'' پھر یہ کہ اگر ان کے تیور بگڑیں یا صاف صاف مطلب نہ کہہ سکیں، تو اسے برداشت کرنا اور تنگ دلی اور نخوت کو ان کے مقابلہ میں پاس نہ آنے دینا۔ اس کی وجہ سے اللہ تم پر اپنی رحمت کے دامنوں کو پھیلا دے گا، اور اپنی فرماں برداری کا تمہیں ضرور اجر دے گا اور جو حسن سلوک کرنا اس طرح کہ چہرے پر شکن نہ آئے اور نہ دینا تو اچھے طریقے سے عذر خواہی کر لینا۔

پھر کچھ امور ایسے ہیں کہ جنہیں خود تم ہی کو انجام دینا چاہئیں۔ ان میں سے ایک حکام کے ان مراسلات کا جواب دینا ہے جو تمہارے منشیوں کے بس میں نہیں اور ایک لوگوں کی حاجتیں جب تمہارے سامنے پیش ہوں اور تمہارے عملہ کے ارکان ان سے جی چرائیں تو خود انہیں انجام دینا ہے۔ روز کا کام اسی روز ختم کر دیا کرو، کیونکہ ہر دن اپنے ہی کام کے لیے مخصوص ہوتا ہے اور اپنے وقت کا بہتر وافر حصہ اللہ کی عبادت کے لیے خاص کر دینا۔ اگرچہ وہ تمام کام بھی اللہ ہی کے لیے ہیں جب نیت بخیر ہو، اور ان سے رعیت کی خوش حالی ہو۔

ان مخصوص اشغال میں سے کہ جن کے ساتھ تم خلوص کے ساتھ اللہ کے لیے اپنے دینی فریضہ کو ادا کرتے ہو ان واجبات کی انجام دہی ہونا چاہیے۔ اس کی ذات سے مخصوص ہیں تم شب و روز کے اوقات میں اپنی جسمانی طاقتوں کا کچھ حصہ اللہ کے سپرد کر دو اور جو عبادت بھی تقریب الٰہی کی غرض سے بجا لانا ایسی ہو کہ نہ اس میں کوئی خلل ہو، اور نہ کوئی نقص چاہے اس میں تمہیں کتنی جسمانی زحمت اُٹھانا پڑے اور دیکھو، جب لوگوں کو نماز پڑھانا تو ایسی نہیں کہ (طول دے کر) لوگوں کو بے زار کر دو، اور نہ ایسی کہ مختصر نماز برباد ہو جائے اس لیے کہ نمازیوں میں بیمار بھی ہوتے ہیں اور ایسے بھی جنہیں کوئی ضرورت در پیش ہوتی ہے۔ چنانچہ جب مجھے نبی کریم ﷺ نے یمن کی طرف روانہ کیا تو میں نے آپ سے دریافت کیا کہ انہیں نماز کس طرح پڑھاؤں تو فرمایا کہ جیسی ان میں سب سے زیادہ کمزور ناتواں کی نماز ہو سکتی ہے، اور تمہیں مومنوں کے حال پر مہربان ہونا چاہیے۔

اس کے بعد یہ خیال رہے کہ رعایا سے عرصہ تک روپوشی اختیار نہ کرنا کیونکہ حکمرانوں کا رعایا سے چھپ کر رہنا ایک طرح کی تنگ دلی اور معاملات سے بے خبر رہنے کا سبب ہے اور یہ روپوشی

Marfat.com

انہیں بھی ان اُمور پر مطلع ہونے سے روکتی ہے کہ جن سے وہ ناواقف ہیں جس کی وجہ سے بڑی چیز ان کی نگاہ میں چھوٹی اور چھوٹی چیز بڑی، اچھائی بُرائی اور بُرائی اچھائی ہو جایا کرتی ہے اور حق باطل کے ساتھ مل جل جاتا ہے اور حکمران بھی آخر ایسا ہی بشر ہوتا ہے۔ جو ناواقف رہے گا ان معاملات سے جو لوگ اس سے پوشیدہ کریں، اور حق کی پیشانی پر کوئی نشان نہیں ہوا کرتے کہ جس کے ذریعے جھوٹ سے سچ کی قسموں کو الگ کر کے پہچان لیا جائے اور پھر تم دو ہی طرح کے آدمی ہو سکتے ہو یا تو تم ایسے ہو کہ تمہارا نفس حق کی ادائیگی کے لیے آمادہ ہے تو پھر واجب حقوق ادا کرنے اور اچھے کام کر گزرنے سے منہ چھپانے کی ضرورت کیا، اور یا تم ایسے ہو کہ لوگوں کو تم سے کورا جواب ہی ملنا ہے تو جب لوگ تمہاری عطا سے مایوس ہو جائیں گے تو خود ہی بہت جلد تم سے مانگنا چھوڑ دیں گے اور پھر یہ کہ لوگوں کی اکثر ضرورتیں ایسی ہوں گی جن سے تمہاری جیب پر کوئی بار نہیں پڑتا۔ جیسے کسی کے ظلم کی شکایت یا کسی معاملہ میں انصاف کا مطالبہ۔

اس کے بعد معلوم ہونا چاہیے کہ حکام کے کچھ خواص اور سر چڑھے لوگ ہوا کرتے ہیں جن میں خود غرضی دست درازی اور بدمعاملگی ہوا کرتی ہے تم کو ان حالات کے پیدا ہونے کی وجوہ ختم کر کے اس گندے مواد کو ختم کر دینا چاہیے۔ کسی ایسی زمین پر قبضہ کرنے کی جو آبپاشی یا کسی مشترکہ معاملہ میں اس کے آس پاس کے لوگوں کے لیے ضرر کی باعث ہو، یوں کہ اس کا بوجھ دوسرے پر ڈال دے اس صورت میں اس کے خوش گوار مزے تو اس کے لیے ہوں گے نہ تمہارے لیے مگر اس کا بدنما دھبّا دنیا و آخرت میں تمہارے دامن پر رہ جائے گا۔

اور جس پر جو حق عائد ہوتا ہو، اس پر اس حق کو نافذ کرنا چاہیے۔ وہ تمہارا اپنا ہو یا بیگانہ ہو اور اس کے بارے میں تحمل سے کام لینا اور ثواب کے اُمیدوار رہنا چاہیے اس کی زد تمہارے کسی قریبی عزیز یا کسی مصاحبِ خاص پر کیسی ہی پڑتی ہو اور اس میں تمہاری طبیعت کو جو گرانی محسوس ہو اور اس کے اخروی نتیجہ کو پیش نظر رکھنا کہ اس کا انجام بہر حال اچھا ہو گا۔

اور اگر رعیت کو تمہارے بارے میں کبھی یہ بدگمانی ہو جائے کہ تم نے اس پر ظلم زیادتی کی ہے تو اپنے عذر کو واضح طور سے پیش کر دو، اور عذر واضح کر کے ان کے خیالات کو بدل دو اس سے تمہارے نفس کی تربیت ہو گی اور رعایا پر مہربانی ثابت ہو گی اور اس عذر آوری سے ان کو حق پر استوار کرنے کا مقصد تمہارا پورا ہو گا۔

Marfat.com

اگر دشمن ایسی صلح کی تمہیں دعوت دے کہ جس میں اللہ کی رضامندی ہو، تو اسے کبھی ٹھکرا نہ دینا۔ کیونکہ صلح میں تمہارے لشکر کے لیے آرام و راحت خود تمہارے لیے فکروں سے نجات اور شہروں کے لیے امن کا سامان ہے۔ لیکن صلح کے بعد دشمن سے چوکنا اور خوب ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دشمن قرب حاصل کرتا ہے۔ تا کہ تمہاری غفلت سے فائدہ اُٹھائے لہٰذا احتیاط کو ملحوظ رکھو، اور اس بارے میں حسن ظن سے کام نہ لو اور اگر اپنے اور دشمن کے درمیان کوئی معاہدہ کرو یا اسے اپنے دامن میں پناہ دو، تو پھر عہد کی پابندی کرو، وعدہ کا لحاظ رکھو اور اپنے قول قرار کی حفاظت کے لیے اپنی جان کو سپر بنا دو۔ کیونکہ اللہ کے فرائض میں سے ایفائے عہد کی بڑی اہمیت ہے اور مسلمانوں کے علاوہ مشرکوں تک نے اپنے درمیان معاہدوں کی پابندی کی ہے۔ اس لیے کہ عہد شکنی کے نتیجہ میں انہوں نے تباہیوں کا اندازہ کیا تھا لہٰذا اپنے عہد و پیمان میں غداری اور قول و قرار میں بدعہدی نہ کرنا اور اپنے دشمن پر اچانک حملہ نہ کرنا۔ اللہ نے عہد و پیمان کی پابندی کو امن کا پیغام قرار دیا ہے کہ جسے اپنی رحمت سے بندوں میں عام کر دیا ہے، اور ایسی پناہ گاہ بنایا ہے کہ جس کے دامن حفاظت میں پناہ لینے اور اس کے جوار میں منزل کرنے کے لیے وہ تیزی سے بڑھتے ہیں لہٰذا اس میں کوئی جلسازی، فریب کاری اور مکاری نہ ہونا چاہیے، اور ایسا کوئی معاہدہ کرو ہی نہ، جس میں تاویلوں کی ضرورت پڑنے کا امکان ہو، اور معاہدہ کے پختہ اور طے ہو جانے کے بعد اس کے کسی مبہم لفظ کے دوسرے معنی نکال کر فائدہ اُٹھانے کی کوشش نہ کرو، اور اس عہد و پیمان خداوندی میں کسی دشواری کا محسوس ہونا تمہارے لیے اس کا باعث نہ ہونا چاہیے کہ تم اسے ناحق منسوخ کرنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ ایسی دشواریوں کو جھیل لے جانا کہ جن سے چھٹکارے کی اور انجام بخیر ہونے کی اُمید ہو۔ اس بدعہدی کرنے سے بہتر ہے، جس کے بُرے انجام کا تمہیں خوف اور اس کا اندیشہ ہو کہ اللہ کے یہاں تم سے اس پر کوئی جواب دہی ہو گی اور اس طرح تمہاری دنیا اور آخرت دونوں کی تباہی ہو گی۔

دیکھو! ناحق خونریزوں سے دامن بچائے رکھنا کیونکہ عذاب الٰہی سے قریب اور پاداش کے لحاظ سے سخت اور نعمتوں کے سلب ہونے اور عمر کے خاتمہ کا سبب ناحق خونریزی سے زیادہ کوئی شے نہیں ہے اور قیامت کے دن اللہ سبحانہ، سب سے پہلے جو فیصلہ کرے گا، وہ انہی خونوں کا جو بندگان خدا نے ایک دوسرے کے بہائے ہیں۔ لہٰذا ناحق خون بہا کر اپنے اقتدار کو مضبوط کرنے کی

Marfat.com

کبھی کوشش نہ کرنا کیونکہ یہ چیز اقتدار کو کمزور اور کھوکھلا کر دینے والی ہوتی ہے بلکہ اس کی بنیادوں سے ہلا کر دوسروں کو سونپ دینے والی اور جان بوجھ کر قتل کے جرم میں اللہ کے سامنے تمہارا کوئی عذر چل سکے گا، نہ میرے سامنے کیونکہ اس میں قصاص ضروری ہے اور اگر غلطی سے تم اس کے مرتکب ہو جاؤ، اور سزا دینے میں تمہارا کوڑا یا تلوار یا ہاتھ حد سے بڑھ جائے اس لیے کہ کبھی گھونسا اور اس سے بھی چھوٹی ضرب ہلاکت کا سبب ہو جایا کرتی ہے تو ایسی صورت میں اقتدار کے نشہ میں بے خود ہو کر مقتول کا خون بہا اس کے وارثوں تک پہنچانے میں کوتاہی نہ کرنا۔

اور دیکھو خود پسندی سے بچتے رہنا اور اپنی جو باتیں اچھی معلوم ہوں اور ان پر اترانا نہیں اور نہ لوگوں کے بڑھا چڑھا کر سراہنے کو پسند کرنا، کیونکہ شیطان کو جو مواقع ملا کرتے ہیں۔ ان میں یہ سب سے زیادہ اس کے نزدیک بھروسے کا ذریعہ ہے کہ وہ اس طرح نیکوکاروں کی نیکیوں پر پانی پھیر دے۔

اور رعایا کے ساتھ نیکی کر کے کبھی احسان نہ جتانا اور جو ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا اسے زیادہ نہ سمجھنا اور ان سے وعدہ کر کے بعد میں وعدہ خلافی نہ کرنا۔ کیونکہ احسان جتانا نیکی کو اکارت کر دینا ہے اور اپنی بھلائی کو زیادہ خیال کرنا حق کی روشنی کو ختم کر دینا ہے اور وعدہ خلافی سے اللہ بھی ناراض ہوتا ہے اور بندے بھی چنانچہ اللہ سبحانہ، خود فرماتا ہے:

''خدا کے نزدیک یہ بڑی ناراضگی کی چیز ہے کہ تم جو کہو اسے کرو نہیں۔''

اور دیکھو! وقت سے پہلے کسی کام میں جلد بازی نہ کرنا اور جب اس کا موقع آجائے تو پھر کمزوری نہ دکھانا اور جب صحیح صورت سمجھ میں نہ آئے، تو اس پر مصر نہ ہونا اور جب طریق کار واضح ہو جائے تو پھر سستی نہ کرنا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز کو اس کی جگہ پر رکھو، اور ہر کام کو اس کے موقع پر انجام دو۔

اور دیکھو! جن چیزوں میں سب لوگوں کا حق برابر ہوتا ہے اسے اپنے لیے مخصوص نہ کر لینا اور قابل لحاظ حقوق سے غفلت نہ برتنا جو نظروں کے سامنے نمایاں ہوں کیونکہ دوسروں کے لیے یہ ذمہ داری تم پر عائد ہے اور مستقبل قریب میں تمام معاملات پر سے پردہ ہٹا دیا جائے گا اور تم سے مظلوم کی دادخواہی کر لی جائے گی۔ دیکھو! غضب کی تندی، سرکشی کے جوش، ہاتھ کی جنبش اور زبان کی تیزی پر ہمیشہ قابو رکھو اور ان چیزوں سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ جلد بازی سے کام نہ لو اور سزا دینے میں دیر کرو، یہاں تک کہ تمہارا غصہ کم ہو جائے اور تم اپنے اُوپر قابو پا لو، اور کبھی یہ بات تم

Marfat.com

اپنے نفس میں پورے طور پر پیدا نہیں کر سکتے جب تک اللہ کی طرف اپنی بازگشت کو یاد کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ ان تصورات کو قائم نہ رکھو۔

اور تمہیں لازم ہے کہ گزشتہ زمانہ کی چیزوں کو یاد رکھو خواہ کسی عادل حکومت کا طریق کار ہو، کوئی اچھا عمل درآمد ہو یا رسول ﷺ کی کوئی حدیث ہو، کتاب اللہ میں درج شدہ کوئی فریضہ ہو، تو ان چیزوں کی پیروی کرو، جن پر عمل کرتے ہوئے ہمیں دیکھا ہے اور ان ہدایت پر عمل کرتے رہنا جو میں نے اس عہد نامہ میں درج کی ہیں۔ ان کے ذریعہ سے میں نے اپنی حجت تم پر قائم کر دی ہے۔ تاکہ تمہارا نفس اپنی خواہشات کی طرف بڑھے تو تمہارے پاس کوئی عذر نہ ہو۔

اور میں اللہ تعالیٰ سے اس کی وسیع رحمت اور حاجات کے پورا کرنے پر عظیم قدرت کا واسطہ دے کر اس سے سوال کرتا ہوں، کہ وہ مجھے اور تمہیں اس کی توفیق بخشے جس میں اس کی رضامندی ہے کہ ہم اللہ کے سامنے اور اس کے بندوں کے سامنے ایک کھلا ہوا عذر قائم کر کے سرخرو ہوں اور ساتھ ہی بندوں میں نیک نامی اور ملک میں اچھے اثرات اور اس کی نعمت میں فراوانی اور روز افزوں عزت کو قائم رکھیں اور یہ کہ میرا اور تمہارا خاتمہ سعادت وشہادت پر ہو، بیشک ہمیں اسی کی طرف پلٹنا ہے۔

حکمران اور رعایا

سب سے بڑا حق کہ جسے اللہ سبحانہ نے واجب کیا ہے۔ حکمران کا رعیت پر اور رعیت کا حکمران پر ہے کہ جسے اللہ نے والئ و رعیت میں سے ہر ایک کے لیے فریضہ بنا کر عائد کیا ہے اور اسے ان میں ربط محبت قائم کرنے اور ان کے دین کو سرفرازی بخشنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ رعیت اسی وقت خوش حال رہ سکتی ہے جب حاکم کے طور طریقے درست ہوں اور حاکم بھی اسی وقت صلاح و درستگی سے آراستہ ہو سکتا ہے۔ جب رعیت اس کے احکام کی انجام دہی کے لیے آمادہ ہو۔ جب رعیت فرماں روا کے حقوق پورے کرے اور فرمانروا رعیت کے حقوق سے عہدہ برآ ہو تو ان میں حق باوقار، دین کی راہیں استوار اور عدل و انصاف کے نشانات برقرار ہو جائیں گے اور پیغمبر ﷺ کی سنتیں اپنے راستے پر چل نکلیں گی اور زمانہ سدھر جائے گا۔ بقائے سلطنت کی توقعات پیدا ہو جائیں گی اور دشمنوں کی حرص وطمع یاس و نا اُمیدی سے بدل جائے گی اور جب رعیت حاکم پر مسلط ہو جائے یا حاکم رعیت پر ظلم ڈھانے لگے تو اس موقع پر ہر بات میں اختلاف ہو گا۔ ظلم کے

Marfat.com

نشانات اُبھر آ گے۔ دین میں فساد بڑھ جائیں گے۔ شریعت کی راہیں متروک ہو جائیں گی۔ خواہشوں پر عمل درآمد ہوگا شریعت کے احکام ٹھکرا دیے جائیں گے۔ نفسانی بیماریاں بڑھ جائیں گی اور بڑے سے بڑے حق کو ٹھکرا دینے اور بڑے سے بڑے باطل پر عمل پیرا ہونے سے بھی کوئی نہ گھبرائے گا۔ ایسے موقع پر نیکوکار، ذلیل اور بدکردار عزت دار ہو جاتے ہیں اور بندوں پر اللہ کی عقوبتیں بڑھ جاتی ہیں۔ لہٰذا اس حق کی ادائیگی میں ایک دوسرے کو سمجھانا بجھانا اور ایک دوسرے سے بخوبی تعاون کرنا۔

ٹیکسوں کی وصولی

اللہ وحدہٗ، لاشریک کا خوف دل میں لیے ہوئے چل کھڑے ہو، اور دیکھو! کسی مسلمان کو خوفزدہ نہ کرنا اور اس (کے املاک) پر اس طرح سے نہ گزرنا کہ اسے ناگوار گزرے اور جتنا اس کے مال میں اللہ کا حق نکلتا ہو اس سے زائد نہ لینا۔ جب کسی قبیلے کی طرف جانا تو لوگوں کے گھروں میں گھسنے کے بجائے پہلے ان کے کنوؤں پر جا کر اُترنا پھر سکون و وقار کے ساتھ ان کی طرف بڑھنا یہاں تک کہ جب ان میں جا کر کھڑے ہو جاؤ تو ان پر سلام کرنا اور آداب وتسلیم میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھنا اس کے بعد ان سے کہنا کہ اے اللہ کے بندو! مجھے اللہ کے ولی اور اس کے خلیفہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ اگر تمہارے مال میں اللہ کا کوئی حق نکلتا ہے تو اسے وصول کروں لہٰذا تمہارے مال میں اللہ کا کوئی واجب الادا حق ہے کہ جسے اللہ کے ولی تک پہنچاؤ؟ اگر کوئی کہنے والا کہے کہ نہیں تو پھر اس سے دُہرا کر نہ پوچھنا اور اگر کوئی ہاں کہنے والا کہے، تو اسے ڈرائے دھمکائے یا اس پر سختی وتشدد کیے بغیر اس کے ساتھ ہو لینا اور جو سونا یا چاندی (درہم و دینار) وہ دے لے لینا اور اگر اس کے پاس گائے، بکری یا اُونٹ ہوں تو ان کے غول میں اس کی اجازت کے بغیر داخل نہ ہونا کیونکہ ان میں زیادہ حصہ تو اسی کا ہے اور جب (اجازت کے بعد) ان تک جانا تو یہ انداز اختیار نہ کرنا کہ جیسے تمہیں اس پر پورا قابو ہے اور تمہیں اس پر تشدد کرنے کا حق حاصل ہے دیکھو نہ کسی جانور کو بھڑکانا، نہ ڈرانا اور نہ اس کے بارے میں اپنے غلط رویہ سے مالک کو رنجیدہ کرنا۔ جتنا مال ہو اس کے دو حصے کر دینا اور مالک کو یہ اختیار دینا کہ وہ جو حصہ چاہے پسند کرلے اور جب وہ ایک حصہ منتخب کر لے تو اس انتخاب پر معترض نہ ہونا، یونہی ایسا ہی کرتے رہنا یہاں تک کہ بس اتنا رہ جائے جتنے سے اس مال میں جو اللہ کا حق ہے وہ پورا ہو جائے تو اسے بس تم اپنے قبضہ میں کر لینا

Marfat.com

اور اس پر بھی اگر وہ پہلے انتخاب کو مسترد کر کے دوبارہ انتخاب کرنا چاہیے، تو اس کا موقع دو اور دونوں حصوں کو ملا کر پھر نئے سرے سے وہی کرو جس طرح پہلے کیا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے مال سے اللہ کا حق لے لو اور میں انہیں حکم دیتا ہوں کہ وہ لوگوں کو آزردہ نہ کریں اور نہ انہیں پریشان کریں، اور نہ ان سے اپنے عہدے کی برتری کی وجہ سے بے رحمی برتیں کیونکہ وہ دینی بھائی اور زکوٰۃ وصدقات کے برآمد کرنے میں معین و مددگار ہیں۔

یہ معلوم ہے کہ اس زکوٰۃ میں تمہارا بھی معین حصہ اور جانا پہچانا ہوا حق ہے اور اس میں بیچارے مسکین اور فاقہ کش لوگ بھی تمہارے شریک ہیں اور ہم تمہارا حق پورا پورا ادا کرتے ہیں، تو تم بھی ان کا حق پورا پورا ادا کرو۔ نہیں تو یاد رکھو کہ روز قیامت تمہارے ہی دشمن سب سے زیادہ ہوں گے، اور وائے بدبختی اس شخص کی جس کے خلاف اللہ کے حضور فریق بن کر کھڑے ہونے والے فقیر، نادار، سائل، دھتکارے ہوئے لوگ قرض دار اور (بے خرچ) مسافر ہوں۔ یاد رکھو! کہ جو شخص امانت کو بے وقعت سمجھتے ہوئے اسے ٹھکرا دے اور خیانت کی چراگاہوں میں چراتا پھرے اور اپنے کو اور اپنے دین کو اس کی آلودگی سے نہ بچائے، تو اس نے دنیا میں بھی اپنے کو ذلتوں اور خواری میں ڈالا، اور آخرت میں بھی رسوا و ذلیل ہوگا۔

بیت المال

مجھے تمہارے متعلق ایک ایسے امر کی اطلاع ملی ہے کہ اگر تم اس کے مرتکب ہوئے ہو تو تم نے اپنے پروردگار کو ناراض، اپنے امام کی نافرمانی کی، اور اپنی امانت داری کو بھی ذلیل و رسوا کیا۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے (بیت المال کی) زمین کو صفا چٹ میدان کر دیا ہے اور جو کچھ تمہارے پاؤں تلے تھا اس پر قبضہ جما لیا ہے اور جو کچھ تمہارے ہاتھوں میں تھا، اسے نوش جان کر لیا ہے تو تم ذرا اپنا حساب مجھے بھیج دو اور یقین رکھو کہ انسانوں کی حساب فہمی سے اللہ کا حساب کہیں زیادہ سخت ہوگا۔

حضرت علیؑ نے ایک اور عامل کو لکھا:

"میں نے تمہیں اپنی امانت میں شریک کیا تھا اور تمہیں اپنا بالکل مخصوص آدمی قرار دیا تھا اور تم سے زیادہ ہمدردی مددگاری اور امانت داری کے لحاظ سے

Marfat.com

میرے قوم قبیلہ میں میرے بھروسے کا کوئی آدمی نہ تھا۔ لیکن جب تم نے دیکھا کہ زمانہ تمہارے چچازاد بھائی کے خلاف حملہ آور ہے اور دشمن بپھرا ہوا ہے۔ امانتیں لُٹ رہی ہیں اور تو تم نے بھی اپنے ابن عم سے رُخ موڑ لیا اور ساتھ چھوڑ دینے والوں کے ساتھ تم نے بھی ساتھ چھوڑ دیا اور خیانت کرنے والوں میں داخل ہو کر تم بھی خائن ہو گئے۔ اس طرح نہ تم نے اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ ہمدردی ہی کا خیال کیا، نہ امانت داری کے فرض کا احساس کیا۔ گویا اپنے جہاد سے تمہارا مدعا خدا کی رضامندی نہ تھا اور گویا تم اپنے پروردگار کی طرف سے کوئی روشن دلیل نہ رکھتے تھے اور اس اُمت کے ساتھ اس کی دنیا بٹورنے کے لیے چال چل رہے تھے اور اس کا مال چھین لینے کے لیے غفلت کا موقع تاک رہے تھے چنانچہ جب اُمت کے مال میں بھرپور خیانت کرنے کا موقع تمہیں ملا، تو جھٹ سے دھاوا بول دیا اور جلدی سے کود پڑے اور جتنا بن پڑا اس مال پر جو بیواؤں اور یتیموں کے لیے محفوظ رکھا گیا تھا۔ یوں جھپٹ پڑے۔ جس طرح پھرتیلا بھیڑیا زخمی اور لاچار بکری کو اچک لیتا ہے اور تم نے بڑے خوش خوش اسے حجاز روانہ کر دیا، اور اسے لے جانے میں گناہ کا احساس تمہارے لیے سدراہ نہ ہوا، خدا تمہارے دشمنوں کا بُرا کرے، گویا یہ تمہارے ماں باپ کا ترکہ تھا۔ جسے لے کر تم نے اپنے گھر والوں کی طرف روانہ کر دیا۔ اللہ اکبر! کیا تمہارا قیامت پر ایمان نہیں؟ کیا حساب کتاب کی چھان بین کا ذرا بھی ڈر نہیں؟ اے وہ شخص جسے ہم ہوشمندوں میں شمار کرتے تھے، کیونکر وہ کھانا اور پینا تمہیں خوش گوار معلوم ہوتا ہے جس کے متعلق جانتے ہو کہ حرام کھا رہے ہو اور حرام پی رہے ہو تم ان یتیموں، مسکینوں، مومنوں اور مجاہدوں کے مال سے جسے اللہ نے ان کا حق قرار دیا تھا اور ان کے ذریعہ سے ان شہروں کی حفاظت کی تھی، کنیزیں خریدتے ہو، اور عورتوں سے بیاہ رچاتے ہو، اب اللہ سے ڈرو اور ان لوگوں کا مال انہیں واپس کرو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا اور پھر اللہ نے مجھے تم پر قابو دے دیا، تو میں تمہارے بارے میں اللہ کے سامنے اپنے کو سرخرو کروں گا اور اپنی اس تلوار سے تمہیں ضرب لگاؤں گا۔ جس کا وار میں نے جس کسی پر بھی لگایا، وہ سیدھا دوزخ میں گیا۔ خدا کی قسم اگر حسنؓ و

Marfat.com

حسینؓ بھی وہ کرتے جو تم نے کیا ہے۔ تو میں ان سے بھی کوئی رعایت نہ کرتا اور نہ وہ مجھ سے اپنی کوئی خواہش منوا سکتے، یہاں تک کہ میں ان سے حق کو پلٹا دیتا میں رب العالمین کی قسم کھاتا ہوں کہ میرے لیے یہ کوئی دل خوش کن بات نہ تھی کہ وہ مال جو تم نے ہتھیا لیا، میرے لیے حلال ہوتا، اور میں اسے بعد والوں کے لیے بطور ترکہ چھوڑ جاتا، ذرا سنبھلو اور سمجھو کہ تم عمر کی آخری حد تک پہنچ چکے ہو اور مٹی کے نیچے سونپ دیے گئے ہو، اور تمہارے تمام اعمال تمہارے سامنے پیش ہیں، اس مقام پر کہ جہاں ظالم واحسرتا کی صدا بلندی کرتا ہوگا، اور عمر کو برباد کرنے والے دنیا کی طرف پلٹنے کی آرزو کر رہے ہوں گے۔ حالانکہ اب گریز کا کوئی موقع نہ ہوگا۔"

عالم اور منصف

تمام لوگوں میں سب سے زیادہ خدا کے نزدیک مبغوض دو شخص ہیں ایک وہ جسے اللہ نے اس کے نفس کے حوالے کر دیا ہو، یعنی اس کی بداعمالیوں کی وجہ سے اپنی توفیق سلب کر لی ہو جس کے بعد وہ سیاس راہ سے ہٹا ہوا بدعت کی باتوں پر فریفتہ اور گمراہی کی تبلیغ پر ڈٹا ہوا ہے وہ اپنے ہوا خواہوں کے لیے فتنہ اور سابقہ لوگوں کی ہدایت سے برگشتہ ہے وہ تمام ان لوگوں کے لیے جو اس کی زندگی میں یا اس کی موت کے بعد اس کی پیروی کریں گمراہ کرنے والا ہے۔ وہ دوسروں کے گناہوں کا بوجھ اُٹھائے ہوئے اور خود اپنی خطاؤں میں جکڑا ہوا ہے اور دوسرا وہ شخص ہے جس نے جہالت کی باتوں کو اِدھر اُدھر سے بٹور لیا ہے۔ وہ اُمت کے جاہل افراد میں دوڑ دھوپ کرتا ہے اور فتنوں کی تاریکیوں میں غافل و مدہوش پڑا رہتا ہے اور امن و آشتی کے فائدوں سے آنکھیں بند کر لیتا ہے چند انسانی شکل وصورت سے ملتے جلتے لوگوں نے اسے عالم کا لقب دے رکھا ہے حالانکہ وہ عالم نہیں وہ ایسی باتوں کو سمجھنے کے لیے منہ اندھیرے نکل پڑتا ہے جن کا نہ ہونا ہونے سے بہتر ہے یہاں تک کہ وہ جب اس گندے پانی سے سیراب ہو لیتا ہے اور لایعنی باتوں کو جمع کر لیتا ہے تو لوگوں میں قاضی بن کر بیٹھ جاتا ہے اور دوسروں میں مشتبہ رہنے والے مسائل کے حل کرنے کا ذمہ لے لیتا ہے اگر کوئی اُلجھا ہوا مسئلہ اس کے سامنے پیش ہوتا ہے تو اپنی رائے سے اس کے لیے بھرتی کی فرسودہ دلیلیں مہیا کر لیتا ہے اور پھر اس پر یقین بھی کر لیتا ہے۔ اس طرح وہ شبہات کے اُلجھاؤ میں پھنسا ہوا ہے۔ جس طرح مکڑی خود ہی اپنے جالے کے اندر۔ وہ خود یہ نہیں جانتا کہ اس نے صحیح

Marfat.com

حکم دیا ہے یا غلط۔ اگر صحیح بات بھی کہی ہو، تو اسے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں غلط نہ ہو۔ اور غلط جواب ہو تو اسے یہ توقع رہتی ہے کہ شاید یہی صحیح ہو، وہ جہالتوں میں بھٹکنے والا جاہل اور اپنی نظر کے دھندلا پن کے ساتھ تاریکیوں میں بھٹکنے والی سواریوں پر سوار ہے۔ نہ اس نے حقیقت علم کو پرکھا، نہ اس کی تہہ تک پہنچا۔ وہ روایات کو اس طرح درہم و برہم کرتا ہے جس طرح ہوا سوکھے ہوئے تنکوں کو۔ خدا کی قسم! وہ ان مسائل کے حل کرنے کا اہل نہیں جو اس سے پوچھے جاتے ہیں اور نہ اس منصب کے قابل ہے جو اسے سپرد کیا گیا ہے جس چیز کو وہ نہیں جانتا اس چیز کو وہ کوئی قابل اعتنا علم ہی نہیں قرار دیتا اور جہاں تک وہ پہنچ سکتا ہے۔ اس کے آگے یہ سمجھتا ہی نہیں کہ کوئی دوسرا پہنچ سکتا ہے اور جو بات اس کی سمجھ میں نہیں آتی اسے پی جاتا ہے، کیونکہ وہ اپنی جہالت کو خود جانتا ہے۔ (ناحق بہائے ہوئے) خون اس کے ناروا فیصلوں کی وجہ سے چیخ رہے ہیں اور غیر مستحق افراد کو پہنچی ہوئی میراثیں چلا رہی ہیں۔ اللہ ہی سے شکوہ ہے ان لوگوں کا جو جہالت میں جیتے ہیں اور گمراہی میں مر جاتے ہیں۔ ان میں قرآن سے زیادہ کوئی بے قیمت چیز نہیں جب کہ اسے اس طرح پیش کیا جائے جیسا پیش کرنے کا حق ہے اور اس قرآن سے زیادہ ان میں کوئی مقبول اور قیمتی چیز نہیں۔ اس وقت جب کہ اس کی آیتوں کا بے محل استعمال کیا جائے۔ ان کے نزدیک نیکی سے زیادہ کوئی بُرائی اور بُرائی سے زیادہ کوئی نیکی نہیں۔

دعوتوں میں شرکت

جب حضرت علیؑ کو یہ خبر پہنچی کہ والی بصرہ عثمان ابن حنیف کو وہاں لوگوں نے کھانے کی دعوت دی ہے اور وہ اس میں شریک ہوئے ہیں تو انہیں تحریر فرمایا:

> اے ابنِ حنیف! مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ بصرہ کے جوانوں میں سے ایک شخص نے تمہیں کھانے پر بلایا اور تم لپک کر پہنچ گئے کہ رنگا رنگ کے عمدہ عمدہ کھانے تمہارے لیے چُن چُن کر لائے جا رہے تھے، اور بڑے بڑے پیالے تمہاری طرف بڑھائے جا رہے تھے مجھے اُمید نہ تھی کہ تم ان لوگوں کی دعوت قبول کر لو گے جن کے یہاں فقیر و نادار دھتکارے گئے ہوں اور دولت مند مدعو ہوں، جو لقمے چباتے ہو، انہیں دیکھ لیا کرو، اور جس کے متعلق شبہ بھی ہو اسے چھوڑ دیا کرو اور جس کے پاک و پاکیزہ طریق سے حاصل ہونے کا یقین ہو اس میں سے کھاؤ۔

Marfat.com

خوشا نصیب اس شخص کے کہ جس نے اللہ کے فرائض کو پورا کیا۔ سختی اور مصیبت میں صبر کیے پڑا رہا، راتوں کو اپنی آنکھوں کو بیدار رکھا اور جب نیند کا غلبہ ہوا، تو ہاتھ کو تکیہ بنا کر ان لوگوں کے ساتھ فرش خاک پر پڑا رہا کہ جن کی آنکھیں خوف حشر سے بیدار، پہلو بچھونوں سے الگ اور ہونٹ یادِ خدا میں زمزمہ سنج رہتے ہیں، اور کثرت استغفار سے جن کے گناہ چھٹ گئے ہیں۔ یہی اللہ کا گروہ ہے اور بے شک اللہ کا گروہ کامران ہونے والا ہے۔

اے ابن حنیف! اللہ سے ڈرو، اور اپنی ہی روٹیوں پر قناعت کرو کہ جہنم کی آگ سے چھٹکارا پا سکو۔

وڈیرے

دیکھو! اپنے ان سرداروں اور بڑوں کا اتباع کرنے سے ڈرو کہ جو اپنی جاہ وحشمت پر اکڑتے اور اپنے نسب کی بلندیوں پر غرور کرتے ہوں اور بدنما چیزوں کو اللہ کے سر ڈال دیتے ہوں اور اس کی قضا وقدر سے ٹکر لینے اور اس کی نعمتوں پر غلبہ پانے کے لیے اس کے احسانات سے یکسر انکار کر دیتے ہوں۔ یہی لوگ تو عصبیت کی عمارت کی گہری بنیاد، فتنہ کے کاخ وایوانوں کے ستون اور جاہلیت کے نسبی تفاخر کی تلواریں ہیں، لہٰذا اللہ سے ڈرو، اور اس کی دی ہوئی نعمتوں کے دشمن نہ بنو۔

حاکمِ وقت

(اے لوگو!) تمہیں یہ معلوم ہے کہ ناموس، خون، مال غنیمت (نفاذ) احکام اور مسلمانوں کی پیشوائی کے لیے کسی طرح مناسب نہیں کہ کوئی بخیل حاکم ہو۔ کیونکہ اس کا دانت مسلمانوں کے مال پر لگا رہے گا اور نہ کوئی جاہل کہ وہ انہیں اپنی جہالت کی وجہ سے گمراہ کرے گا اور نہ کوئی کج خلق کہ وہ تند مزاجی سے چرکے لگاتا رہے گا اور نہ کوئی مال و دولت میں بے راہ روی کرنے والا کہ وہ کچھ لوگوں کو دے گا اور کچھ کو محروم کر دے گا اور نہ فیصلہ کرنے میں رشوت لینے والا کہ وہ دوسروں کے حقوق کو رائیگاں کر دے گا اور انہیں انجام تک نہ پہنچائے گا اور نہ کوئی سنت کو بیکار کر دینے والا کہ وہ اُمت کو تباہ و برباد کر دے گا۔

یومِ حساب

وہ ایسا دن ہوگا کہ اللہ حساب کی چھان بین اور عملوں کی جزاء کے لیے سب اگلے پچھلوں کو

Marfat.com

جمع کرے گا۔ وہ خضوع کی حالت میں اس کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ پسینہ منہ تک پہنچ کر ان کے منہ میں لگام ڈال دے گا۔ زمین ان لوگوں کی سمت لرزتی اور تھرتھراتی ہوگی۔ اس وقت سب سے بڑا خوش حال وہ ہوگا جسے اپنے دونوں قدم ٹکانے کی جگہ اور سانس لینے کو کھلی فضا مل جائے۔

جہاد

جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جسے اللہ نے اپنے خاص دوستوں کے لیے کھولا ہے۔ یہ پرہیز گاری کا لباس، اللہ کی محکم زرہ اور مضبوط سپر ہے جو اس سے پہلو بچاتے ہوئے اسے چھوڑ دیتا ہے۔ خدا اسے ذلت وخواری کا لباس پہناتا اور مصیبت و ابتلا کی ردا اوڑھا دیتا ہے اور ذلتوں اور خواریوں کے ساتھ ٹھکرا دیتا ہے اور مدہوشی و غفلت کا پردہ اس کے دل پر چھا جاتا ہے اور جہاد کو ضائع و برباد کرنے سے حق اس کے ہاتھ سے لے لیا جاتا ہے۔ ذلت اسے سہنا پڑتی ہے اور انصاف اس سے روک لیا جاتا ہے۔

حکومت اور حاکمیت

اور ہاں بے شک حکم اللہ ہی کے لیے مخصوص ہے۔ مگر یہ لوگ تو یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حکومت بھی اللہ کے علاوہ کسی کی نہیں ہوسکتی۔ حالانکہ لوگوں کے لیے ایک حاکم کا ہونا ضروری ہے خواہ وہ اچھا ہو یا بُرا (اگر اچھا ہوگا تو) کافر اس عہد میں لذائذ سے بہرہ اندوز ہوگا اور اللہ اس نظام حکومت میں ہر چیز کو اس کی آخری حدوں تک پہنچا دے گا۔ اسی حاکم کی وجہ سے مال (خراج وغنیمت) جمع ہوتا ہے، دشمن سے لڑا جاتا ہے، راستے پر امن رہتے ہیں، اور قوی سے کمزور کا حق دلایا جاتا ہے، یہاں تک کہ نیک حاکم (مرکر یا معزول ہوکر) راحت پائے، اور بُرے حاکم کے مرنے یا معزول ہونے سے دوسروں کو راحت پہنچے۔

جنگی حکمت عملی

حضرت علیؓ نے دشمن کی طرف بھیجے ہوئے ایک لشکر کو یہ ہدائتیں فرمائیں:

''جب تم دشمن کی طرف بڑھو یا دشمن تمہاری طرف بڑھے تو تمہارا پڑاؤ ٹیلوں کے آگے یا پہاڑ کے دامن میں یا نہروں کے موڑ میں ہونا چاہیے تاکہ یہ چیز تمہارے لیے پشت پناہی اور روک کا کام دے، اور جنگ بس ایک طرف یا

Marfat.com

(زائد سے زائد دو طرف سے ہو) اور پہاڑوں کی چوٹیوں اور ٹیلوں کی بلند سطحوں پر دیدبانوں کو بٹھا دو تا کہ دشمن کسی کھٹکے کی جگہ سے یا اطمینان والی جگہ سے (اچانک) نہ آپڑے اور اس بات کو جانے رہو کہ فوج کا ہراول دستہ فوج کا خبر رسان ہوتا ہے، اور ہراول دستے کو اطلاعات ان مخبروں سے حاصل ہوتی ہیں (جو آگے بڑھ کر سُراغ لگاتے ہیں) دیکھو تتر بتر ہونے سے بچے رہو، اُترو تو ایک ساتھ اُترو، اور کُوچ کرو تو ایک ساتھ کرو، اور جب رات تم پر چھا جائے، تو نیزوں کو (اپنے گرد) گاڑ کر ایک دائرہ سا بنالو، اور صرف اُونگھ لینے اور ایک آنکھ جھپکی لے لینے کے سوا نیند کا مزہ نہ چکھو۔''

غیبت

جن لوگوں کا دامن خطاؤں سے پاک صاف اور بفضل الٰہی گناہوں سے محفوظ ہے، انہیں چاہیے کہ وہ گنہگاروں اور خطا کاروں پر رحم کریں اور اس چیز کا شکر ہی (کہ اللہ نے انہیں گناہوں سے بچائے رکھا ہے) ان پر غالب اور دوسروں کے عیب اُچھالنے سے مانع رہے چہ جائیکہ وہ عیب لگانے والا اپنے کسی بھائی کی پیٹھ پیچھے بُرائی کرے اور اس کے عیب بیان کر کے طعن و تشنیع کرے یہ آخر خدا کی اس پردہ پوشی کو کیوں نہیں یاد کرتا جو اس نے خود اس کے ایسے گناہوں پر کی ہے جو اس گناہ سے بھی جس کی وہ غیبت کر رہا ہے بُرے تھے اور کیونکر ایسے گناہ کی بنا پر اس کی بُرائی کرتا ہے جب کہ خود بھی ویسے ہی گناہ کا مرتکب ہو چکا ہے اگر بعینہ ویسا گناہ نہیں بھی کیا تو ایسے گناہ کیے ہیں کہ جو اس سے بھی بڑھ چڑھ کر تھے۔ خدا کی قسم! اگر اس نے گناہ کبیرہ نہیں بھی کیا تھا اور صرف صغیرہ کا مرتکب ہوا تھا۔ تب بھی اس کا لوگوں کے عیوب بیان کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

اے خدا کے بندے! جھٹ سے کسی پر گناہ کا عیب نہ لگا، شاید اللہ نے وہ بخش دیا ہو، اور اپنے کسی چھوٹے سے چھوٹے گناہ کے لیے بھی اطمینان نہ کرنا شاید کہ اس پر تجھے عذاب ہو۔ لہٰذا تم میں سے جو شخص بھی کسی دوسرے کے عیوب جانتا ہو۔ اسے ان کے اظہار سے باز رہنا چاہیے اس علم کی وجہ سے جو خود اسے اپنے گناہوں کے متعلق ہے اور اس امر کا شکر کہ اللہ نے اسے ان چیزوں سے محفوظ رکھا ہے کہ جن میں دوسرے مبتلا ہیں۔

Marfat.com

حضرت علیؓ کا وژن

1- انسانیت

امیرالمومنین حضرت علیؓ نے اپنے ایک عامل کے نام لکھا تھا کہ تمھاری ریاست کے زمینداروں نے تمھاری سنگ دلی، تحقیر آمیز برتاؤ اور تشدد کے رویہ کی شکایت کی ہے، لہٰذا ان کے لیے نرمی کا ایسا شعار اختیار کرو جس میں کہیں کہیں سختی کی بھی جھلک ہو، کبھی سختی کر لو، کبھی نرمی برتو اور اعتدال میں رہو۔ (نہج البلاغہ)

حاکم وقت اپنی رعایا کے نفسیاتی حالات کو مدنظر رکھے، اس کے حکومتی قوانین ایسی حکمت عملی پر مشتمل ہوں، جو حالات سے ملتے جلتے ہوں اور حالات کے تقاضوں اور نظم وضبط کے مطلوبہ قواعد کے درمیان توازن کا مظہر ہوں، اگر حکومت کے تنظیمی نظریات ایسے ناقابل ردوبدل قواعد وضوابط پر قائم ہوں، جن میں نفسیات اور انسانی جذبہ کا احترام نہ ہوتو یہ سخت غلطی اور بڑی بھول ہے، گویا کسی بھی ادارہ، تنظیم، تحریک، جماعت، سوسائٹی یا انجمن کا اداراتی نظم ونسق اندرونی و بیرونی دباؤ سے پاک رہنے کے بعد ہی پوری آزادی سے اپنا کام کرسکتا ہے۔

2- امیر کی اطاعت

"تم ایسے امیر کی اطاعت کرتے رہو جس کی جہالت کا تمھارے پاس عذر نہ ہو۔"

لہٰذا اگر امیر یا ذمہ دار جاہل ہو تو عوام معذور ہوں گے اور اس کے اطاعت لوگوں پر واجب نہ ہوگی، اس لیے کہ ایسا ذمہ دار اسے ہلاکت کی طرف لے جائے گا اور آپ یہ فرماتے ہیں کہ خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔ ایک جاہل و ناتجربہ کار ہو دوسرا

Marfat.com

ماہر و واقف کار دونوں میں بڑا فرق ہے۔ جاہل حاکم اپنے غلط حکم کے ذریعے رب کی نافرمانی کا مرتکب ہوسکتا ہے۔

3- حاکم اور محکوم کا باہمی تعلق

حاکم اور محکوم کا باہمی تعلق حکومت کے تنظیمی تسلسل یا مناصب کی درجہ بندی سے گزرنے والے خطوط پر نہیں قائم ہونا چاہیے بلکہ یہ تعلق حاکم اور محکوم کے مشترکہ مفاد سے وابستہ ہے۔ چنانچہ امیر المومنین حضرت علیؓ مصر پر اپنا گورنر مقرر کرتے ہوئے اسے نصیحت کرتے ہیں:

> ''پھر کچھ امور ایسے ہیں جنھیں خود تم ہی کو انجام دینا چاہیے، ان میں سے ایک حکام کے ان مراسلات کا جواب دینا جو تمھارے منشیوں کے بس میں نہ ہوں اور ایک یہ کہ جب لوگوں کی حاجتیں تمھارے سامنے پیش ہوں اور تمھارے عملہ کے ارکان ان سے جی چرائیں تو یہ کام خود تمھیں انجام دینا ہے۔''

> ''اور ایسے لوگوں کی تم خاص خبر رکھو جو تم تک پہنچ نہیں سکتے اور جنھیں آنکھیں دیکھنے سے کراہت کرتی ہوں گی اور لوگ انھیں حقارت سے ٹھکراتے ہوں گے، تم ان کے لیے اپنے کسی معتمد آدمی کو، جو خوف الہٰی رکھنے والا اور متواضع ہو مقرر کر دینا کہ وہ ان کے حالات تم تک پہنچاتا رہے۔'' (نہج البلاغہ)

اس عبارت میں نوکر شاہی حکومت کی حد بندیوں سے تجاوز کر گزرنے کی واضح ہدایت موجود ہے کہ جس میں ہر چیز کو حکومتی مناصب کی سیڑھیوں سے گزرنا ضروری ہوتا ہے اور کسی کو اس سے تجاوز کرنے کا حق نہیں ہوتا اور اگر کوئی ایسا کر لیتا ہے، تو وہ قانون کا باغی اور حکومت کی نگاہ میں مجرم ہوتا ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا:

> ''حکمرانوں کا رعایا سے چھپ کر رہنا ایک طرح کی تنگ دلی اور معاملات سے بے خبر رہنے کا سبب ہے، اور یہ روپوشی انھیں بھی ان امور پر مطلع ہونے

Marfat.com

سے روکتی ہے کہ جن سے وہ ناواقف ہیں، جس کی وجہ سے بڑی چیز ان کی نگاہ میں چھوٹی اور چھوٹی چیز بڑی، اچھائی بُرائی اور بُرائی اچھائی ہو جایا کرتی ہے اور حق باطل کے ساتھ مل جاتا ہے۔'' (نہج البلاغہ)

یہ ہیں لازماً مناصب کی سیڑھیوں سے گزرنے کے نقصانات، پس اس طویل سلسلہ سے معاملات کے رفتہ رفتہ آگے بڑھنے اور ایک سے دوسرے حاکم اور پھر تیسرے، پھر چوتھے اور پانچویں کے ذریعے سے عام آدمیوں تک منتقل ہوتے ہوتے بعض اوقات معاملات یکسر الٹ جاتے ہیں اور ان کی نوعیت بدل جاتی ہے، حق چیز باطل، چھوٹی چیز بڑی، اچھائی بُرائی اور بُرائی اچھائی ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ امیر المومنین حضرت علیؑ نے مذکورہ نصیحت میں فرمایا۔ دور حاضر کی نوکر شاہی حکومتیں اور تنظیمیں انھیں مشکلات سے دو چار ہیں، کیونکہ وہ اپنے معاملات و مسائل کو حل کرنے کے لیے مناصب کی انھیں سیڑھیوں سے گزرنے کو لازم کیے ہوئے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ اپنے مقاصد کے حصول میں ناکام ہیں۔

اس بیماری کا علاج حضرت علیؑ نے یہ بتایا کہ حاکم اعلیٰ اپنی رعایا سے زیادہ دنوں تک روپوش نہ رہے، کیونکہ اس کی روپوشی کی وجہ سے اس کی قراردادوں میں تبدیلی واقع ہوسکتی ہے، یا بہتر حالات وظروف میسر ہونے کے باوجود نہایت محدود دائرے میں اور مطلوبہ مقاصد سے قطع نظر اسے نافذ کیا جاسکتا ہے۔ حاکم اعلیٰ کا کارِ منصبی صرف رعایا کی ملاقات میں محصور نہیں ہے، بلکہ اس پر ایسا پُرسکون اور بے خوف ماحول پیدا کرنے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے جس میں رعایا نہایت اطمینان سے اور بے خوف ہو کر اپنی مشکلات کو پیش کر سکے، اس لیے کہ روپوش نہ ہونے کا مطلب صرف رعایا کے روبرو ہونا اور ان سے ہم کلام ہونا نہیں ہے بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ یہ ملاقات مفید ثابت ہو، چنانچہ امیر المومنین حضرت علیؑ اس سلسلے میں فرماتے ہیں:

''تم اپنے اوقات کا ایک حصہ حاجت مندوں کے لیے خاص کر دینا، جس میں سب کام چھوڑ کر انھیں کے لیے مخصوص ہو جانا اور ان کے لیے ایک عام دربار کرنا اور اس میں اپنے پیدا کرنے والے اللہ کے لیے تواضع و انکساری سے کام لینا اور فوجیوں، پولیس والوں اور نگہبانوں کو ہٹا دینا تاکہ کہنے والے بے دھڑک کہہ سکیں۔'' (نہج البلاغہ)

Marfat.com

اسی طرح آپ مکہ کے گورنر اور اپنے چچازاد بھائی قثم بن عباسؓ کے نام لکھتے ہیں:

''اور دیکھو! لوگوں تک پیغام پہنچانے کے لیے تمھاری زبان کے سوا کوئی سفیر ہونا چاہیے اور تمھارے چہرہ کے سوا کوئی تمہارا دربان نہ ہونا چاہیے۔''

4- جمود و تعطل کا مقابلہ

دور حاضر کی حکومتوں میں بعض نظریات و قواعد اور تنظیمی منصوبے مسائل کو حل کرنے میں جمود و تعطل، وقت، کوشش اور حقوق کے زیاں کا سبب بنتے ہیں اور بہت سارے کاموں کو سرے سے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کو سوچا ہی نہیں جاتا، کیونکہ انھیں مناصب کی سیڑھیوں سے گزارنے میں طویل وقت اور بے شمار کارروائیاں درکار ہوتی ہیں، اسی خامی کا مقابلہ کرنے کے لیے امیر المومنین علیؑ فرماتے ہیں:

''جو شخص سستی و کاہلی کرتا ہے وہ حقوق کو ضائع و برباد کرتا ہے۔''

5- چاق و چوبند نگرانی

ہر حکومتی تنظیم میں نگرانی و تجسس ایک اہم ذمہ داری ہے، امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؑ نے اس اہم ذمہ داری کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔ آپ فرماتے ہیں:

''وفادار مخبروں کو ان پر چھوڑ دینا، کیونکہ خفیہ طور پر ان کے امور کی نگرانی انھیں امانت کے برتنے اور رعیت کے ساتھ نرم رویہ رکھنے کا باعث ہوگی۔''

گویا کسی فرد یا جماعت کی نگرانی و مخبری امیر المومنینؑ کے نزدیک اس کی بھلائی اور امانت کی ادائیگی کا سبب ہے، البتہ یہ فریضہ ایسے افراد کے توسط سے ادا کیا جائے گا جو سچے اور وفادار ہوں، تاکہ ان کی رپورٹیں عدل پر مبنی ہوں، ان میں ان کی خواہشات کا دخل نہ ہو۔ اس طرح حکومتی نگرانی اور تجسس اس مقام پر ترقی کی راہ میں مددگار ثابت ہو رہی ہے اور عوام کو حرکت و عمل اور اخلاص و وفا کا عادی بنا رہی ہے۔

Marfat.com

جو قوانین غیر متبدل ہوں اور حکومت یا تنظیم میں رعایا کی حرکت و عمل کے لیے رکاوٹ اور حقوق کے ضائع ہونے کا سبب بن رہے ہوں، امیر المومنین حضرت علیؑ کی سیاسی فکر میں ایسے قوانین یکسر مسترد ہیں۔

6- میرٹ

اس سلسلے میں حضرت علیؑ مصر پر اپنے گورنر کے نام تحریر فرماتے ہیں کہ پھر اپنے عہدہ داروں کے بارے میں نظر رکھنا، ان کو خوب آزمائش کے بعد منصب دینا، کبھی صرف رعایات اور جانب داری کی بنا پر انھیں منصب عطا نہ کرنا۔" لہٰذا جس شخص کو ملازمت دینی ہے یا عہدہ عطا کرنا ہے، سب سے پہلے اس کے ساتھ امتحانی کارروائی کر لینا ضروری ہے، کسی شخص کو عہدہ دینے یا کسی کو بلند منصب پر ترقی دتے ہوئے صدر نائب یا حاکم اعلی کو جانبدارانہ کارروائی اور ذاتی دخل اندازی سے دُور رہنا چاہیے۔

آپ فرماتے ہیں: "پھر اپنے منشیان دفاتر کی اہمیت پر نظر رکھنا، اپنے معاملات ان کے سپرد کرنا جو ان میں بہتر ہوں۔ ان لوگوں کو نہیں جو تمھیں محبوب ہوں اور تمھارے خاندان سے ہوں۔" گویا اس میدان میں ذاتی روابط اور مہربانی کا کوئی دخل نہیں ہے بلکہ اس کا معیار صرف حق اور اصول پسندی اور امانت سے ہے۔

7- منصبی گرفت میں امانت داری کی اہمیت

امیر المومنین حضرت علیؑ اشعث بن قیس کے نام اسی مفہوم کا ایک خط اس طرح تحریر کرتے ہیں:

> "یہ عہدہ تمھارے لیے کوئی آزروقہ نہیں ہے، بلکہ وہ تمھاری گردن میں ایک امانت کا پھندا ہے اور تم اپنے حکمران بالا کے تابع ہو۔"

اس تحریر میں حضرت علیؑ نے حکومتی ذمہ داریوں کو اللہ کی ایک امانت قرار دیا ہے اور ہر ذمہ دار پر ضروری ہے کہ اس امانت کی حفاظت کرے اور بعینہٖ اسے اس کے مالک کو واپس کر دے، وہ اللہ کے سامنے اس امانت کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے اور مناصب کی درجہ بندی کے اعتبار سے اپنے حکمران بالا کے سامنے بھی جواب دہ ہے۔ امانت داری کا یہ احساس حکومت کی منصبی گرفت کو مضبوط

Marfat.com

سے مضبوط تر بنانے کا ایک اہم سبب ہے اور یہی چیز انحراف و جانب دارانہ اقدامات کے بے جا مظاہر پر پابندی عائد کرتی ہے۔

8- قراردادوں میں مشاورت

جب ہم حضرت علیؑ کی شورائیت پر رغبت دلانے والی تحریروں کو پڑھتے ہیں تو ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی نگاہ میں اس ترغیب و تاکید کا مقصد یہ ہے کہ کسی بھی قرارداد کی منظوری میں دوسروں سے صلاح ومشورہ ضرور لیا جائے۔ کوئی بھی فرد واحد، خواہ وہ فوجی کمانڈر ہو، وزیر خزانہ ہو، کسی ادارے کا منیجر ہو، یا کسی بھی میدان کا کوئی ذمہ دار ہو وہ تنہا کوئی قرارداد پاس نہ کرے، اس لیے کہ باہمی رائے ومشورہ کا نتیجہ درست ہوا کرتا ہے۔ اس میں کئی ذہن شریک ہوتے ہیں اور کئی ماہر و تجربہ کار لوگوں کے افکار و خیالات کا اضافہ ہوتا ہے، لہٰذا جو قرارداد خوب بحث ومباحثہ اور غوروفکر کے بعد سامنے آئے گی اس پر سب لوگ متفق ہوں گے اور وہ درستگی کے زیادہ قریب ہوگی۔

شورائیت ہی مشورہ سے انجام پانے والے کاموں کی کامیابی کی ضمانت دے سکتی ہے۔ امیرالمومنین حضرت علیؑ فرماتے ہیں: ''مشورہ کیا کرو، کامیابی مشاورت میں ہے۔''

9- سرکاری ملازمین کا انتخاب

اچھے ملازمین اور عہدیداران کا انتخاب حکومت کی ترقی کی راہ میں مشکلات کو رکاوٹ نہیں بننے دیتا، جو بعض اوقات عہدیدار کی کمزوری یا عام ماحول سے اس کی ناموافقت کے نتیجہ میں ظاہر ہوتی ہیں۔ مالک بن اشتر نخعی کے بقول کہ ہم حضرت علیؑ کے خط پر جب غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ گورنروں کے انتخاب کے وقت آپ ان کے اندر چند اہم شرائط کا پایا جانا ضروری سمجھتے تھے:

> ''پھر اپنے عہدیداروں کے بارے میں نظر رکھنا اور ان کو خوب آزمائش کے بعد منصب دینا، کبھی صرف رعایت اور جانب داری کی بنا پر انھیں منصب عطا نہ کرنا، اس لیے کہ یہ باتیں ناانصافی اور بے ایمانی کا سرچشمہ ہیں اور ایسے لوگوں کو منتخب کرنا جو تجربہ کار اور غیرت مند ہوں، اچھے

Marfat.com

> خاندانوں میں سے ہوں، اور جن کی خدمات اسلام کے سلسلہ میں پہلے سے ہوں۔ کیونکہ ایسے لوگ بلند اخلاق اور بے داغ عزت والے ہوتے ہیں، حرص و طمع کی طرف کم جھکتے ہیں اور عواقب و نتائج پر زیادہ نظر رکھتے ہیں۔''

پس یہ شرطیں صرف کام کرنے کی حد تک مطلوبہ صلاحیت میں محدود نہیں ہیں بلکہ ان میں عامل کی شخصیت کو نفسیاتی، سماجی اور خاندانی اعتبار سے آزما لینے کو لازم کیا گیا ہے کہ مبادا وہ خواہشات کے پیچھے بہک جائے اور آپ کی نیت میں فتور اور مقاصد میں تبدیلی آجائے۔

اسی طرح اس کی قدیم معاشرتی زندگی اور نئے معاشرہ کے ماحول و تقاضوں سے اس کی ہم آہنگی کی توقعات اور ان سے نمٹنے والی صلاحیتوں کو بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ ان مراحل سے گزرنے کے بعد ہی کوئی عہدہ کسی کے سپرد کیا جاسکتا ہے، آپ فرماتے ہیں:

> ''پھر ان کی تنخواہوں کا معیار بلند رکھنا، کیونکہ اس سے انھیں اپنے نفوس کو درست رکھنے میں مدد ملے گی اور اس مال سے بے نیاز رہیں گے جو ان کے ہاتھوں میں بطور امانت ہوگا۔ اس کے بعد بھی وہ تمھارے حکم کی خلاف ورزی یا امانت میں رخنہ اندازی کریں تو تمھاری حجت ان پر قائم ہوگی۔''

چنانچہ جب کسی فرد میں یہ صلاحیتیں پائی جائیں اور اسے اعلیٰ معیار کی تنخواہ بھی ملے تو بلاشبہ وہ آدمی نہایت عمدہ طریقے سے اپنی ذمہ داری نبھائے گا اور ریاست یا کوئی بھی ادارہ جس سے وہ مربوط ہے، اس کی ترقی کے لیے مسلسل محنت و مشقت کرے گا۔

امیر المومنین حضرت علیؑ ایک جگہ فرماتے ہیں:

> ''دل کھول کر انھیں اتنا دینا کہ جو ان کے ہر عذر کو غیر مسموع بنادے اور لوگوں کی انھیں کوئی احتیاج نہ رہے، اپنے یہاں انھیں ایسے باعزت مرتبہ پر رکھو کہ تمھارے دربار میں ان کے سلسلہ میں کوئی غلط طمع نہ کرسکے۔''

Marfat.com

گویا حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں کو رشوت خوری سے روکنے کے لیے دو بنیادی اسباب کی فراہمی ضروری ہے۔

(الف) دل کھول کر نوازش کرنا (یعنی اعلیٰ معیار کی تنخواہ) جس سے اس کی تمام ضروریات پوری ہو جائیں اور خود کو دوسروں سے بے نیاز سمجھے۔

(ب) باعزت مقام دینا، تا کہ اپنے منصب پر باقی رہتے ہوئے وہ امن و اطمینان محسوس کرے، اسے کوئی خطرہ لاحق نہ ہو آج اسی کو منصبی سلامت کہا جاتا ہے۔

چنانچہ جب کسی عہدیدار کی زندگی محفوظ و مامون ہو اور اس کے عہدہ و منصب میں استقرار ہو تو اسے ان تمام چیزوں کے بعد اور ضرورت ہی کس چیز کی رہ جاتی ہے۔ واضح رہے کہ یہ ضمانتیں ملک کے اعلیٰ عہدہ داروں کو تفویض کی جاسکتی ہیں اور بڑی بڑی کمپنیوں، اداروں کے مالکان اور اسلامی تحریکات کے قائدین کو بھی اس رعایت کا مستحق ٹھہرایا جاسکتا ہے۔

یہ کامل ضمانت عہدیدار کے ذہن و دماغ میں بہتر سے بہتر انتظامی فکر کی ضامن ہے۔ دور حاضر کی ترقی یافتہ سمجھی جانے والی جاپانی سیاست بھی آج اپنے کسی ذمہ دار کی اس طرح حفاظتی اور معاشی کفالت کرنے سے قاصر ہے، وہاں عہدیدار اپنی ایک مخصوص تنخواہ پاتا ہے، جو کبھی کبھار اس کی ضروریات کی تکمیل کے لیے ناکافی ہو جاتی ہے، ایسی صورت میں وہ کیا کرے گا؟ ظاہر بات ہے کہ بُرے اخلاق اور فحش حرکتوں کا سہارا لے گا، جب کہ اس کے مقابل میں امیر المومنین حضرت علیؑ کی سیاسی فکر حکومتی عہدہ دار کو اس حد تک محفوظ و مال دار بنانے کو واجب کرتی ہے کہ وہ دوسروں سے بے نیاز ہو جائے، یعنی صرف ماہانہ تنخواہ پر اکتفا نہیں کرتے، بلکہ عہدہ دار کی ضرورت کی تکمیل کو معیار بناتے ہیں اور پھر اسے عہدہ نبھانے کے لیے حفاظتی ماحول فراہم کرتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں:

"اپنے یہاں انھیں ایسے باعزت مرتبہ پر رکھو کہ تمھارے دربار میں ان کے سلسلہ میں کوئی غلط طمع نہ کر سکے۔"

Marfat.com

10- تجربہ کاروں کی رفاقت

تجربہ کار لوگ ہی حقیقی علم و معرفت کا منبع ہوتے ہیں اور یہ فطری تقاضا ہے کہ متعلم نظریاتی علوم کے اساتذہ سے زیادہ تجربہ کار افراد سے مستفید ہو، جاپانیوں نے اس تقاضے کا احترام کیا اور اپنے کارخانوں کو یونیورسٹیوں میں تبدیل کردیا جہاں سے نیا عامل سبق سیکھتا ہے اور ہر بعد میں آنے والا عامل اپنے سابق عامل سے تجربات حاصل کرتا ہے۔ امیرالمومنین حضرت علیؑ نے اس قاعدہ کی طرف اس طرح اشارہ کیا ہے:

''تمھارے بہترین مشیر کار عقل مند، اہل علم، تجربہ کار اور پختہ عزم والے لوگ ہیں۔''

اور فرمایا:

''سب سے بہتر لوگ جن سے تم مشورہ لو، وہ تجربہ کار لوگ ہیں۔''

علماء اور تجربہ کاروں کی رفاقت کے بارے میں فرماتے ہیں:

''اہل علم اور بردبار لوگ تمھارے سب سے بہترین ساتھی ہونے چاہئیں۔''

آپ کی یہ تمام نصیحتیں دراصل قواعد و اصول کی حیثیت رکھتی ہیں، جن کا مقصد ایک کامیاب مسلمان تیار کرنا اور پھر ایسی معاشرہ سازی ہے جو مسلسل کامیابی اور ترقی پر گامزن ہو۔

11- باپ جیسی مشفقانہ قیادت

گورنر یا حاکم اعلیٰ صاحب اقتدار ہونے سے پہلے اپنے ماتحت ذمہ داروں کے لیے باپ کی حیثیت رکھتا ہے، وہ ان کے ساتھ اپنی اولاد جیسا برتاؤ کرے۔ جس طرح ایک باپ اپنی اولاد کی تربیت کرتا ہے اسی طرح حکومت کے لیے اعلیٰ عہدیداران کی ذہن سازی کرے۔ جاپانی سماج اس تجربہ سے خوب استفادہ کررہا ہے مزید یہ کہ اس کی تائید اور نصیحت ہمیں امیرالمومنین حضرت علیؑ کی اس تحریر میں صاف صاف دکھائی دے رہی ہے جسے آپ نے مالک بن اشتر کے نام لکھا تھا، فرماتے ہیں:

Marfat.com

''پھر ان کے حالات کی اس طرح دیکھ بھال کرنا جس طرح ماں باپ اپنی اولاد کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔''

لہٰذا ہر ذمہ دار کے لیے ضروری ہے کہ اپنے ماتحت کارندوں سے باپ بیٹوں جیسا برتاؤ کرے، ان پر نرمی رکھے، غلطی کرنے پر معافی کو ترجیح دے، سزا دے تو تربیت کے انداز میں دے۔

یہ تھیں امیرالمومنین حضرت علیؑ کی انتظامی فکر کی چند سرخیاں جو ہر حکومت کو درکار ہیں۔

Marfat.com

حضرت علیؓ کا منشور

-1 ہر حال اور ہر کام میں تقویٰ الٰہی اختیار کریں۔
-2 خدا کی اطاعت و فرماں برداری کو اپنی حکمرانی و اقتدار کی اساس قرار دیں کہ اس میں کامیابی کا راز پوشیدہ ہے۔
-3 کتاب و سنت کی مکمل پیروی کریں کہ اس کے سوا سعادت مندی کا حصول ممکن نہیں۔
-4 ذاتی ترجیحات و شخصی مفادات کو ہرگز مقصد حیات نہ بنائیں۔
-5 سابقہ حکومتوں کی تاریخ سے سبق سیکھیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی غلط پالیسیوں کے تسلسل سے حالات کی ابتری میں اضافہ ہو جائے اور حکام و عوام کے درمیان فاصلے بڑھ جائیں جو کہ کسی بھی حکومت کے لیے خطرناک و تباہ کن ہو سکتے ہیں۔
-6 معاشرہ میں لوگوں کی فکری تربیت پر بھرپور توجہ دی جائے۔
-7 ناانصافی و معاشرتی ناہمواری کے تمام راستوں کو بند کیا جائے۔
-8 عوام کی فلاح کو ہر چیز پر مقدم رکھا جائے اور ان کی بھلائی پر تمام تر وسائل صرف کیے جائیں۔
-9 معاشرہ کے محروم افراد کی فلاح و بہبود کے لیے ٹھوس اقدامات کیے جائیں۔
-10 گناہگاروں و خطا کاروں کی اصلاح کے لیے عفو و درگزر اور معافی کے طریقے اپنائے جائیں کیونکہ ہر مسئلہ کا حل سزا نہیں بلکہ معافی زیادہ مؤثر واقع ہوتی ہے۔
-11 قانون اور سزا میں نرمی و رحم دلی کو ملحوظ خاطر رکھا جائے کیونکہ سزا میں مجرم کی اصلاح مقصود ہوتی ہے۔
-12 جبر و قہر اور آمریت سے اجتناب برتا جائے کہ ان کا انجام بہت بُرا ہے۔
-13 حاکمانہ، غرور و تکبر ہرگز نہ اپنایا جائے۔

Marfat.com

14- معاشرہ کے کسی فرد کو اس کے حق سے محروم نہ رکھا جائے اور نہ ہی کسی کے دل میں محرومیت کا احساس جنم پائے۔

15- جاسوسی کا نظام انسانی قدروں اور فطری آزادی کی پامالی کا سبب بنتا ہے۔ اس نظام کو اخلاقی قدروں کا پابند بنایا جائے۔ عوام کے اعمال کی پردہ پوشی کی جائے۔

16- طبقاتی امتیازات اور اشرافی تصورات کو پروان نہ چڑھنے دیں۔

17- افراد اور معاشرہ کے درمیان بہتر باہمی روابط کے قیام کو یقینی بنا کر ان کے درمیان دشمنی و عداوت کے جذبات کا قلع قمع کر دیا جائے۔

18- معاشرے میں باہمی مشاورت کے نظام کو رائج کریں تاکہ افراد کی فکری و عملی توانائیوں سے استفادہ ممکن ہو۔

19- بخل، حرص و بدگمانی کی لعنتیں ختم کر کے اعتماد کی فضا بحال کی جائے۔

20- گناہگار، خطا کار، بدکردار اور خیانت کار افراد کو اُمور مملکت داری میں اہم ذمہ داریاں نہ سونپی جائیں۔

21- خوشامدیوں اور چاپلوسی کرنے والوں کی حوصلہ شکنی کی جائے کیونکہ وہ حکام کو اپنے مفادات کے تحفظ کی راہ پر گامزن رکھتے ہیں جس سے اُمور مملکت درست انجام پذیر نہیں ہو سکتے۔

22- متقی و پرہیزگار اور دیانت دار و باکردار افراد کی عزت و احترام کا خصوصی خیال رکھا جائے تاکہ ان کی پذیرائی سے سماج کے دوسرے افراد بھی امانت، دیانت اور شرافت پر مائل ہوں۔

23- اہل علم و دانش حضرات کی فکری صلاحیتوں سے استفادہ کیا جائے اور علماء و دانشوروں کے ساتھ مشاورت کا باقاعدہ نظام قائم کیا جائے۔

24- افواج مملکت میں شامل مخلص جاں نثاروں کی ہر حال میں حوصلہ افزائی کی جائے کہ انہی کی بدولت امن و امان کا قیام یقینی ہوتا ہے۔

25- علاقائی سرحدوں کے دفاع کے لیے عوام کو جہاد کی تربیت دی جائے۔

26- عدلیہ کی تشکیل نہایت باریک بینی سے کی جائے کہ اس کے ذریعے ہی افرادِ معاشرہ سکھ چین کی نیند سو سکتے ہیں۔

Marfat.com

27- اقتصادی روابط کے استحکام اور ان میں اعتدال کے فروغ پر پوری توجہ دی جائے کہ مملکت کی خوشحالی اسی سے وابستہ ہوتی ہے۔

28- غریب و نادار افراد کی بہبود کے لیے مالی وسائل کی فراہمی حکومت کی بنیادی ذمہ داریوں میں شامل ہے اس میں کسی طرح کی کوتاہی نہ کی جائے۔

29- شعبہ ہائے تعلقات عامہ کو تقویٰ و دیانت داری پر استوار ہونا چاہیے کہ انہی کے ذریعے لوگوں میں خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔

30- دفاعی شعبے میں دیانت دار افراد کے تقرر کے ساتھ ان کی حوصلہ افزائی اور ان کے لواحقین کی مالی کفالت کا عادلانہ نظام و انتظام ہونا چاہیے۔

31- حکومتی اُمور میں شامل ذمہ دار افراد کی ذاتی صلاحیت، کردار کی عظمت اور امانت داری و دیانت داری کی بھرپور چھان بین کی جائے اور بے داغ کردار کے حامل افراد کو ترجیحی بنیادوں پر مواقع فراہم کیے جائیں۔

32- اطلاعات فراہم کرنے والے افراد کی گفتار و رفتار پر کڑی نظر رکھتے ہوئے ان کی کارکردگی پر ان کی مناسب حوصلہ افزائی کی جائے اور ان میں خود اعتمادی کے جذبات کو فروغ دیا جائے۔

33- مال گزاری کے بہتر نظام کے ذریعے معاشرہ کی معاشی خوشحالی کے اسباب فراہم کیے جائیں، مالیانہ کے عادلانہ اُصولوں کو پیداواری معیاروں پر مرتب کیا جائے تاکہ زمینداروں و کاشت کاروں کے اُمور کا تحفظ بھی ہو اور بیت المال کی وسعت و استحکام کے ذریعے معاشرتی ضرورتوں کی تکمیل میں بھی مدد ملے۔

34- سکیورٹی سسٹم میں شامل افراد کی پاکیزگی و کردار اور قوتِ قلب کی باریک بینی کے ساتھ چھان بین کی جائے تاکہ بھرپور اطمینان کی فضا میں نظامِ حکومت چل سکے۔

35- اندرونی و بیرونی تجارت کے معاملات میں حکومتی سرپرستی کے ساتھ ساتھ مالی آزادی کا پُراعتماد ماحول پیدا کیا جائے تاکہ تمام اُمور عدل و انصاف پر مبنی ہوں اور افراط و تفریط کے رجحانات کو تقویت نہ پہنچے۔

36- سفارتی نظام میں شامل افراد کی عادلانہ رفتار و گفتار کا یقینی ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ وہ

Marfat.com

مملکت اور حکومت کی زبان ہوتے ہیں۔

37- محنت و افرادی قوت کی بھرپور حوصلہ افزائی کی جائے کیونکہ ان کے ذریعے معاشرہ کا نظام بہتر سمت میں چل سکتا ہے۔

38- زمینی، دریائی اور فضائی وسائل سے استفادہ کرنے کا جامع نظام وضع کیا جائے تاکہ ہر شعبہ میں خدا کی بنائی ہوئی نعمتوں سے استفادہ کیا جائے۔

39- ذخیرہ اندوزی کی ہر لحاظ سے حوصلہ شکنی کی جائے اور اس کے مرتکب افراد کو سخت تنبیہہ کر کے معاشرہ کی معاشی صورت حال کو مستحکم کیا جائے۔

40- بیت المال میں معاشرہ کے تمام گروہوں کے حصے معین ہونے چاہئیں اور ہر فرد کو اس کا مسلمہ حق بہم پہنچایا جائے۔

41- نیک و صالح اور اچھی شہرت کے مالک افراد و خاندانوں کی خصوصی عزت و تکریم ہونی چاہیے کیونکہ ان کے ذریعے نیکیوں کے فروغ میں مدد ملتی ہے۔

42- معاشرہ میں حکام اور عوام کے درمیان حسن تعلق و اعتماد کی فضا قائم ہونی چاہیے تاکہ عوام حکمرانوں کو اپنے لیے سر پڑا بوجھ نہ سمجھیں اور نہ ہی ان کے اقتدار کے خاتمہ کے متمنی ہوں۔

43- اچھے اور بڑے کارناموں اور حسن کارکردگی پر حوصلہ افزائی کے لیے تمغے و انعامات دیے جائیں۔

44- حکومتی اداروں اور تمام متعلقہ محکموں کے ملازمین کی کارکردگی و کارگزاری پر کڑی نظر رکھی جائے اور مخلص و فرماں بردار افراد کی حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ رخنہ اندازوں، مفاد پرستوں اور احکامات کی خلاف ورزی کے مرتکب عناصر کی ریشہ دوانیوں کا قلع قمع کرنے کے لیے سخت احتساب کا نظام قائم کیا جائے۔

45- پسماندہ، مساکین، غرباء، فقراء و حاجت مندوں و معذوروں اور بے کسوں کی دستگیری حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے اس میں ہرگز غفلت سے کام نہیں لینا چاہیے۔

46- یتیموں اور معمر افراد پر خصوصی توجہ دی جائے۔

47- بے کس و مجبور اور محروم طبقہ کے افراد کے مسائل حل کرنے کے لیے کھلی کچہری لگائی

Marfat.com

جائے اور اس کھلی کچہری میں فوج و پولیس اور انتظامیہ کے افراد کی موجودگی نہیں ہونی چاہیے تاکہ ہر شخص کسی خوف کے بغیر اپنی بات سربراہ مملکت تک پہنچا سکے کیونکہ حضرت محمد ﷺ کا فرمان ہے کہ جس قوم میں ناتواں و کمزور افراد کو طاقتور عناصر سے حق نہیں دلایا جاسکتا وہ ہرگز اچھی قوم نہیں کہلا سکتی۔ حاکم کو عوام سے براہ راست رابطہ میں ہونا چاہیے۔

48- نظام الاوقات کی صحیح ترتیب ہونی چاہیے اور آج کا کام کل پر چھوڑنے کی روک تھام کی جائے۔

49- کسی بھی حال میں ارباب اقتدار کو خدا سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

50- حکام کا عوام سے رابطہ ہرگز منقطع نہیں ہونا چاہیے۔

51- حکام کے خواص و مقرب افراد کی بدمعاملگی پر کڑی نظر رکھی جائے۔

52- خصوصی مراعات کے سلسلے ہرگز قائم نہ کیے جائیں کیونکہ اس سے حقداروں کے حقوق کی پامالی کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔

53- زمینوں کی تقسیم میں اقرباء و تعلق داروں کو مقدم کرنے سے اجتناب برتا جائے۔

54- عوامی شکایات کے ازالہ کی بابت فوری اقدامات کیے جائیں اور عوام کو اپنے حکمرانوں سے حقوق کی ادائیگی کی بابت کوئی شکایت باقی نہیں رہنی چاہیے۔

55- سرحدی معاہدوں کی چھان بین کی جائے اور معاہدہ ہو جانے کے بعد اس کی عملی پابندی نہایت احتیاط کے ساتھ ضروری ہے اور اس میں مکاری نہیں ہونی چاہیے۔

56- دفاعی جنگ کا اُصول اپنایا جائے اور دشمن پر اچانک حملہ کرنے سے پرہیز کیا جائے اور اگر کسی حوالہ سے مصالحت و معاہدات کا مرحلہ آجائے تو صاف گوئی سے کام لیا جائے تحریری معاہدہ میں ہر بات واضح ہونی چاہیے ایسا نہ ہو کہ بعد میں تاویلوں کا سہارا لینا پڑے اور مشکلات پیدا ہو جائیں۔

57- طاقت کے استعمال میں ناحق خون ریزی نہ کی جائے اور اقتدار کو طول دینے کی غرض سے بے گناہ افراد کے خون کی ہولی کھیلنا حکمرانوں کے زوال اور خدا کے عذاب کو یقینی بناتا ہے۔

Marfat.com

58- اگر حکومت کی زیادتی کے نتیجے میں کسی بے گناہ کو قتل کیا گیا ہو یا اس کو زخمی کر دیا گیا ہو تو اس کا قصاص یا خون بہا اور معاوضہ جو کچھ بھی بنتا ہو حاکم اسے ادا کرے۔

59- عوام سے جھوٹے وعدے کرنے والے حکمران نہ تو اپنا اقتدار بچا سکتے ہیں اور نہ خدا کی ناراضگی کا راستہ روک سکتے ہیں لہٰذا اس طرح کے اعمال انجام نہ دیے جائیں۔

60- معاشرہ و مملکت کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لیے کسی بھی اقدام سے تاخیر و کوتاہی سے کام نہ لیا جائے۔

61- عوام کے حقوق پر ڈاکا ڈال کر ارباب اقتدار کے مفادات کا تحفظ کرنا حکمرانوں کا ناقابل معافی جرم ہے اس سے ہر طرح اجتناب کیا جائے۔

62- اقتدار کے نشہ میں سرمست ہو کر جبر و استبداد پر مبنی اعمال کا ارتکاب نہایت خطرناک ثابت ہوسکتا ہے اس سے سختی سے پرہیز کیا جائے۔

63- ریاستی وسائل کے بل بوتے پر ناروا اقدامات نہ کیے جائیں۔

64- زبانی جمع خرچ اور بڑے بڑے دعوے نہ کیے جائیں کہ ان سے عوام فریبی کا راستہ کھلتا ہے۔

65- کسی بھی بڑے فیصلہ میں جلد بازی سے کام نہ لیا جائے اور ہر فیصلہ و اقدام میں خدا و آخرت کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔

66- ماضی کے حالات و واقعات سے سبق حاصل کیا جائے اور سابقہ حکومتوں کے اچھے کاموں کو جاری رکھا جائے اور اچھی پالیسیوں کو اپنایا جائے۔

67- آئین کی پاسداری و عملداری میں نفسانی خواہشات اور ذاتی مفادات کو آڑے نہ آنے دیا جائے۔

68- حقوق اللہ کے تحفظ و پاسداری اور حقوق العباد کی ادائیگی کے ذریعے ارباب اقتدار اپنی نیک نامی، مملکت کی فلاح و ترقی اور نعمتوں کی فراوانی کو یقینی بنانے کا ہدف حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اُخروی محاسبہ و خدا کے سامنے جواب دہی کو ہمیشہ مدنظر رکھیں کہ وہی سب کی آخری منزل ہے۔

مذکورہ بالا بنیادی اُصولوں اور مملکت داری کے ضوابط میں خدائی دستورات کے مکمل نفاذ کے

Marfat.com

ذریعے خلق اللہ کے حقوق کے تحفظ اور معاشرہ کی فلاح و بہبود اور انسانی مساوات کی بنیاد رفاہ عامہ کے لیے ٹھوس اقدامات کے واضح و آسان طریقے بیان کیے گئے ہیں اور حکومت داری کی بہتر صورتیں پیش کر دی گئی ہیں۔ حضرت علیؑ نے اس فرمان و دستور العمل میں حکمران طبقہ پر یہ ذمہ داری عائد کی ہے کہ وہ عوام کی فلاح و بہتری کے لیے ہر ممکن اقدام کریں اپنے سیاسی مفادات کو رفاہ عامہ پر ترجیح نہ دیں، اقتدار کو طول دینے کے لیے بے بنیادی اُمور کو بہانہ نہ بنائیں، معاشرہ میں عدل و انصاف کے قیام کو یقینی بنائیں، امن عامہ کے لیے تمام تر ریاستی وسائل بروئے کار لائیں، سرحدوں کی حفاظت و پاسداری کو اہمیت دیں، انتظامیہ میں شامل افراد کے تقرر میں امانت داری و دیانت داری کے معیاروں کا خیال رکھیں، نادار و محروم افراد کے حقوق پر خاص توجہ دیں، عوامی رابطوں میں وسعت پیدا کریں، عوامی اعتماد کی برقراری و بحالی سے غفلت نہ کریں، رعیت کی فلاح و بہبود کو اقتدار کا مقصد اعلیٰ قرار دیں، عمدہ و پاکیزہ کردار اور کارکردگی کے ذریعے نیک نامی کی دولت کمائیں، معاشرتی گروہ بندیوں اور اُمور مملکت میں رخنہ اندازیوں کا قلع قمع کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھیں، اندرونی و بیرونی سازشوں سے نمٹنے کے لیے بھرپور اقدامات کریں، لوگوں میں عزت اور امن و عدالت کے احساس کو پروان چڑھائیں، طبقاتی اختلافات کو یکسر ختم کریں، آئین و قانون کی بالادستی میں کسی سودے بازی سے کام نہ لیں اور نہ ہی اس میں کوتاہی برتیں، سزائیں دینے میں جلد بازی نہ کریں بلکہ معافی و توبہ کے مواقع فراہم کریں کیونکہ حکمرانوں کا اصل فریضہ اصلاح ہے انتقام نہیں، لیکن اگر سزا دینا ہی طے پائے تو اس میں حاکم و رعایا کے درمیان کوئی فرق نہیں ہونا چاہیے بلکہ سب ہی قانون کے سامنے برابر جوابدہ ہیں۔

معاشرہ کی اقتصادیات و معاشی خوشحالی پر بھرپور توجہ دیں۔ علماء و دانشوروں کی فکری توانائیوں سے معاشرہ و حکومت داری کے اُمور میں بھرپور استفادہ کریں، مشاورت کے عمومی اُصول کو اپنائیں، سفارتی نمائندوں میں پاکیزہ اخلاقی صفات کی بابت پوری نظر رکھیں کیونکہ وہ حکومت کی آوازیں ہیں، خدمت کے جذبہ کے ساتھ کام کریں، تحمل و برداشت کی روش اپنائیں، اپنا طرز زندگی معاشرہ کے کمزور و نادار لوگوں سے زیادہ اُونچا نہ کریں، عوام کے حکام سے رابطہ کرنے میں کوئی خوف لاحق نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی ان کی راہ میں کوئی چیز حائل و مانع بنے، جاگیرداروں اور ثروت مندوں کو رفاہ عامہ کے اُمور میں شریک کر کے ان کی دولت سے معاشرتی فلاح و بہبود میں

Marfat.com

استفادہ کریں، تعلیمی، تربیتی، معاشی، دفاعی اور حقوقی اُمور کی بہتر صورت حال سے رعایا کے اعتماد میں اضافہ کریں، ہر حال میں تقویٰ و پرہیز گاری اور جذبہء خدمت گزاری کی عملی پاسداری کرنا خدا کی رضا و خوشنودی اور اُخروی سعادت کے حصول میں کوشاں رہیں۔

یہ ہے مرتضویؑ نظامِ حکومت کی اساس کہ جس کی بنیادی روح، کتاب وسنت کی پیروی اور عدل اور انصاف کی پاسداری ہے اس میں اہم ترین مسئلہ معاشرتی عدل و انصاف کا ہے جسے حضرت امیر المومنین علیؑ نے اسلامی حکومت کی حقیقی ذمہ داریوں سے تعبیر فرمایا ہے اور اس کے نفاذ کے آسان ترین طریقوں کی رہنمائی کی ہے۔ درحقیقت کسی بھی حکومتی نظام کی یقینی کامیابی کا راز حکمران طبقہ کی عملی روش اور ٹھوس موقف میں مضمر ہے جس کی بابت حضرت علیؑ نے جناب مالک اشترؒ کو ضروری ہدایات جاری فرمائیں کہ جن کا محور خدا کی بندگی و اطاعت کے ساتھ عوام الناس کی فلاح و بہبود اور عدل وانصاف کا کامل عملی نفاذ ہے۔ چنانچہ اس کی عمومی مثالیں حضرت امیر المومنین علیؑ کے دور حکومت میں کثرت کے ساتھ ملتی ہیں۔ آپ نے سب سے پہلی بات حاکم کے احساس خدمت کی صورت میں اپنے ہی حوالہ سے کی تو فرمایا ''کیا میں اسی بات پر خوش و مطمئن رہوں کہ مجھے امیر المومنین کہا جائے جبکہ میں لوگوں یا مسلمانوں کے درد وغم میں ان کا شریک تک نہ بنوں؟'' حاکم کا یہ احساس ہی تمام اُمور کی اصلاح اور مملکت داری کے بہتر عمل کی بنیادی روح ہے۔

حضرت علیؑ کے عادلانہ دورِ حکومت کی تابندہ مثالیں تاریخ کی ناقابل انکار حقیقتیں ہیں چنانچہ غرباء و حاجت مندوں کی دستگیری میں حضرت علیؑ نے جس طرح رات کی تاریکی میں اقدامات کیے ان کے نتیجے میں لوگوں میں ناداری و ذلت کے احساسات ختم ہو گئے اور وہ عزت و آبرو کے ساتھ اپنی زندگی کے اُمور چلاتے رہے۔

Marfat.com

زندگی کیسے گزاری جائے
(حضرت علیؓ کی وصیت)

حضرت علیؓ نے اپنے بیٹوں کو مثالی زندگی گزارنے کے لیے جو وصیت کی اس میں درج ہے۔ یہ وصیت ہے اُس باپ کی جس کا خاتمہ قریب ہے، جو مانتا ہے کہ بدلتا وقت اپنے ساتھ سختیاں لاتا ہے، جس نے دنیا سے منہ موڑ لیا ہے، جو حالات کی مصیبتوں کے سامنے بے بس ہے، جو زمانے کی بُرائیوں کو اچھی طرح جانتا ہے، جو پہلے ہی چلے جانے والوں کی بستی میں رہ رہا ہے اور جس کا اس علاقے سے کسی بھی دن چل چلاؤ ہے۔

یہ وصیت ہے اُس بیٹے کے نام جو دنیا سے ایسی اُمیدیں لگائے ہوئے ہے جو پوری ہونے والی نہیں، جو ہلاک ہو جانے والوں کے راستے پر چل رہا ہے، بیماریوں کا نشانہ ہے، روزگار کے ہاتھوں گروی ہے، جو زمانے کے دُکھوں کی زد میں ہے، جو دنیا کے جال میں گرفتار ہے، اُس کے دھوکے اور فریب کا لین دین کر رہا ہے، موت کا قرض دار ہے، جو اجل کا قیدی اور رنج و غم کا ساتھی، مصیبتوں کا قرابت دار، آفتوں کا نشانہ، خواہشات کا مارا ہوا اور مرنے والوں کے بعد ان کی جگہ لینے والا ہے۔

بیٹے، زمانے کی گردش، دنیا کی بے وفائی اور آخر وقت کے قریب آجانے سے یہ ہوا کہ جی چاہا سب کو بھول جاؤں، ہر طرف سے آنکھیں موند لوں اور اپنے سوا کسی کی فکر نہ کروں، اور جب میں نے دوسروں کی فکر چھوڑ کر خود کو اپنی ہی فکروں تک محدود کر لیا تو میری عقل نے مجھے خواہشات سے روک دیا اور مجھے ان سے بچا لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اپنے معاملات مجھے صاف نظر آنے لگے اور میں اس سچی حقیقت تک پہنچ گیا ہوں جس میں غیر سنجیدہ باتوں کا دخل تک نہیں اور اُس سچائی کو جان گیا ہوں جس میں جھوٹ کی ذرا سی جھلک بھی نہیں۔

Marfat.com

میں نے دیکھا کہ تم میرا ہی ایک ٹکڑا ہو، بلکہ جو میں ہوں وہی تم ہو، یہاں تک کہ اگر تم پر کوئی آفت آئے تو جیسے مجھ پر آئی ہے اور تمہیں موت آئے تو جیسے مجھے آئی ہے۔ اس سے مجھے تمہارا اُتنا ہی خیال ہوا جتنا اپنا ہوسکتا ہے، اسی لیے میں نے یہ وصیت لکھ دی ہے جو تمہیں راستہ دکھائے گی، اب چاہے میں زندہ رہوں یا دنیا سے اُٹھ جاؤں۔

میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا، اُس کا حکم ماننا، اُس کے ذکر سے اپنے دل کو آباد رکھنا اور اُس کی رسّی کو مضبوطی سے تھامے رکھنا۔ تمہارے اور اللہ کے درمیان جو رشتہ ہے اس سے زیادہ مضبوط کوئی رشتہ نہیں ہوسکتا، شرط یہ ہے کہ تم اُسے تھام کر رکھو۔

اپنے دل کو نصیحتوں اور اچھی باتوں سے زندہ رکھنا اور اپنی نیکیوں سے اس دل کی خواہشوں کو مار رکھنا، اُسے یقین کے ذریعے مضبوط رکھنا اور سمجھ داری سے اس کو روشن رکھنا، موت کو یاد رکھ کر اسے قابو میں کرنا، اسے سمجھانا کہ سب کا خاتمہ یقینی ہے، دنیا کے حادثے اس کے سامنے لانا، زمانے کے اُتار چڑھاؤ سے اُسے ڈرانا، گزرے ہوؤں کے حالات اس کے سامنے رکھنا، تم سے پہلے والوں پر جو گزری اسے یاد دلانا، اُن کے گھروں اور کھنڈروں کو جا کر دیکھنا، اور دیکھنا کہ دنیا میں وہ کیا کرتے رہے، کہاں چلے گئے، کہاں اُترے اور کہاں ٹھہرے۔ دیکھو گے تو تمہیں صاف نظر آئے گا کہ وہ دوستوں سے منہ موڑ کر چل دیے اور پردیس کو سدھارے اور وقت دور نہیں جب تمہارا شمار بھی ان میں ہونے لگے۔ لہٰذا اپنی اصل منزل کے لیے بندوبست کرلو، اپنی آخرت بیچ کر دنیا نہ خریدو۔ جن باتوں کو نہیں جانتے ان کے بارے میں بات نہ کرو۔ جس چیز کا تم سے تعلق نہیں اس کے بارے میں زبان نہ ہلاؤ۔ جس راہ میں بھٹک جانے کا اندیشہ ہو اس راہ میں قدم نہ اُٹھاؤ کیونکہ قدم کا روک لینا ہولناکیوں میں پھنسنے سے بہتر ہے۔

دوسروں کو نیکی کی راہ پر لگاؤ تاکہ خود بھی نیکوں میں گنے جاؤ۔ ہاتھ اور زبان کے ذریعے بُرائی کو روکتے رہو۔ جہاں تک ہوسکے بُروں سے الگ رہو۔ خدا کی راہ میں ایسا جہاد کرو کہ جہاد کا حق ادا ہو جائے اور اگر کوئی اس کو بُرا ٹھہرائے تو اس کی باتوں کا اثر نہ لو۔

حق تک پہنچنے کی خاطر ضرورت ہو تو سختیوں میں کود پڑو۔ دین میں سوجھ بوجھ پیدا کرو۔ سختیوں کو برداشت کرنے کی عادت ڈالو اور یاد رکھو، حق کی راہ میں صبر کرنا بہترین اخلاق ہے۔ ہر معاملے میں اپنے لیے اللہ کی پناہ تلاش کرو، اس طرح تم مضبوط پناہ گاہ اور محفوظ قلعے میں پہنچ جاؤ

Marfat.com

گے۔صرف اپنے پروردگار سے سوال کرو کیونکہ دینا اور نہ دینا بس اُسی کے اختیار میں ہے۔اپنے اللہ سے زیادہ سے زیادہ بھلائی چاہو۔

میری وصیت کو سمجھو۔اس سے پہلو بچا کر نہ گزرنا۔اچھی بات وہی ہے جو فائدہ دے،جس علم میں فائدہ نہ ہو اس میں کوئی بھلائی نہیں اور جو علم سیکھنے کے لائق نہ ہو اس سے کچھ حاصل نہیں۔

بیٹے، میں نے دیکھا ہے کہ کافی عمر کو پہنچ چکا ہوں اور مسلسل کم زور ہوتا جا رہا ہوں تو میں وقت ضائع کیے بغیر یہ وصیت لکھ رہا ہوں اور یہ ساری باتیں تحریر کر رہا ہوں۔کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ سب کچھ کہہ نہ پاؤں اور مجھے موت آجائے اور دل کی بات دل ہی میں رہ جائے یا بدن کی طرح عقل اور سمجھ بوجھ کم زور پڑ جائے یا میری وصیت سے پہلے ہی طرح طرح کی خواہشیں تمہیں گھیر لیں،تم دنیا کے جھمیلوں میں اُلجھ جاؤ اور تم بھڑک اُٹھنے والے منہ زور اُونٹ کی طرح ہو جاؤ کیونکہ جس کی عمر کم ہو اس کا دل خالی زمین کی طرح ہوتا ہے کہ اس میں جو بیج ڈالا جائے اسے قبول کر لیتا ہے، اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے کہ تمہارا دل سخت ہو یا دماغ کہیں اور مشغول ہو جائے، تمہیں ضروری باتیں سمجھا دوں تاکہ تم سنجیدگی سے سوچو اور ان باتوں کو قبول کرو جن سے تجربہ کار لوگ ہی تمہیں آزمائش اور جستجو کی زحمت سے بچاتے ہیں۔اس طرح تم تلاش کی محنت سے اور دنیا کو آزمانے کی مشکلوں سے بچ رہے ہو اور تجربے اور علم کی وہ باتیں مشقت اُٹھائے بغیر تم تک پہنچ رہی ہیں جنہیں ہم ڈھونڈتے پھرتے تھے۔اب وہ سب تمہارے سامنے کھول کھول کر بیان کیا جا رہا ہے جو شاید ہماری نظروں سے بھی اوجھل رہ گیا ہے۔

بیٹے،اگرچہ میں نے اتنی عمر نہیں پائی جتنی اگلے لوگوں کی ہوا کرتی تھی پھر بھی میں نے اُن کی زندگی پر غور کیا ہے اور ان کے حالات کے بارے میں سوچا ہے۔ان کے چھوڑے ہوئے نشانوں کو اتنے قریب سے دیکھا ہے کہ میں بھی ان ہی میں سے ایک ہو گیا ہوں بلکہ ان سب کے حالات اور ان کے متعلق معلومات میرے علم میں آئی ہیں اس کے بعد تو یوں لگتا ہے جیسے میں نے تمام عمر ان ہی کے ساتھ گزاری ہے چنانچہ میں نے صاف کو گندے اور نفع کو نقصان سے الگ کر کے پہچان لیا ہے اور اب سب کا نچوڑ تمہارے سامنے رکھ رہا ہوں۔

میں نے یہ کیا ہے کہ اچھی باتوں کو چُن چُن کر تمہارے لیے اکٹھا کر دیا ہے اور فضول باتوں کو تم سے دُور رکھا ہے اور چونکہ مجھے تمہاری ہر بات کا اتنا ہی خیال ہے جتنا ایک مہربان باپ کو

Marfat.com

ہونا چاہیے اور تمہاری اخلاقی تربیت کا بھی خیال ہے لہٰذا مناسب سمجھا ہے کہ تمہیں ادب کی تعلیم ایسے ہی مرحلے پر دوں جب تم عمر کے ابتدائی حصے میں ہو، دنیا میں نئے نئے آئے ہو، تمہاری نیت کھری ہے اور دل کی خواہشیں پاکیزہ ہیں۔

میں نے چاہا تھا کہ پہلے تمہیں اللہ کی کتاب اور شریعت کے حکم اور حلال اور حرام کی تعلیم دوں اور کسی دوسرے موضوع کا رُخ نہ کروں، لیکن یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ جن باتوں پر لوگوں کے عقیدے اور مذہبی خیالات میں اختلاف ہے، ان باتوں پر تمہارے ذہن میں اُسی طرح شبہ نہ پیدا ہو جائے جیسے ان لوگوں کے ذہن میں ہوا ہے۔ اگرچہ یہ بات مجھے پسند نہیں کہ تم سے ان غلط عقیدوں کا ذکر کروں مگر میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں تمہارے خیالات کو مضبوط کر دینا اس سے بہتر ہے کہ تمہیں ایسے حالات میں مبتلا ہو جانے دوں جن میں تمہارے مٹ جانے اور تباہ ہو جانے کا خطرہ ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ اللہ تمہیں نیکی کی توفیق دے گا اور سیدھا راستہ دکھائے گا۔ یہی سوچ کر یہ وصیت نامہ لکھ دیا ہے۔

بیٹے، یاد رکھو کہ تمہاری جس بات سے مجھے خوشی ہوگی یہ ہے کہ تم خدا سے ڈرو، اُس نے جو فرائض عائد کیے ہیں انہیں پورا کرنے میں کمی نہ کرو۔ اپنے گھر اور خاندان کے پاک بزرگوں کے راستے پر چلو کیونکہ جس طرح تم آج اپنے آپ کو دیکھتے ہو، اسی طرح وہ بھی اپنے آپ کو دیکھتے تھے، اور جو تمہارے سوچنے سمجھنے کا ڈھنگ ہے، وہی ان کا ڈھنگ بھی تھا۔ آخر حالات سے سیکھ کر وہ سیدھی راہ پر چلے اور فضول باتوں سے بچے۔ لیکن اگر تمہاری طبیعت یہ قبول نہ کرے اور چاہو کہ خود اپنے تجربے سے سیکھو تو اللہ کا نام لے کر تجربہ شروع کرو، مگر یہ کام سوچ سمجھ کر کرنا ہوگا، شک و شبہ میں رہ کر یا بحث مباحثے میں بے عقلی سے اُلجھ کر نہیں اور اس سے پہلے کہ یہ کام شروع کرو، اپنے اللہ سے مدد کی درخواست کرو، اس سے کامیابی کی توفیق مانگو اور ہر طرح کے شک سے بچ کر رہو کیونکہ شبہ تمہیں حیرت اور گمراہی میں ڈال دے گا اور جب تمہیں یقین ہو جائے کہ دل پر کوئی میل نہیں رہا اور اب وہ تمہارے اختیار میں آ گیا ہے، عقل پختہ ہو کر ایک ٹھکانے پر ٹھہر گئی ہے اور ذہن ایک راہ پر چلنے لگا ہے تو اُس وقت ہی اس وادی میں قدم رکھنا، ورنہ اس راستے میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے جس میں تم ٹھوکریں کھاتے پھرو گے، حالانکہ جسے دین کی تلاش ہو وہ نہ بھٹکتا ہے اور نہ حیرت میں پڑتا ہے، ایسی حالت میں دین کو ڈھونڈنے والے کو چاہیے کہ بچ کر چلے۔

Marfat.com

بیٹے، میری وصیت خوب سمجھ لو اور یاد رکھو کہ جس کے ہاتھ میں موت ہے، اسی کے ہاتھ میں زندگی بھی ہے۔ جو پیدا کرنے والا ہے وہی مارنے والا بھی ہے۔ جو مٹاتا ہے وہی نئی زندگی بھی دیتا ہے اور جو مصیبت میں ڈال کر امتحان لیتا ہے وہی نجات بھی دیتا ہے۔

یقین کرو کہ دنیا جس جگہ ٹھہری ہوئی ہے یہ جگہ اللہ کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق ہے کہ انسان کو نعمتیں بھی ملتی ہیں اور وہ آزمائش میں بھی پڑتا ہے اور پھر آخرت میں اسے وہ صلہ ملتا ہے جسے ہم نہیں جانتے۔

اگر کوئی بات تمہاری سمجھ میں نہ آئے تو ماننے سے انکار نہ کر دینا بلکہ یہ سوچ کر اس پر غور کرنا کہ تم کم سمجھ ہو، کیونکہ جب تم پیدا ہوئے تھے تو ناسمجھ تھے، پھر رفتہ رفتہ تمہیں علم حاصل ہوا اور ابھی نہیں معلوم کتنی باتیں ہیں جن سے تم بے خبر ہو، ایسی باتیں جن پر عقل حیران رہ جاتی ہے اور نگاہ بھٹک جاتی ہے لیکن بعد میں صحیح بات نظر آتی ہے۔ لہٰذا اس مالک سے وابستہ رہو جس نے پیدا کیا ہے، روزی دی ہے اور تمہیں سلیقے اور قرینے سے بنایا ہے۔ اب اُسی کی عبادت کرو، اسی کی طرف دیکھتے رہو اور اسی سے ڈرتے رہو۔

بیٹا، یاد رکھو کہ تمہیں اللہ کے بارے میں جیسی تعلیم رسول اکرم ﷺ نے دی ہے کوئی دوسرا نہیں دے سکتا لہٰذا آپ ﷺ ہی کو خوشی خوشی اپنا رہبر بناؤ اور نجات کے لیے آپ ﷺ ہی کو اپنا قائد تسلیم کرو۔ میں نے تمہیں نصیحت کرنے میں کوئی کمی نہیں کی اور تم کوشش کے باوجود اپنے بارے میں اُتنا نہیں سوچ سکتے جتنا میں سوچ سکتا ہوں۔

اے بیٹے! یاد رکھو کہ اگر تمہارے پروردگار کے ساتھ کوئی دوسرا بھی ہوتا تو اس کے بھی رسول آتے اور اس کی سلطنت اور حکومت کے آثار بھی دکھائی دیتے، اس کے کام اور اس کی خوبیاں بھی نظر آتیں، لیکن نہیں۔ اللہ تو ایک ہے، جیسا کہ اس نے خود کہا ہے، اس کے ملک میں کوئی اس سے ٹکر لینے والا نہیں۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ اس طرح سب سے اول ہے کہ اس کی ابتدا نہیں اور سب سے آخر ہے مگر خود اس کی کوئی انتہا نہیں۔ اس کی شان اس بات سے بڑھ کر ہے کہ دل اور نگاہ کو قائل کر کے اس کے رب ہونے کو ثابت کیا جائے۔ اگر تم نے اس کی حقیقت کو پہچان لیا ہے تو پھر اس کے حکم پر عمل کرو، اس شخص کی طرح جس کی حیثیت معمولی ہوتی ہے، طاقت کم ہوتی ہے، بے چارگی بہت ہوتی ہے اور جو اس کی اطاعت کی جستجو میں رہتا ہے، اس کی سزا سے

Marfat.com

ڈرتا رہتا ہے، جسے اس کی ناراضگی کا اندیشہ لگا رہتا ہے اور اس طرح کے حالات میں وہ اللہ کا محتاج رہتا ہے۔ اللہ نے جس چیز کا حکم دیا ہے وہ بہترین ہے اور جس چیز سے منع کیا ہے وہ بدترین ہے۔

بیٹے، میں نے تمہیں دنیا کے بارے میں خبردار کر دیا ہے کہ اس کی حالت کیا ہے، یہ ہمیشہ رہنے والی نہیں، یہ پائے دار نہیں۔ میں نے تمہیں بتا دیا ہے کہ آخرت میں کیا ہوگا اور وہاں آرام کا کیسا ساز و سامان ملے گا۔ دنیا اور آخرت کی مثالیں تمہارے سامنے ہیں تا کہ ان سے کچھ سیکھو اور ان کے تقاضے پورے کرو۔ جن لوگوں نے دنیا کو خوب سمجھ لیا ہے ان کی مثال ان مسافروں جیسی ہے جن کے پڑاؤ پر قحط کی حالت ہے اور اس پڑاؤ سے ان کا دل اچاٹ ہے لیکن جب وہ سرسبز اور شاداب منزل کی طرف چلے تو راستے میں دُکھ تو بہت جھیلے، دوستوں کا ساتھ چھوٹا، سفر کی مصیبتیں اُٹھائیں، بُرے بُرے کھانے صبر کر کے کھائے اور یہ سب اس لیے کیا تا کہ بالآخر کھلے، کشادہ اور مستقل قیام کے ٹھکانے تک پہنچ جائیں۔ اس منزل کی دُھن میں انہیں راستے کی تکلیفوں کا احساس بھی نہیں ہوا۔ یہ وہ مسافر ہیں جو راہ کے خرچ کو نقصان نہیں سمجھتے۔ انہیں تو سب سے زیادہ وہ چیز پسند ہے جو انہیں ان کی منزل کے قریب اور مقصد کے نزدیک کر دے۔

دوسری جانب وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا سے دھوکا کھایا، ان کا حال ایسے مسافروں جیسا ہے جنہیں سرسبز اور شاداب پڑاؤ ملا مگر یہ اس سے تنگ آ گئے اور اس طرف چل پڑے جہاں سوکھا پڑا ہو اور تباہی پھیلی ہو۔ ان کو تو سخت حادثہ اس وقت پیش آئے گا جب وہ اپنے حالات سے نکل کر ایسی منزل پر پہنچیں گے کہ جہاں انہیں اچانک پہنچنا ہے اور کچھ بھی ہو، ضرور پہنچنا ہے۔

بیٹا، اپنے اور دوسرے کے درمیان ہر معاملے کو خود اپنی ذات کے ترازو پر تولو۔ جو اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لیے پسند کرو اور جو اپنے لیے نہیں چاہتے، دوسروں کے لیے بھی نہ چاہو۔ جس طرح چاہتے ہو کہ تم پر زیادتی نہ ہو، اسی طرح دوسروں پر بھی زیادتی نہ کرو اور جس طرح چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے، اسی طرح دوسروں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرو۔ دوسروں میں جو بُرائی نظر آئے، وہ اگر تمہارے اندر بھی ہو تو اسے بُرا سمجھو۔ دوسرے لوگوں کے ساتھ تمہارا جو رویہ ہو اسی رویے کو اپنے لیے بھی درست سمجھو۔

جو بات نہیں جانتے، اس کے بارے میں منہ نہ کھولو چاہے تمہیں تھوڑا سا علم ہو، اور کسی کے بارے میں وہ بات نہ کہو جو اپنے بارے میں پسند نہیں کرتے ہو۔ یاد رکھو، خود پسندی صحیح راہ پر چلنے

Marfat.com

نہیں دیتی اور عقلوں کو بیمار کر دیتی ہے۔ روزی کمانے میں دوڑ دھوپ کرو اور یوں نہ کماؤ کہ بعد میں دوسرے کھائیں اور جب سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق ہو جائے تو اپنے پروردگار کے سامنے سب سے زیادہ جھک کر پیش ہونا۔ دیکھو تمہارے سامنے ایک لمبا اور مشکل راستہ ہے، اس کے علاوہ تمہیں اس راستے کے سفر کا سامان بھی ساتھ لینا ہے۔ جتنی ضرورت ہو اتنے سامانِ سفر کا اندازہ کر لو مگر ساتھ ہی ساتھ پیٹھ کا بوجھ ہلکا رکھو۔ اپنے کاندھوں پر اتنا بوجھ لے کر نہ چلو کہ اس کا وزن تمہارے لیے مصیبت بن جائے، اور اگر تمہیں کوئی ایسا ضرورت مند مل جائے جو تمہارا سامان قیامت تک اُٹھائے رکھے اور جب بھی تمہیں اس کی ضرورت پڑے فوراً ہی تمہارے حوالے کر دے تو اسے غنیمت جانو اور سامان اُس پر لاد دو اور جتنا ہو سکے اس کی پیٹھ پر رکھ دو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ پھر تم ایسے شخص کو ڈھونڈو اور نہ پاؤ۔ اگر کوئی شخص تمہاری دولت مندی کے دنوں میں تم سے قرض مانگ رہا ہے اور وعدہ کر رہا ہے کہ تمہاری تنگی کے دنوں میں لوٹا دے گا تو اسے غنیمت جانو۔

یاد رکھو، تمہارے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے جس میں ہلکے پھلکے آدمی کا چلنا بوجھل آدمی سے کہیں اچھا رہے گا اور آہستہ چلنے والا آدمی تیز رفتار دوڑنے والے کے مقابلے میں بہتر حالت میں ہوگا۔ تمہاری منزل یا تو جنت ہے یا دوزخ، لہٰذا پہلے ہی طے کر لو کہ تمہیں کس منزل پر اُترنا ہے اور پڑاؤ ڈالنے سے پہلے اس جگہ کو اچھی طرح سمجھ لو کیونکہ ایک بار جب مر گئے تو پھر نہ معافی کا امکان ہے اور نہ دنیا کی طرف واپسی ممکن ہے۔

یقین کرو کہ جس کے ہاتھوں میں زمین اور آسمان کے تمام خزانے ہیں، اُس نے تمہیں مانگنے کی اجازت دے رکھی ہے اور تمہاری درخواست قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے اور کہا ہے کہ تم مانگو، وہ دے گا، تم رحم کی درخواست کرو، وہ رحم کرے گا۔ اس نے اپنے اور تمہارے درمیان پہرے دار نہیں کھڑے کیے ہیں جو تمہیں روکتے ہیں۔ نہ تمہیں اس پر مجبور کیا ہے کہ تم کسی کو اس کے ہاں سفارش کے لیے لاؤ تب ہی کام ہوگا۔ اگر تم نے گناہ کیے ہیں تو اس نے توبہ کی گنجائش ختم نہیں کی ہے اور سزا دینے میں جلدی بھی نہیں کی ہے۔ تم غلطی کے بعد توبہ کرتے ہو تو تمہاری غلطیوں کے طعنے بھی نہیں دیتا اور تمہیں بدنام بھی نہیں کرتا حالانکہ ایسے کام کر کے تمہیں رسوا ہونا ہی تھا۔ نہ اس نے توبہ قبول کرنے میں (کڑی شرطیں لگا کر) تمہارے ساتھ سختی کی ہے، نہ گناہ کے بارے میں تم سے سختی کے ساتھ پوچھ گچھ کرتا ہے اور نہ اپنی رحمت سے مایوس کرتا ہے بلکہ اُس نے گناہ ترک کر

Marfat.com

دینے کو بھی نیکی قرار دیا ہے۔ یہی نہیں، وہ ایک بُرائی کو ایک ہی گنتا ہے اور ایک نیکی کو دس بار شمار کرتا ہے۔اس نے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے۔ جب بھی اسے پکارو، تمہاری پکار سنتا ہے۔ جب بھی دل ہی میں اس سے کچھ کہو، وہ جان لیتا ہے۔تم اس سے مرادیں مانگتے ہو اور اسی کے سامنے اپنے دل کے بھید کھولتے ہو، اس سے اپنے دُکھ درد کا رونا روتے ہو اور التجا کرتے ہو کہ تمہیں مصیبتوں سے نکالے۔تم اسی سے اپنے کاموں میں مدد مانگتے ہو اور اس کی رحمت کے خزانوں سے وہ چیزیں طلب کرتے ہو جو کوئی دوسرا کسی حال میں نہیں دے سکتا، مثلاً چاہتے ہو کہ تمہاری عمر بڑھے، تمہیں جسمانی صحت اور طاقت ملے یا خوب خوب رزق حاصل ہو۔اس نے دعا کی اجازت دے کر تمہارے ہاتھ میں اپنے خزانے کی کنجیاں دے دی ہیں کہ جب چاہو ان کنجیوں سے رحمت کے دروازے کھول سکتے ہو اور نعمتوں کی بارشیں برسا سکتے ہو۔

ہاں کبھی دعا قبول ہونے میں دیر ہو جائے تو اس سے نا اُمید نہ ہو کیونکہ دعا کا قبول ہونا تمہاری نیت پر منحصر ہے۔کبھی کبھی دعا قبول ہونے میں دیر کی جاتی ہے، اس میں مانگنے والے کو اس کی طلب سے زیادہ اور اُمیدوار کو اس کی اُمید سے زیادہ بخشش ہو سکتی ہے۔ایسا بھی ہوتا ہے کہ تم کوئی چیز مانگتے ہو اور وہ نہیں ملتی مگر آگے چل کر دُنیا یا آخرت میں اس سے اچھی چیز مل جاتی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ تمہاری بھلائی کی خاطر تمہیں محروم رکھا جائے کیونکہ تم ایسی چیز بھی مانگ سکتے ہو کہ اگر تمہیں دے دی جائے تو تمہارے دین کی بربادی کا خطرہ ہے۔تمہاری دعا ان ہی باتوں کے لیے ہو جو تمہارے لیے فائدہ مند ہوں اور جو چیزیں نقصان دہ ہیں وہ تم سے دُور رہیں۔ دولت باقی رہنے والی نہیں اور نہ تم اس کے لیے باقی رہنے والے ہو۔

بیٹے، تمہیں آخرت کے لیے پیدا کیا گیا ہے، دنیا کے لیے نہیں۔تم مٹ جانے کے لیے بنائے گئے ہو، ہمیشہ باقی رہنے کے لیے نہیں۔تم موت کے لیے بنے ہو، زندگی کے لیے نہیں۔تم اُس گھر میں ہو جسے ہر حال میں چھوڑنا ہے اور جہاں صرف ضرورت بھر کا سامان اکٹھا کرنا ہے کیونکہ تم آخرت کی طرف جا رہے ہو، موت تمہارا پیچھا کر رہی ہے جس سے بھاگنے والا بچ نہیں سکتا اور اس کے ہاتھ سے نکل نہیں سکتا، موت ہر حال میں اسے پالے گی، لہٰذا اس کی طرف سے ہوشیار رہو کیونکہ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں بُرے حالات میں دبوچ لے اور تم توبہ کے لیے سوچتے ہی رہ جاؤ اور موت تمہارے اور توبہ کے درمیان حائل ہو جائے۔ایسا ہو تو سمجھ لو کہ تم نے اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالا۔

Marfat.com

بیٹے، موت کو برابر یاد کرتے رہو اور ان حالات کو نہ بھولو جو اچانک سر پر آ جائیں گے، تا کہ جب وہ آئیں تو تم اپنی دیکھ بھال کا سامان تیار رکھو اور اس کے لیے خود کو مضبوط کر لو تا کہ وہ یک لخت آ کر تم پر قبضہ نہ کر لیں۔

اور خبر دار، دنیا والوں کو دنیا کی طرف جھکتے اور اس پر جان چھڑکتے دیکھ کر تم دھوکے میں نہ آ جانا کہ پروردگار اس کے بارے میں تمہیں بتا چکا ہے اور دنیا خود بھی اپنی مصیبتوں کا حال سُنا چکی ہے اور اپنی بُرائیوں کو کھول کھول کر بیان کر چکی ہے۔ جو لوگ دُنیا پر مرتے ہیں وہ بھونکنے والے کُتے اور پھاڑ کھانے والے درندے ہیں جو آپس میں ایک دوسرے پر غرّاتے ہیں، طاقت ور کمزور کو نگل لیتا ہے اور بڑا چھوٹے کو کچلے ڈالتا ہے۔ یہ سب جانور ہیں جن میں بعض بندھے ہوئے اور بعض کھلے ہوئے ہیں جنہوں نے عقل کا دامن چھوڑ دیا ہے اور نامعلوم راستے پر چلے جا رہے ہیں، یعنی وہ مشکل راہوں میں آفتوں کی چراگاہ میں چھٹے ہوئے ہیں جہاں نہ کوئی رکھوالا ہے جو انہیں سیدھے راستے پر لگا دے اور نہ کوئی چرواہا ہے جو انہیں چارہ دے۔ دنیا نے انہیں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیا ہے اور ان کی آنکھوں کا یہ حال کر دیا ہے کہ روشنی کا مینار انہیں نظر آنا بند ہو گیا ہے۔ یہ دنیا کی بھول بھلیوں میں پھنس گئے ہیں اور اس کی لذتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ یہ تو اس دنیا ہی کو اپنا رب سمجھ بیٹھے ہیں، دنیا ان کے ساتھ کھلواڑ کر رہی ہے، یہ دنیا کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ افسوس انہوں نے آنے والی دنیا کو بھلا دیا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ جلد ہی اندھیرا دور ہو جائے گا اور قافلہ خود کو منزل پر پائے گا۔ جو کوئی مسلسل گزرتے رات اور دن کے گھوڑے پر سوار ہے وہ اگرچہ ٹھہرا ہوا ہے مگر چلا جا رہا ہے، اس نے اگرچہ ایک جگہ پڑاؤ ڈالا ہوا ہے مگر اس کا راستہ کٹتا جا رہا ہے۔

یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ تمہاری آرزوئیں کبھی پوری نہیں ہو سکتیں، اور تم جتنی زندگی لے کر آئے ہو اس سے زیادہ نہیں جی سکتے۔ تم بھی اپنے پہلے والوں کی راہ پر ہو لہٰذا اپنی طلب کی رفتار دھیمی رکھو اور روزی کمانے میں نہ تیز چلو، نہ سست، کیونکہ اکثر طلب کا نتیجہ مال کا گنوانا ہوتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ روزی کی تلاش میں لگا رہنے والا کامیاب ہی ہو اور رزق کی دوڑ دھوپ میں نہ تیز، نہ سست، بیچ کا راستہ اختیار کرنے والا محروم ہی رہے۔ ہر قسم کی ذِلت سے اپنے آپ کو بچاؤ چاہے وہ تمہیں کتنی ہی بڑی نعمتوں کی طرف لے جانے والی ہو، کیونکہ عزت کا بدل تمہیں نہیں مل سکتا۔

Marfat.com

دوسروں کے غلام نہ بن جاؤ کیونکہ اللہ نے تمہیں آزاد بنایا ہے۔ وہ بھلائی بھلائی نہیں جو بُرائی سے آئے۔ وہ دولت دولت نہیں جو ذِلّت کی راہ سے حاصل ہو۔ خبردار، خبردار، تمہیں لالچ کی سرپٹ دوڑنے والی سواریاں ہلاکت کے گھاٹ پر نہ لے جائیں۔ جہاں تک ممکن ہو اپنے اور خدا کے درمیان کسی کا احسان نہ آنے دو کیونکہ تمہارا حصہ تو ہر حال میں تمہیں مل کر رہے گا۔ خدا کا دیا ہوا تھوڑا، مخلوق کے دیے ہوئے بہت سے کہیں زیادہ ہے حالانکہ مخلوق کے پاس بھی جو کچھ ہے، خدا ہی کا دیا ہوا ہے۔

چپ رہنے سے پیدا ہونے والی خرابی کا علاج آسان ہے، مگر گفتگو سے پیدا ہونے والی خرابی کا علاج مشکل ہے۔ برتن کے اندر کا سامان برتن کا منہ بند کر کے ہی محفوظ کیا جاتا ہے۔ اپنا مال نہ خرچ کرنا، دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے کہیں اچھا ہے۔ (کچھ نہ ملنے کی) مایوسی کی کڑواہٹ، دوسروں سے مانگنے (کی مٹھاس) سے بہتر ہے۔ آبرو کے ساتھ محنت مزدوری، بدکاری کے ساتھ مال داری سے بہتر ہے۔ ہر انسان اپنے راز خود ہی خوب چھپا سکتا ہے لیکن کبھی آدمی اپنے پاؤں پر اپنے ہاتھوں کلہاڑی مار لیتا ہے۔ جو زیادہ بولتا ہے وہ زیادہ غلطیاں کرتا ہے۔ نیکوں کے ساتھ اُٹھو بیٹھو، تم بھی نیک ہو جاؤ گے، بُروں سے بچے رہو گے بدی سے دُور رہو گے۔ حرام کھانا بدترین ہے۔ کمزور پر ظلم کرنا سب سے بڑا ظلم ہے۔ جہاں نرمی نامناسب ہو وہاں سختی ہی نرمی ہے۔ کبھی کبھی دوا بیماری ہو جاتی ہے اور بیماری دوا۔ کبھی بُرا چاہنے والا بھلائی کی راہ دکھا جاتا ہے اور کبھی بھلائی چاہنے والا فریب دے جاتا ہے۔

خبردار، اُمیدوں کے سہارے نہ بیٹھنا کیونکہ اُمیدیں احمقوں کا سرمایہ ہوتی ہیں۔ جو کچھ تجربے سے سیکھتے ہو اسے محفوظ رکھنا عقل مندی ہے، بہترین تجربہ وہی ہے جس سے نصیحت حاصل ہو۔ موقع سے فائدہ اُٹھاؤ اس سے پہلے کہ موقع تمہارے حق میں نہ رہے۔ ہر کوشش کرنے والا کامیاب نہیں ہوتا۔ ہر جانے والا واپس نہیں آتا۔ مال کا ضائع کرنا اور عاقبت کو بگاڑ دینا بربادی اور تباہی ہے۔ ہر کام کا ایک نتیجہ اور صلہ ہوتا ہے۔ جو تمہارے مقدر میں ہے تم تک پہنچ کر رہے گا۔ تاجر خطرے مول لیتا ہے لہٰذا کبھی کبھی تھوڑا مال زیادہ منافع دیتا ہے۔ اُس مددگار میں کوئی خیر نہیں جو ذلیل ہو اور وہ دوست بیکار ہے جو بدگمان ہو۔ جب تک زمانہ ساتھ دے، زمانے کا ساتھ دو۔ زیادہ کی اُمید میں تھوڑی چیز کو خطرے میں نہ ڈالو۔ خبردار، زیادہ پانے کی خواہش تمہیں اندھا نہ کر

Marfat.com

دے، ہٹ دھرمی تمہیں بے عقل نہ بنانے پائے۔ دوست دوستی توڑے تو تم اسے جوڑو، وہ دوری اختیار کرے تو تم اس کے نزدیک ہو جاؤ، وہ سختی کرے تو تم نرمی کرو، وہ غلطی کرے تو تم اس کی خاطر عذر (بہانہ) تلاش کرو۔ دوست کے ساتھ اس طرح پیش آؤ جیسے تم اس کے بندے ہو اور اس نے تم پر کوئی احسان کیا ہے، لیکن خبردار۔ یہ برتاؤ اسی کے ساتھ ہو جو اس کا اہل بھی ہو، نااہل کے ساتھ نہ ہو۔

دوست کے دشمن کو اپنا دوست نہ بناؤ ورنہ دوست بھی دشمن ہو جائے گا۔ دوست کو ایسی نصیحت کرو جو لگی لپٹی نہ ہو چاہے اسے اچھی لگے، چاہے بُری۔ غصہ پی جایا کرو۔ میں نے غصّے کے جام سے میٹھا کوئی جام نہیں دیکھا۔ جو تم سے سختی کرے تم اس سے نرمی کرو، وہ خود بخود نرم ہو جائے گا۔ اگر دوستی ترک کرنا ہی پڑے تو بھی کچھ نہ کچھ لگاؤ باقی رکھو تاکہ جب چاہو دوستی کو جوڑ سکو۔ جو تمہارے بارے میں اچھی رائے رکھے، کوشش کرو کہ اس کی رائے جھوٹی نہ نکلے۔ دوست کے بھی کچھ حق ہوتے ہیں، دوستی کے گھمنڈ میں وہ حق ضائع نہ کرو کیونکہ جس کے حق تلف کر دیے جاتے ہیں وہ پھر دوست نہیں رہتا۔ ایسے نہ ہو جاؤ کہ تمہارا گھرانا ہی تمہارے ہاتھوں سب سے زیادہ بدنصیب بن جائے۔ جو کوئی تم سے کنارہ کرے، تم بھی اس کے پیچھے نہ لگے رہو۔ تمہارا دوست تعلق توڑے تو تم محبت کا رشتہ جوڑنے میں اس پر بازی لے جاؤ۔ وہ بُرائی سے پیش آئے تو تم عمدہ سلوک کے معاملے میں اس سے بڑھ جاؤ۔ ظالم کے ظلم سے اپنا دل چھوٹا نہ کرو کیونکہ سچ پوچھو تو وہ خود کو نقصان اور تمہیں فائدہ پہنچا رہا ہے اور جو تمہیں فائدہ پہنچائے اس کا بدلہ یہ نہیں کہ تم اس کے ساتھ بُرائی کرو۔

بیٹے، رزق دو قسم کا ہوتا ہے، ایک وہ جسے تم تلاش کرتے ہو اور دوسرا وہ جو تمہیں تلاش کرتا ہے۔ اگر تم اس تک نہ جاؤ گے تو وہ خود تم تک آ جائے گا۔ ضرورت پڑنے پر گڑگڑانا اور کام نکل جانے پر بداخلاقی سے پیش آنا کتنی بُری عادت ہے۔ دنیا میں تمہارا حصہ بس اتنا ہی ہے جتنے سے تم اپنی عاقبت سنوار سکو۔ اگر تم ہاتھ سے نکل جانے والی چیز پر رونا دھونا کرتے ہو تو پھر ہر اُس چیز پر بھی رنج اور افسوس کرو جو تمہیں نہیں ملی۔ جو کچھ ہو چکا اس کے ذریعے اُس کا پتا چلاؤ جو ہونے والا ہے کیونکہ معاملات تمام کے تمام ایک ہی جیسے ہوتے ہیں اور خبردار، ان لوگوں جیسے نہ ہو جاؤ کہ جن پر نصیحت کا اس وقت تک اثر نہیں ہوتا جب تک ان کو پوری طرح تکلیف نہیں پہنچتی۔ سمجھ دار انسان

Marfat.com

اپنی سمجھ بوجھ سے نصیحت حاصل کرتا ہے اور جانور مار پیٹ سے سیدھا ہوتا ہے۔ سر پر آنے والی مصیبتوں کو پختہ صبر اور بھرپور یقین سے دُور کرو۔ یاد رکھو، جس نے بھی درمیانی (اعتدال کا) راستہ چھوڑا وہ بے راہ ہو گیا۔

سچا دوست رشتے دار کی طرح ہوتا ہے، دوست وہی ہے جو پیٹھ پیچھے دوستی کا حق ادا کرے۔ جو لالچ میں پڑا، سمجھو کہ وہ مصیبت میں پڑا۔ کتنے ہی اپنے ہیں جو غیروں سے زیادہ غیر ہیں اور کتنے ہی غیر ہیں جو اپنوں سے زیادہ عزیز ہیں۔ پردیسی وہ ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو۔ جس نے سچ کی راہ چھوڑی اس کا راستہ تنگ ہے۔ جو اپنی حیثیت پر قائم رہتا ہے، اس کی عزت باقی رہتی ہے۔ سب سے زیادہ مضبوط تعلق وہ ہے جو آدمی اور خدا کے درمیان ہے۔

Marfat.com

سبق آموز خُطبات

خطبہ نمبر 37

میں نے اس وقت اپنے فرائض انجام دیے جبکہ اور سب اس راہ میں قدم بڑھانے کی جرأت نہ رکھتے تھے اور اُس وقت سر اُٹھا کر سامنے آیا جب کہ دوسرے گوشوں میں چھپے ہُوئے تھے اور اُس وقت زبان کھولی جبکہ دوسرے گنگ نظر آتے تھے اور اس وقت نورِ خدا (کی روشنی) میں آگے بڑھا، جبکہ دوسرے زمین گیر ہو چکے تھے، گو میری آواز ان سب سے دھیمی تھی۔ مگر میں سبقت و پیش قدمی میں سب سے آگے تھا۔ میرا اس تحریک کی باگ تھامنا تھا کہ وہ اُڑسی گئی اور مَیں صاف تھا جو اس میدان میں بازی لے گیا۔ معلوم ہوتا تھا جیسے پہاڑ جسے نہ تُند ہوائیں جنبش دے سکتی ہیں اور نہ تیز جھکڑ اپنی جگہ سے ہلا سکتے ہیں۔ کسی کے لیے بھی مجھ میں عیب گیری کا موقع اور حرف گیری کی گنجائش نہ تھی۔ دبا ہُوا میری نظروں میں طاقتور ہے۔ جب تک کہ مَیں اس کا حق دلوا نہ دوں اور طاقت ور میرے یہاں کمزور ہے جب تک کہ میں اس سے دوسرے کا حق دلوا نہ لوں۔ ہم قضائے الٰہی پر راضی ہو چکے ہیں اور اُسی کو سارے اُمور سونپ دیے جائیں۔ کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ مَیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ پر جھوٹ باندھتا ہوں۔ خدا کی قسم میں وہ ہوں جس نے سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی، تو اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کذب تراشی میں کس طرح پہل کروں گا۔ میں نے اپنے حالات پر نظر کی، تو دیکھا کہ میرے لیے ہر قسم کی بیعت سے اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مقدّم تھی اور اُن سے کیے ہوئے عہد و پیان کا جو میری گردن میں تھا۔ (نہج البلاغہ)

خطبہ نمبر 81

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جو اپنی طاقت کے اعتبار سے بلند، اپنی بخشش کے لحاظ سے

Marfat.com

قریب ہے۔ ہر نفع و زیادتی کا عطا کرنے والا، اور ہر مصیبت و ابتلا کا دُور کرنے والا ہے۔ میں اُس کے کرم کی نوازشوں اور نعمتوں کی فراوانیوں کی بناء پر اس کی حمد و ثناء کرتا ہوں میں اس پر ایمان رکھتا ہوں۔ چونکہ وہ اوّل و ظاہر ہے اور اس سے ہدایت چاہتا ہوں۔ چونکہ وہ قریب تر اور ہادی ہے اور اس سے مدد چاہتا ہوں، چونکہ وہ قادر و توانا ہے اور اُس پر بھروسا کرتا ہوں، چونکہ وہ ہر طرح کی کفایت و اعانت کرنے والا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے عبد و رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جنہیں احکام کے نفاذ اور حجّت کے اتمام اور عبرتناک واقعات پیش کر کے پہلے سے متنبہ کر دینے کے لیے بھیجا۔

خدا کے بندو! میں تمہیں اُس اللہ سے ڈرنے کی وصیّت کرتا ہوں جس نے تمہارے (سمجھانے کے) لیے مثالیں پیش کیں اور تمہاری زندگی کے اوقات مقرر کیے۔ تمہیں (مختلف) لباسوں سے ڈھانپا اور تمہارے رزق کا سامان فراواں کیا۔ اُس نے تمہارا پورا جائزہ لے رکھا ہے اور تمہارے لیے جزا مقرر کی ہے اور تمہیں اپنی وسیع نعمتوں اور فراخ عطیوں سے نوازا اور مؤثر دلیلوں سے تمہیں متنبہ کر دیا ہے۔ وہ ایک ایک کر کے تمہیں گن چکا ہے اور اس مقامِ آزمائش و محل عبرت میں اُس نے تمہاری عمریں مقرر کر دی ہیں۔ اس میں تمہاری آزمائش ہے اور اس کی درآمد و برآمد پر تمہارا حساب ہوگا۔ اس دُنیا کا گھاٹ گندلا اور سیراب ہونے کی جگہ کیچڑ سے بھری ہوئی ہے۔ اس کا ظاہر خوشنما اور باطن تباہ کن ہے۔ یہ ایک مٹ جانے والا دھوکا، غروب ہو جانے والی روشنی، ڈھل جانے والا سایہ اور جُھکا ہُوا ستون ہے۔ جب اس سے نفرت کرنے والا اس سے دل لگا لیتا ہے اور اجنبی اس سے مطمئن ہو جاتا ہے، تو یہ اپنے پیروں کو اُٹھا کر زمین پر دے مارتی ہے اور اپنے جال میں پھانس لیتی ہے اور اپنے تیروں کا نشانہ بنا لیتی ہے اور اُس کے گلے میں موت کا پھندا ڈال کر تنگ و تاریک قبر اور وحشت ناک منزل تک لے جاتی ہے کہ جہاں سے وہ اپنا ٹھکانا (جنت یا دوزخ) دیکھ لے، اور اپنے کیے کا نتیجہ پالے۔ بعد میں آنے والوں کی حالت بھی اگلوں کی سی ہے۔ نہ موت کانٹ چھانٹ سے منہ موڑتی ہے اور نہ باقی رہنے والے گناہ سے باز آتے ہیں۔ باہم ایک دوسرے کے طور طریقوں کی پیروی کرتے ہیں اور یکے بعد دیگرے منزلِ منتہا و مقامِ فنا کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ جب تمام معاملات ختم ہو جائیں گے اور دنیا کی عمر تمام ہو جائے گی اور قیامت کا ہنگام آجائے گا تو اللہ سب کو قبر کے گوشوں، پرندوں کے گھونسلوں، درندوں

Marfat.com

کے بھٹوں اور ہلاکت گاہوں سے نکالے گا۔ گروہ در گروہ، صامت و ساکت، ایستادہ وصف بستہ امر الٰہی کی طرف بڑھتے ہوئے اور اپنی جائے بازگشت کی جانب دوڑتے ہوئے، نگاہِ قدرت ان پر حاوی اور پکارنے والے کی آواز ان سب کے کان میں آتی ہوئی ہوگی۔ وہ ضعف و بے چارگی کا لباس پہنے ہوئے ہوں گے اور عجز و بے کسی کی وجہ سے ذلت اُن پر چھائی ہوئی ہوگی۔ حیلے اور ترکیبیں غائب اور اُمیدیں منقطع ہو چکی ہوں گی۔ دل مایوسانہ خاموشیوں کے ساتھ بیٹھتے ہوں گے۔ آوازیں دب کر خاموش ہو جائیں گی۔ پسینہ منہ میں پھندا ڈال دے گا۔ وحشت بڑھ جائے گی اور جب انہیں آخری فیصلہ سنانے، عملوں کا معاوضہ دینے اور عذاب وعقوبت اور اجر و ثواب کے لیے بُلایا جائے گا، تو پکارنے والے کی گرج دار آواز سے کان لرز اُٹھیں گے۔ یہ بندے اُس کے اقتدار کا ثبوت دینے کے لیے وجود میں آئے ہیں اور غلبہ و تسلط کے ساتھ ان کی تربیت ہوئی ہے۔ نزع کے وقت اُن کی روحیں قبض کر لی جاتی ہیں اور قبروں میں رکھ دیے جاتے ہیں۔ (جہاں) یہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور (پھر) قبروں سے اکیلے اُٹھائے جائیں گے اور عملوں کے مطابق جزا پائیں گے اور سب کو الگ الگ حساب دینا ہوگا۔ انہیں دنیا میں رہتے ہوئے گلو خلاصی کا موقع دیا گیا تھا اور سیدھا راستہ بھی دکھایا جا چکا تھا، اور اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے مہلت بھی دی گئی تھی۔ شک و شبہات کی تاریکیاں اِن سے دُور کر دی گئی تھیں اور اس مدتِ حیات و آماجگاہِ عمل میں انہیں کُھلا چھوڑ دیا گیا تھا تاکہ آخرت میں دَوڑ لگانے کی تیاری، اور سوچ بچار سے مقصد کی تلاش کر لیں اور اتنی مہلت پائیں، جتنی فوائد کے حاصل کرنے اور اپنی آئندہ منزل کا سامان کرنے کے لیے ضروری ہے۔ یہ کتنی ہی صحیح مثالیں اور شفا بخش نصیحتیں ہیں۔ بشرطیکہ انہیں پاکیزہ دل اور سننے والے کان اور مضبوط رائیں اور ہوشیار عقلیں نصیب ہوں۔ اللہ سے ڈرو، اس شخص کے مانند جس نے نصیحت کی باتوں کو سُنا تو جُھک گیا۔ گناہ کیا تو اس کا اعتراف کیا۔ ڈرا، تو عمل کیا۔ خوف کیا تو نیکیوں کی طرف بڑھا۔ قیامت کا یقین کیا، تو اچھے اعمال بجا لایا۔ عبرتیں دلائی گئیں، تو اس نے عبرت حاصل کی اور خوف دلایا گیا تو بُرائیوں سے رُک گیا اور (اللہ کی پکار پر) لبیک کہی تو پھر اس کی طرف رُخ موڑ لیا اور اس کی طرف توبہ و انابت کے ساتھ متوجہ ہوا (اگلوں کی) پوری پوری پیروی کی اور حق کے دکھائے جانے پر اُسے دیکھ لیا۔ ایسا شخص طلبِ حق کے لیے سرگرمِ عمل رہا، اور (دُنیا کے بندھنوں سے) چُھوٹ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اُس نے اپنے لیے ذخیرہ فراہم کیا، اور باطن

Marfat.com

کو پاک وصاف رکھا، اور آخرت کا گھر آباد کر لیا۔ سفرِ آخرت اور اُس کی راہِ نوردی کے لیے اور احتیاج کے مواقع اور فقر فاقہ کے مقامات کے پیشِ نظر اس نے زاد اپنے ہمراہ بار کر لیا ہے۔ اللہ کے بندو! اپنے پیدا ہونے کی غرض و غایت کے پیشِ نظر اُس سے ڈرتے رہو، اور جس حد تک اُس نے تمہیں ڈرایا ہے۔ اُس حد تک اُس سے خوف کھاتے رہو، اور اس سے اس کے سچے وعدے کا ایفاء چاہتے ہوئے اور ہولِ قیامت سے ڈرتے ہوئے اُن چیزوں کا استحقاق پیدا کرو، جو اُس نے تمہارے لیے مہیّا کر رکھی ہیں۔

اس نے تمہارے لیے کان بنائے تاکہ ضروری اور اہم چیزوں کو سن کر محفوظ رکھیں، اور اس نے تمہیں آنکھیں دی ہیں تاکہ وہ کوری و بے بصری سے نکل کر روشن و ضیاء بار دیں ہوں اور جسم کے مختلف حصے جن میں سے ہر ایک میں بہت سے اعضاء ہیں جن کے پیچ وخم اُن کی مناسبت سے ہیں اپنی صورتوں کی ترکیب اور عمر کی مدّتوں کے تناسب کے ساتھ ساتھ ایسے بدنوں کے ساتھ جو اپنے ضروریات کو پورا کر رہے ہیں اور ایسے دلوں کے ساتھ ہیں جو اپنی غذائے روحانی کی تلاش میں لگے رہتے ہیں۔ علاوہ دیگر بڑی نعمتوں اور احسان مند بنانے والی بخششوں اور سلامتی کے حصاروں کے اور اس نے تمہاری عمریں مقرر کر دی ہیں جنہیں تم سے مخفی رکھا ہے اور گزشتہ لوگوں کے حالات و واقعات سے تمہارے لیے عبرت اندوزی کے مواقع باقی رکھ چھوڑے ہیں۔ ایسے لوگ جو اپنے نصیب سے لذت اندوز تھے اور کُھلے بندوں آزاد پھرتے تھے۔ کس طرح اُمیدوں کے برآنے سے پہلے موت نے انہیں جا لیا اور عمر کے ہاتھ نے انہیں اُن اُمیدوں سے دُور کر دیا۔ اس وقت انہوں نے کچھ سامان نہ کیا کہ جب بدن تندرست تھے، اور اس وقت عبرت ونصیحت حاصل نہ کی کہ جب جوانی کا دَور تھا۔ کیا یہ بھرپور جوانی والے کمر جھکا دینے والے بڑھاپے کے منتظر ہیں اور صحت کی تروتازگی والے ٹوٹ پڑنے والی بیماریوں کے انتظار میں ہیں اور یہ زندگی والے فنا کی گھڑیاں دیکھ رہے ہیں؟ جب چل چلاؤ کا ہنگام نزدیک اور کوچ قریب ہوگا اور (بسترِ مرگ پر) قلق و اضطراب کی بے قراریاں اور سوز و تپش کی بے چینیاں، اور لعابِ دہن کے پھندے ہوں گے اور عزیز و اقارب اور اولاد و احباب سے مدد کے لیے فریاد کرتے ہوئے اِدھر اُدھر کروٹیں بدلنے کا وقت آ گیا ہوگا، تو کیا قریبیوں نے موت کو روک لیا، یا رونے والیوں کے (رونے نے) کچھ فائدہ پہنچایا۔ اُسے تو قبرستان میں قبر کے ایک تنگ گوشے کے اندر جکڑ باندھ کر

Marfat.com

اکیلا چھوڑ دیا گیا ہے۔ سانپ اور بچھوؤں نے اس کی جلد کو چھلنی کر دیا ہے اور (وہاں کی) پامالیوں نے اس کی تروتازگی کو فنا کر دیا ہے۔ آندھیوں نے اس کے آثار مٹا ڈالے اور حادثات نے اس کے نشانات تک محو کر دیے۔ تروتازہ جسم لاغر و پژمردہ ہو گئے۔ ہڈیاں گل سڑ گئیں اور رُوحیں (گناہ کے) بارگراں کے نیچے دبی پڑی ہیں اور غیب کی خبروں پر یقین کر چکی ہیں۔ لیکن ان کے لیے اب نہ اچھے عملوں میں اضافہ کی کوئی صورت، اور نہ بداعمالیوں سے توبہ کی کچھ گنجائش ہے۔ کیا تم انہی مر چکنے والوں کے بیٹے، باپ، بھائی اور قریبی نہیں ہو۔ آخر تمہیں بھی تو ہُو بہُو انہی کے سے حالات کا سامنا کرنا اور انہی کی راہ پر چلنا ہے، اور انہی کی شاہراہ پر گزرنا ہے۔ مگر دل اب بھی سعادت سے بے رغبت، اور ہدایت سے بے پروا ہیں اور غلط میدان میں جا رہے ہیں۔ گویا ان کے علاوہ کوئی اور مراد و مخاطب ہے، اور گویا ان کے لیے دنیا سمیٹ لینا ہی صحیح راستہ ہے۔ یاد رکھو کہ تمہیں گزرنا ہے صراط پر اور وہاں کی ایسی جگہوں پر جہاں قدم لڑکھڑانے لگتے ہیں اور پَیر پھسل جاتے ہیں، اور قدم قدم پر خوف و دہشت کے خطرات ہیں۔ اللہ سے اس طرح ڈرو، جس طرح وہ مردِ زیرک و دانا ڈرتا ہے کہ جس کے دل کو آخرت کی سوچ بچار نے اور چیزوں سے غافل کر دیا ہو اور خوف نے اُس کے بدن کو تعب و کلفت میں ڈال دیا ہو، اور نمازِ شب نے اِس کی تھوڑی بہت نیند کو بھی بیداری سے بدل دیا ہو، اور اُمیدِ ثواب میں اس کے دن کی تپتی ہوئی دوپہریں پیاس میں گزرتی ہوں اور زہد و ورع نے اس کی خواہشوں کو روک دیا ہو اور ذکرِ الٰہی سے اُس کی زبان ہر وقت حرکت میں ہو۔ خطروں کے آنے سے پہلے اس نے خوف کھایا ہو اور کٹی پھٹی راہوں سے بچتا ہوا سیدھی راہ پر ہو لیا ہو، اور راہِ مقصود پر آنے کے لیے سیدھا راستہ اختیار کیا ہو، نہ خوش فریبیوں نے اس میں پیچ و تاب پیدا کیا ہو، اور نہ مشتبہ باتوں نے اس کی آنکھوں پر پردہ ڈالا ہو۔ بشارت کی خوشیوں اور نعمت کی آسائشوں کو پا کر میٹھی نیند سوتا ہے اور امن چین سے دن گزارتا ہے۔ وہ دنیا کی عبورگاہ سے قابلِ تعریف سیرت کے ساتھ گزر گیا، اور آخرت کی منزل پر سعادتوں کے ساتھ پہنچا۔ (وہاں کے) خطروں کے پیشِ نظر اس نے نیکیوں کی طرف قدم بڑھایا اور اچھائیوں کے لیے اس وقفہء حیات میں تیز گام چلا۔ طلبِ آخرت میں دل جمعی و رغبت سے بڑھتا گیا اور بُرائیوں سے بھاگتا رہا اور آج کے دن کل کا خیال رکھا اور پہلے سے اپنے آگے کی ضرورتوں پر نظر رکھی۔ بخشش و عطا کے لیے جنت اور عتاب و عذاب کے لیے دوزخ سے بڑھ کر کیا ہوگا اور انتقام لینے اور مدد کرنے کے لیے اللہ سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے اور سند و حجت بن کر اپنے خلاف سامنے آنے کے لیے قرآن سے بڑھ کر کیا

Marfat.com

ہے؟ میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیّت کرتا ہوں جس نے ڈرانے والی چیزوں کے ذریعے عذر تراشی کی کوئی گنجائش باقی نہیں رکھی، اور سیدھی راہ دکھا کر حجت تمام کر دی ہے اور تمہیں اُس دشمن سے ہوشیار کر دیا ہے جو چپکے سے سینوں میں نفوذ کر جاتا ہے اور کانا پُھوسی کرتے ہوئے کانوں میں پھونک دیتا ہے۔ چنانچہ وہ گمراہ کر کے تباہ و برباد کر دیتا ہے اور وعدے کر کے طفل تسلیوں سے ڈھارس بندھائے رکھتا ہے۔ (پہلے تو) بڑے سے بڑے جرموں کو سنوار کر سامنے لاتا ہے اور بڑے بڑے مہلک گناہوں کو ہلکا اور سبک کر کے دکھاتا ہے اور جب بہکائے ہوئے نفس کو گمراہی کے ڈھوے پر لگا دیتا ہے اور اُسے اپنے پھندوں میں اچھی طرح جکڑ لیتا ہے تو جسے سجایا تھا اس کو بُرا کہنے لگتا ہے، اور جسے ہلکا اور سبک دکھایا تھا اس کی گراں باری و اہمیت بتاتا ہے اور جس سے مطمئن اور بے خوف کیا تھا۔ اس سے ڈرانے لگتا ہے۔

یا پھر اسے دیکھو، جسے (اللہ نے) ماں کے پیٹ کی اندھیاریوں اور پردے کی اندرونی تہوں میں بنایا۔ جو ایک (جراثیم حیات) سے چھلکتا ہوا نطفہ اور بے شکل وصورت منجمد خون تھا۔ (پھر انسانی خط و خال کے سانچے میں ڈھل کر) جنین بنا اور (پھر) طفلِ شیر خوار اور (پھر حد رضاعت سے نکل کر) طفل (نوخیز) اور (پھر) پورا پورا جوان ہوا۔ اللہ نے اسے نگہداشت کرنے والا دل اور بولنے والی زبان اور دیکھنے والی آنکھیں دیں تاکہ عبرت حاصل کرتے ہوئے کچھ سمجھے بوجھے اور نصیحت کا اثر لیتے ہوئے بُرائیوں سے باز رہے مگر ہوا یہ کہ جب اس (کے اعضاء) میں توازن اور اعتدال پیدا ہو گیا اور اس کا قد و قامت اپنی بلندی پر پہنچ گیا تو غرور و سرمستی میں آکر (ہدایت سے) بھڑک اُٹھا، اور اندھا دُھند بھٹکنے لگا۔ اس طرح کہ رندی و ہوس ناکی کے ڈول بھر بھر کے کھینچ رہا تھا اور نشاط و طرب کی کیفیتوں اور ہوس بازی کی تمناؤں کو پورا کرنے میں جان کھپائے ہوئے تھا۔ نہ کسی مصیبت کو خاطر میں لاتا تھا۔ نہ کسی ڈر اندیشے کا اثر لیتا تھا۔ آخر انہی شوریدگیوں میں غافل و مدہوش حالت میں مر گیا اور جو تھوڑی بہت زندگی تھی اسے بے ہودگیوں میں گزار گیا۔ نہ ثواب کمایا نہ کوئی فریضہ پورا کیا۔ ابھی وہ باقی ماندہ سرکشیوں کی راہ ہی میں تھا کہ موت لانے والی بیماریاں اس پر ٹوٹ پڑیں کہ وہ بھونچکا سا ہو کر رہ گیا اور اُس نے رات اندوہ و مصیبت کی کلفتوں اور درد و آلام کی سختیوں میں جاگتے ہوئے اس طرح گزار دی کہ وہ حقیقی بھائی، مہربان باپ، بے چینی سے فریاد کرنے والی ماں اور بے قراری سے سینہ کوٹنے والی بہن کے سامنے سکرات کی مدہوشیوں

Marfat.com

اور سخت بدحواسیوں اور دردناک چیخوں اور سانس اُکھڑنے کی بے چینیوں اور نزع کی درماندہ کر دینے والی شدتوں میں پڑا ہوا تھا۔ پھر اُسے کفن میں نامرادی کے عالم میں لپیٹ دیا گیا اور وہ بڑے چپکے سے بلا مزاحمت دوسروں کی نقل وحرکت کا پابند رہا۔ پھر اُسے تختے پر ڈالا گیا۔ اس عالم میں کہ وہ محنت ومشقت سے خستہ حال، اور بیماریوں کے سبب سے نڈھال ہو چکا تھا۔ اسے سہارا دینے والے نوجوانوں اور تعاون کرنے والے بھائیوں نے کاندھا دے کر پردیس کے گھر تک پہنچا دیا کہ جہاں میل ملاقات کے سارے سلسلے ٹوٹ جاتے ہیں اور جب مشایعت کرنے والے اور مصیبت زدہ (عزیز واقارب) پلٹ آئے، تو اُسے قبر کے گڑھے میں اُٹھا کر بٹھا دیا گیا۔ فرشتوں کے سوال وجواب کے واسطے سوال کی دہشتوں اور امتحان کی ٹھوکریں کھانے کے لیے اور پھر وہاں کی سب سے بڑی آفت کھولتے ہوئے پانی کی مہمانی اور جہنم میں داخل ہونا ہے اور دوزخ کی لپٹیں اور بھڑکتے ہوئے شعلوں کی تیزیاں ہیں نہ اس میں راحت کے لیے کوئی وقفہ ہے اور نہ سکون وراحت کے لیے کچھ دیر کے لیے بچاؤ ہے۔ نہ روکنے والی کوئی قوت ہے، اور نہ اب سکون دینے والی موت، نہ تکلیف کو بھلا دینے کے لیے نیند، بلکہ وہ ہر وقت قسم قسم کی موتوں اور گھڑی گھڑی کے (نت نئے) عذابوں میں ہوگا۔ ہم اللہ ہی سے پناہ کے خواستگار ہیں۔

اللہ کے بندو! وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں عمریں دی گئیں تو وہ نعمتوں سے بہرہ یاب ہوتے رہے اور انہیں بتایا گیا تو وہ سب کچھ سمجھ گئے اور وقت دیا گیا تو انہوں نے وقت غفلت میں گزار دیا، اور صحیح وسالم رکھے گئے تو اس نعمت کو بھول گئے۔ انہیں لمبی مہلت دی گئی تھی، اچھی اچھی چیزیں بھی انہیں بخشی گئی تھیں، دردناک عذاب سے انہیں ڈرایا بھی گیا تھا اور بڑی چیزوں کے اُن سے وعدے بھی کیے گئے تھے۔ (تو اب تم ہی) ورطۂ ہلاکت میں ڈالنے والے گناہوں اور اللہ کو ناراض کرنے والی خطاؤں سے بچتے رہو۔

اے چشم وگوش رکھنے والو! اے صحت وثروت والو! کیا بچاؤ کی کوئی جگہ یا چھٹکارے کی کوئی گنجائش ہے؟ یا کوئی پناہ گاہ یا ٹھکانا ہے؟ بھاگ نکلنے کا موقع یا پھر دُنیا میں پلٹ کر آنے کی کوئی صورت ہے؟ اگر نہیں ہے تو پھر کہاں بھٹک رہے ہو، اور کدھر کا رُخ کیے ہوئے ہو، یا کن چیزوں کے فریب میں آگئے ہو؟ حالانکہ اس لمبی چوڑی زمین میں سے تم میں سے ہر ایک کا حصّہ اپنے قد بھر کا ٹکڑا ہی تو ہے کہ جس میں وہ مٹی سے اٹا ہوا رُخسار کے بل پڑا ہوگا۔ یہ ابھی غنیمت ہے خدا کے

Marfat.com

بندو، جبکہ گردن میں پھندا نہیں پڑا ہوا ہے اور رُوح بھی آزاد ہے۔ ہدایت حاصل کرنے کی فرصت اور جسموں کی راحت اور مجلسوں کے اجتماع اور زندگی کی بقایا مہلت، اور ازسرِنو اختیار سے کام لینے کے مواقع، اور توبہ کی گنجائش اور اطمینان کی حالت میں قبل اس کے کہ تنگی میں پڑ جائے اور خوف و اضمحلال اس پر چھا جائے اور قبل اس کے کہ موت آ جائے، اور قادر و غالب کی گرفت اُسے جکڑ لے۔

سیّد رضی فرماتے ہیں کہ وارد ہوا ہے کہ جب حضرت علیؑ نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا تو بدن لرزنے لگے، رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ آنکھوں سے آنسو بہ نکلے، اور دل کانپ اُٹھے۔ بعض لوگ اِس خطبہ کو خطبۂ غرا کے نام سے یاد کرتے ہیں:

خطبہ نمبر 151

اُسے اللہ کی طرف سے مُہلت ملی ہے۔ وہ غفلت شعاروں کے ساتھ (تباہیوں میں) گرتا ہے بغیر سیدھی راہ اختیار کیے اور بغیر کسی ہادی و رہبر کے ساتھ دیے صبح سویرے ہی گناہ گاروں کے ساتھ ہو لیتا ہے۔

آخرکار جب اللہ ان کے گناہوں کا نتیجہ ان کے سامنے لائے گا اور غفلت کے پردوں سے انہیں نکال باہر کرے گا تو پھر اس چیز کی طرف بڑھیں گے جسے پیٹھ دکھاتے تھے اور اس شے سے پیٹھ پھرائیں گے جس کی طرف ان کا رُخ رہتا تھا۔ انہوں نے اپنے مطلوبہ سروسامان کو پا کر اور خواہشوں کو پورا کر کے کچھ بھی تو فائدہ حاصل نہ کیا۔ مَیں تمہیں اور خود اپنے کو اس مرحلہ سے متنبہ کرتا ہوں۔ انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس سے فائدہ اُٹھائے، اس لیے کہ آنکھوں والا وہ ہے جو سُنے تو غور کرے اور نظر اُٹھائے تو حقیقتوں کو دیکھ لے اور عبرتوں سے فائدہ اُٹھائے پھر واضح راستہ اختیار کرے جس کے بعد گڑھوں میں گرنے اور شبہات میں بھٹک جانے سے بچتا رہے اور حق سے بے راہ ہوتے اور بات میں ردّوبدل کرنے اور سچائی میں خوف کھانے سے گمراہوں کی مدد کر کے زیاں کار نہ بنے۔ اے سُننے والو! اپنی سرمستیوں سے ہوش میں آؤ غفلت سے آنکھیں کھولو۔ اس دنیا کی دوڑ دُھوپ کو کم کرو اور جو باتیں نبی اُمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان (مُبارک) سے پہنچی ہیں، ان میں اچھی طرح غور و فکر کرو کہ ان سے نہ کوئی چارہ ہے اور نہ کوئی گریز کی راہ۔ جو ان کی خلاف ورزی کرے تم اس سے دوسری طرف رُخ پھیر لو اور اسے چھوڑ دو کہ وہ اپنے نفس کی مرضی پر چلتا رہے۔ فخر کے

Marfat.com

پاس نہ جاؤ اور بڑائی (کے سر) کو نیچا کرو، اپنی قبر کو یاد رکھو کہ تمہارا راستہ وہی ہے اور جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے جو بوؤ گے وہی کاٹو گے جو آج آگے بھیجو گے وہی کل پالو گے، آگے کے لیے کچھ تہیہ کرو، اور اس دن کے لیے سروسامان تیار رکھو۔

اے سُننے والو! ڈرو ڈرو اور اے غفلت کرنے والو! کوشش کرو۔ کوشش کرو تمہیں خبر رکھنے والا جو بتائے گا وہ دوسرا نہیں بتا سکتا۔ قرآنِ حکیم میں اللہ کے ان اٹل اصول میں سے کہ جن پر وہ جزا و سزا دیتا ہے اور راضی و ناراض ہوتا ہے۔ یہ چیز ہے کہ کسی بندے کو چاہے وہ جو کچھ جتن کر ڈالے دنیا سے نکل کر اللہ کی بارگاہ میں جانا ذرا فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ جب کہ وہ ان خصلتوں میں سے کسی ایک خصلت سے توبہ کیے بغیر مر جائے، ایک فرائضِ عبادت میں کسی کو اس کا شریک ٹھہرایا ہو، یا کسی کو ہلاک کر کے اپنے غضب کو ٹھنڈا کیا ہو، یا دوسرے کے کیے پر عیب لگایا ہو، یا دین میں بدعتیں ڈال کر لوگوں سے اپنا مقصد پورا کیا ہو، یا لوگوں سے دورُخی چال چلتا ہو، یا دو زبانوں سے لوگوں سے گفتگو کرتا ہو۔ اس بات کو سمجھو اس لیے کہ ایک نظیر دوسری نظیر کی دلیل ہوا کرتی ہے۔

بلا شبہ چوپایوں کا مقصد پیٹ (بھرنا) اور درندوں کا مقصد دوسروں پر حملہ آور ہونا اور عورتوں کا مقصد اس پست دنیا کو بنانا سنوارنا اور فتنے اُٹھانا ہی ہوتا ہے۔ مومن وہ ہیں جو تکبر و غرور سے دور ہوں مومن وہ ہیں جو خائف و ترساں ہوں۔ مومن وہ ہیں جو ہراساں ہوں۔ (نہج البلاغہ)

خطبہ نمبر 155

تمام، حمد اس اللہ کے لیے ہے جس نے حمد کو اپنے ذکر کا افتتاحیہ، اپنے فضل و احسان کے بڑھانے کا ذریعہ اور اپنی نعمتوں اور عظمتوں کا دلیلِ راہ قرار دیا ہے۔ اے اللہ کے بندو! باقی ماندہ لوگوں کے ساتھ بھی زمانہ کی وہی روش رہے گی جو گزر جانے والے کے ساتھ تھی جتنا زمانہ گزر چکا ہے وہ پلٹ کر نہیں آئے گا، جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ہمیشہ رہنے والا نہیں آخر میں بھی اس کی مصیبتیں ایک دوسرے سے بڑھ جانا چاہتی ہیں اور اس کے جھنڈے ایک دوسرے کے عقب میں ہیں، گویا تم قیامت کے دامن سے وابستہ ہو کہ وہ تمہیں دھکیل کر اس طرح لیے جا رہی ہے جس طرح للکارنے والا اپنی اونٹنیوں کو، جو شخص اپنے نفس کو سنوارنے کے بجائے اور چیزوں میں پڑ جاتا ہے وہ تیرگیوں میں سرگرداں اور ہلاکتوں میں پھنسا رہتا ہے اور شیاطین اُسے سرکشیوں میں کھینچ کر

Marfat.com

لے جاتے ہیں اور اس کی بداعمالیوں کو اس کے سامنے سج دیتے ہیں آگے بڑھنے والوں کی آخری منزل جنت ہے اور عمداً کوتاہیاں کرنے والوں کی حد جہنم ہے۔

اللہ کے بندو! یاد رکھو کہ تقویٰ ایک مضبوط قلعہ ہے اور فسق و فجور ایک (کمزور) چار دیواری ہے کہ جو نہ اپنے رہنے والوں سے تباہیوں کو روک سکتی ہے اور نہ اُن کی حفاظت کر سکتی ہے۔ دیکھو تقویٰ ہی وہ چیز ہے کہ جس سے گناہوں کا ڈنک کاٹا جاتا ہے اور یقین ہی سے منتہائے مقصد کی کامرانیاں حاصل ہوتی ہیں۔

اے اللہ کے بندو! اپنے نفس کے بارے میں کہ جو تمہیں تمام نفسوں سے زیادہ عزیز و محبوب ہے اور اللہ سے ڈرو اس نے تو تمہارے لیے حق کا راستہ کھول دیا ہے اور اِس کی راہیں اُجاگر کر دی ہیں۔ اب یا تو انمٹ بدبختی ہو گی یا دائمی خوش بختی و سعادت۔ دارِ فانی سے عالمِ باقی کے لیے توشہ مُہیا کر لو تمہیں زادِ راہ کا پتہ دیا جا چکا ہے اور کوچ کا حکم مِل چُکا ہے اور چل چلاؤ کے لیے جلدی مچائی جا رہی ہے۔ تم ٹھہرے ہوئے سواروں کے مانند ہو کہ تمہیں یہ پتہ نہیں کہ کب روانگی کا حکم دیا جائے گا۔ بھلا وہ دنیا کو لے کر کیا کرے گا جو آخرت کے لیے پیدا کیا گیا ہو، اور اس مال کا کیا کرے گا جو عنقریب اُس سے چھن جانے والا ہے۔

اللہ کے بندو! خدا نے جس بھلائی کا وعدہ کیا ہے اُسے چھوڑا نہیں جا سکتا اور جس بُرائی سے روکا ہے اس کی خواہش نہیں کی جا سکتی۔

اللہ کے بندو! اس دن سے ڈرو کہ جس میں عملوں کی جانچ پڑتال اور زلزلوں کی بہتات ہو گی اور بچے تک اس میں بوڑھے ہو جائیں گے۔

اے اللہ کے بندو! یقین رکھو کہ خود تمہارا ضمیر تمہارا نگہبان اور خود تمہارے اعضاء و جوارح تمہارے نگران ہیں اور تمہارے عملوں اور سانسوں کی گنتی کو صحیح صحیح یاد رکھنے والے (کراماً کاتبین) ہیں ان سے نہ اندھیری رات کی اندھیاریاں چُھپا سکتی ہیں اور نہ بند دروازے تمہیں اوجھل رکھ سکتے ہیں۔ بلاشبہ آنے والا ''کل'' آج کے دن سے قریب ہے۔

''آج کا دن'' اپنا سب کچھ لے کر چلا جائے گا اور ''کل'' اِس کے عقب میں آیا ہی چاہتا

Marfat.com

ہے۔ گویا تم میں سے ہر شخص زمین کے اس حصہ پر کہ جہاں تنہائی کی منزل اور گڑھے کا نشان (قبر) ہے۔ پہنچ چکا ہے۔ اس تنہائی کے گھر وحشت کی منزل اور مسافرت کے عالم تنہائی (کی ہولناکیوں) کا کیا حال بیان کیا جائے۔ گویا کہ صور کی آواز تم تک پہنچ چکی ہے اور قیامت تم پر چھا گئی ہے اور آخری فیصلہ سننے کے لیے تم (قبروں سے) نکل آئے ہو باطل کے پردے تمہاری آنکھوں سے ہٹا دیے گئے ہیں اور تمہارے حیلے بہانے دب چکے ہیں اور حقیقتیں تمہارے لیے ثابت ہو گئی ہیں اور تمام چیزیں اپنے اپنے مقام کی طرف پلٹ پڑی ہیں۔ عبرتوں سے پند و نصیحت اور زمانہ کے اُلٹ پھیر سے عبرت حاصل کرو اور ڈرانے والی چیزوں سے فائدہ اُٹھاؤ۔ (نہج البلاغہ)

خطبہ نمبر 214

صفین کے موقع پر فرمایا:

اللہ سبحانہ، نے مجھے تمہارے اُمور کا اختیار دے کر میرا حق تم پر قائم کر دیا ہے اور جس طرح میرا تم پر حق ہے، ویسا ہی تمہارا بھی مجھ پر حق ہے۔ یوں تو حق کے بارے میں باہمی اوصاف گنوانے میں بہت وسعت ہے لیکن آپس میں حق و انصاف کرنے کا دائرہ بہت تنگ ہے۔ دو آدمیوں میں اس کا حق اس پر اسی وقت ہے جب دوسرے کا بھی اس پر حق ہو، اور اس کا حق اس پر جب ہی ہوتا ہے۔ جب اس کا حق اس پر بھی ہو اور اگر ایسا ہو سکتا ہے کہ اس کا حق تو دوسروں پر ہو لیکن اس پر کسی کا حق نہ ہو تو یہ امر ذاتِ باری کے لیے مخصوص ہے نہ اُس کی مخلوق کے لیے کیونکہ وہ اپنے بندوں پر پورا تسلط و اقتدار رکھتا ہے اور اُس نے تمام اُن چیزوں میں کہ جن پر اُس کے فرمانِ قضا جاری ہوئے ہیں عدل کرتے ہوئے (ہر صاحبِ حق کا حق دے دیا ہے) اُس نے بندوں پر اپنا یہ حق رکھا ہے کہ وہ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کریں اور اس نے محض اپنے فضل و کرم اور اپنے احسان کو وسعت دینے کی بناء پر کہ جس کا وہ اہل ہے۔ ان کا کئی گنا اَجر قرار دیا ہے۔ پھر اُس نے ان حقوقِ انسانی کو بھی کہ جنہیں ایک کے لیے دوسرے پر قرار دیا ہے۔ اپنے ہی حقوق میں سے قرار دیا ہے اور انہیں اس طرح ٹھہرایا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے مقابلے میں

Marfat.com

برابر اُتریں اور کچھ ان میں سے کچھ حقوق کا باعث ہوتے ہیں اور اس وقت تک واجب نہیں ہوتے جب تک اس کے مقابلہ میں حقوق ثابت نہ ہو جائیں اورسب سے بڑا حق کہ جسے اللہ سُبحانہ نے واجب کیا ہے۔ حکمران کا رعیّت پر اور رعیّت کا حکمران پر ہے کہ جسے اللہ نے والی و رعیّت میں سے ہر ایک کے لیے فریضہ بنا کر عائد کیا ہے اور اُسے اُن میں رابطہ محبت قائم کرنے اور ان کے دین کو سرفرازی بخشنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ رعیّت اُسی وقت خوش حال رہ سکتی ہے جب حاکم کے طور طریقے درست ہوں اور حاکم بھی اُسی وقت صلاح و درستگی سے آراستہ ہو سکتا ہے جب رعیّت اس کے احکام کی انجام دہی کے لیے آمادہ ہو جب رعیّت فرمان روا کے حقوق پورے کرے اور فرمانروا رعیّت کے حقوق سے عہدہ برآ ہو تو اُن میں حق باوقار، دین کی راہیں استوار اور عدل و انصاف کے نشانات برقرار ہو جائیں گے اور پیغمبر ﷺ کی سُنتیں اپنے ڈھرے پر چل نکلیں گی اور زمانہ سُدھر جائے گا۔ بقائے سلطنت کی توقعات پیدا ہو جائیں گی اور دُشمنوں کی حرص و طمع یاس و نا اُمیدی سے بدل جائے گی اور جب رعیّت حاکم پر مُسلط ہو جائے یا حاکمِ رعیّت پر ظلم ڈھانے لگے تو اس موقع پر ہر بات میں اختلاف ہو گا۔ ظلم کے نشانات اُبھر آئیں گے۔ دین میں فساد بڑھ جائیں گے۔ شریعت کی راہیں متروک ہو جائیں گی۔ خواہشوں پر عمل درآمد ہو گا شریعت کے احکام ٹھکرا دیے جائیں گے۔ نفسانی بیماریاں بڑھ جائیں گی اور بڑے سے بڑے حق کو ٹھکرا دینے اور بڑے سے بڑے باطل پر عمل پیرا ہونے سے بھی کوئی نہ گھبرائے گا۔ ایسے موقع پر نیکوکار، ذلیل اور بدکردار، باعزت ہو جاتے ہیں اور بندوں پر اللہ کی عقوبتیں بڑھ جاتی ہیں۔ لہٰذا اس حق کی ادائیگی میں ایک دوسرے کو سمجھانا بجھانا اور ایک دوسرے سے بخوبی تعاون کرنا تمہارے لیے ضروری ہے اس لیے کہ کوئی شخص بھی اللہ کی اطاعت و بندگی میں اس حد تک نہیں پہنچ سکتا کہ جس کا وہ اہل ہے، چاہے وہ اس کی خوشنودیوں کو حاصل کرنے کے لیے کتنا ہی حریص ہو، اور اُس کی عملی کوششیں بھی بڑھی چڑھی ہوئی ہوں۔ پھر بھی اُس

Marfat.com

نے بندوں پر یہ حق واجب قرار دیا ہے کہ وہ مقدور بھر پند و نصیحت کریں اور اپنے درمیان حق کو قائم کرنے کے لیے ایک دوسرے کا ہاتھ بٹائیں۔ کوئی شخص بھی اپنے کو اس سے بے نیاز نہیں قرار دے سکتا کہ اللہ نے جس ذمہ داری کا بوجھ اُس پر ڈالا ہے اس میں اس کا ہاتھ بٹایا جائے، چاہے وہ حق میں کتنا ہی بلند منزلت کیوں نہ ہو اور دین میں اُسے فضیلت و برتری کیوں نہ حاصل ہو اور کوئی شخص اس سے بھی گیا گزرا نہیں کہ حق میں تعاون کرے یا اس کی طرف دستِ تعاون بڑھایا جائے، چاہے لوگ اُسے ذلیل سمجھیں اور وہ اپنی حقارت کی وجہ سے آنکھوں میں نہ سمائے۔

اس موقع پر آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ایک طویل گفتگو کی جس میں حضرت کی بڑی مدح و ثنا کی اور آپ کی باتوں پر کان دھرنے اور ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کا اقرار کیا، تو آپ نے فرمایا جس شخص کے دل میں جلالِ الٰہی کی عظمت اور قلب میں منزلتِ خداوندی کی رفعت کا احساس ہو اُسے سزاوار ہے کہ اس جلالت وعظمت کے پیشِ نظر اللہ کے ماسوا ہر چیز کو حقیر جانے اور ایسے لوگوں میں وہ شخص اور بھی اس کا زیادہ اہل ہے کہ جسے اُس نے بڑی نعمتیں دی ہوں اور اچھے احسانات کیے ہوں اس لیے کہ جتنی اللہ کی نعمتیں کسی پر بڑی ہوں گی اُتنا ہی اُس پر اللہ کا حق زیادہ ہو گا۔ نیک بندوں کے نزدیک فرمانرواؤں کی ذلیل ترین صورتِ حال یہ ہے کہ ان کے متعلق یہ گمان ہونے لگے کہ وہ فخر و سربلندی کو دوست رکھتے ہیں اور ان کے حالات کبر و غرور پر محمول ہو سکیں مجھے یہ بھی ناگوار معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں اس کا وہم و گمان بھی گزرے کہ میں بڑھ چڑھ کر سراہے جانے یا تعریف سُننے کو پسند کرتا ہوں۔ بحمد للہ! کہ میں ایسا نہیں ہوں، اور اگر مجھے اس کی خواہش بھی ہوتی کہ ایسا کہا جائے تو بھی اللہ کے سامنے عاجزی کرتے ہوئے اُسے چھوڑ دیتا کہ ایسی عظمت و بزرگی کو اپنایا جائے کہ جس کا وہی اہل ہے یوں تو لوگ اکثر اچھی کارکردگی کے بعد مدح و ثنا کو خوش گوار سمجھا کرتے ہیں (لیکن) میری اس پر مدح و ستائش نہ کرو کہ اللہ کی اطاعت اور تمہارے حقوق سے عہدہ برآ ہوا ہوں۔ کیونکہ ابھی ان حقوق کا

Marfat.com

ڈر ہے کہ جنہیں پورا کرنے سے میں ابھی فارغ نہیں ہوا، اور ان فرائض کا ابھی اندیشہ ہے کہ جن کا نفاذ ضروری ہے۔ مُجھ سے ویسی باتیں نہ کیا کرو، جیسی جابر و سرکش فرمانرواؤں سے کی جاتی ہیں اور نہ مجھ سے اس طرح بچاؤ کرو۔ جس طرح طیش کھانے والے حاکموں سے بچ بچاؤ کیا جاتا ہے اور مجھ سے اس طرح کا میل جول نہ رکھو جس سے چاپلوسی اور خوشامد کا پہلو نکلتا ہو۔ میرے متعلق یہ گمان نہ کرو کہ میرے سامنے کوئی حق بات کہی جائے گی تو مجھے گراں گزرے گی، اور نہ یہ خیال کرو کہ میں یہ درخواست کروں گا کہ مجھے بڑھا چڑھا دو، کیونکہ جو اپنے سامنے حق کے کہے جانے اور عدل کے پیش کیے جانے کو بھی گراں سمجھتا ہو، اُسے حق و انصاف پر عمل کرنا کہیں زیادہ دُشوار ہوگا تم اپنے کو حق کی بات کہنے اور عدل کا مشورہ دینے سے نہ روکو۔ کیونکہ میں تو اپنے کو اس سے بالاتر نہیں سمجھتا کہ خطا کروں اور نہ اپنے کسی کام کو لغزش سے محفوظ سمجھتا ہوں۔ مگر یہ کہ خدا میرے نفس کو اس سے بچائے کہ جس پر وہ مجھ سے زیادہ اختیار رکھتا ہے ہم اور تُم اُسی رَب کے بے اختیار بندے ہیں کہ جس کے علاوہ کوئی رَب نہیں۔ وہ ہم پر اتنا اختیار رکھتا ہے کہ خود ہم اپنے نفسوں پر اتنا اختیار نہیں رکھتے۔ اُسی نے ہمیں پہلی حالت سے نکال کر جس میں ہم تھے۔ بہبودی کی راہ پر لگایا اور اُسی نے ہماری گمراہی کو ہدایت سے بدلا اور بے بصیرتی کے بعد بصیرت عطا کی۔ (نہج البلاغہ)

Marfat.com

حضرت علیؓ کے اقوال

- کوشش کرو کہ تم دُنیا میں رہو! دُنیا تم میں نہ رہے۔ کیونکہ کشتی جب تک پانی میں رہتی ہے خوب تیرتی ہے لیکن جب پانی کشتی میں آجائے تو وہ ڈوب جاتی ہے۔
- اپنی سوچوں کو پانی کے قطروں سے زیادہ شفاف رکھو کیونکہ جس طرح قطروں سے دریا بنتا ہے اُسی طرح سوچوں سے ''ایمان'' بنتا ہے۔
- کارخانۂ قدرت میں تفکر کرنا بھی ایک عبادت ہے۔
- شرافت عقل وادب سے ہے، نہ کہ مال ونسب سے ہے۔
- کسی سوال کا جواب معلوم نہ ہو تو لاعلمی کا اظہار کر دینا نصف علم ہے۔
- اگر کسی پر بھروسا کرو تو آخر تک کرو، نتیجہ چاہے کچھ بھی نکلے۔ آخر میں آپ کو ایک سچا دوست ملے گا یا پھر ایک اچھا سبق۔
- بے شک سب سے زیادہ ثواب ملنے والی نیکی احسان اور بلاشبہ تمام کاموں میں نیک انجام والا کام صبر ہے۔
- بے شک جو شخص بُرائی کرے اس کے ساتھ بھلائی کر اور لوگوں کے قصور بخشش سے ڈھانپ، کیونکہ معاف کرنا بہت فضیلت ہے۔
- احسان ایک ذخیرہ ہے اور کریم وہ ہے جو اس ذخیرے کو جمع کرے۔
- جو شخص لوگوں سے احسان اور نیکی کرتا ہے، اس کی سب لوگ تعریف وتکریم کرتے ہیں۔
- جو شخص اپنے احسان کو جتلاتا ہے، وہ اسے مکدر اور خراب کر دیتا ہے۔
- جو شخص اپنے احسان کو جتلاتا ہے وہ گویا احسان نہیں کرتا۔

Marfat.com

- احسان غنیمت ہے اور قناعت ایک بڑی نعمت ہے۔
- جو شخص لوگوں کے ساتھ احسان کرتا ہے، اس کے کاموں کا انجام نیک ہو جاتا ہے اور اس کے لیے راہیں آسان ہو جاتی ہیں۔
- احسان کرنا بھلے مانس لوگوں کی خصلت اور بُرائی بُرے لوگوں کی عادت ہے۔
- لوگوں پر احسان کرنے سے قدر بڑھتی ہے اور خاموشی سے عزت و وقار میں اضافہ ہوتا ہے۔
- یہ نہایت سعادت مندی کی بات ہے کہ آدمی ایسے لوگوں کے ساتھ نیکی اور احسان کرے جو اس کے اہل اور سزاوار ہوں۔
- جب کوئی شخص تجھ سے احسان کرے تو اسے ہمیشہ یاد رکھ اور جب تو کسی کے ساتھ احسان کرے تو اسے بھول جا۔
- جو شخص اپنے احسان کو جتلاتا ہے وہ اسے ضائع اور برباد کر دیتا ہے۔
- نہایت بہترین احسان یہ ہے کہ آدمی شریف لوگوں کے ساتھ بھلا کرے۔
- کچھ مانگنا ہو تو ایسے شخص سے مانگو جو دے کر بھول جاتا ہے اور اگر کسی کے ساتھ احسان کرنا ہو تو ایسے شخص کے ساتھ کرو، جو اس کو یاد کرتا اور دہراتا ہے۔
- انسان کے ساتھ جب تک کہ احسان نہ کیا جائے وہ کبھی غلام نہیں ہوتا۔
- احسان سے لوگوں کے دل قابو میں آجاتے اور فضل و کرم کرنے سے سب عیب چھپ جاتے ہیں۔
- تمام نیک کاموں میں جس چیز کا بہت جلد بدلہ ملتا ہے وہ احسان ہے اور سب چیزوں میں سے جس کا زیادہ سخت عذاب آتا ہے۔ وہ شر اور طغیان (سرکشی) ہے۔
- ایمان کی بہترین صفت احسان اور سب سے بُری خصلت ظلم و زیادتی ہے۔
- جو شخص لوگوں سے احسان زیادہ کر دیتا ہے۔ بہت سے لوگ اس کے خدمت گار اور معاون و مددگار ہو جاتے ہیں۔
- اگر تُو لوگوں پر احسان کرے گا تو وہ تیری خدمت کریں گے اور اگر وقار سے رہے گا تو وہ تعظیم سے پیش آئیں گے۔

Marfat.com

- ایمان کی تین علامات ہیں:

  1- کثرت تقویٰ۔

  2- نفس کی شہوتوں کو دبا کر رکھنا۔

  3- نفسانی خواہشوں پر غالب آنا۔

- تین اوصاف ایسے ہیں کہ جس شخص میں موجود ہوں وہ کامل الایمان ہے:

  1- جب راضی اور خوش ہو تو خوشی میں آکر کوئی بُرا کام نہ کرے۔

  2- جب ناخوش ہو تو ناخوشی کے باعث حق سے باہر نہ ہو جائے۔

  3- جب قدرت پائے تو کسی سے کوئی ایسی چیز نہ لے جو اس کی نہ ہو۔

- تین خصائص ایسے ہیں کہ جس شخص میں وہ موجود ہوں، وہ ضرور کامل الایمان ہوتا ہے:

  1- غصے اور خوشی کی حالت میں انصاف کرے۔

  2- فقر و غنا میں میانہ روی اختیار کرلے۔

  3- اللہ تعالیٰ کے عذاب کا خوف اور اس کی رحمت کی اُمید دونوں برابر رکھے۔

- ایمان اس کا نام ہے کہ انسان مصیبت میں صابر اور نعمت میں شکر گزار رہے۔

- ایمان وہ روشن ستارہ ہے جو کبھی بے نور نہیں ہوتا۔

- ایمان زبان کے اقرار اور اعمالِ بدن کا نام ہے۔

- اخلاص ایمان کا اعلیٰ درجہ ہے اور اخلاص ہی پر عبادت کا دار و مدار ہے۔

- ایمان ایک درخت ہے جس کی جڑ یقین، شاخیں پرہیز گاری، پھول حیا اور پھل سخاوت ہے۔

- اللہ تعالیٰ پر ایمان اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنے سے بڑھ کر انسان کے حق میں کوئی زیادہ مفید ذخیرہ نہیں۔

- اپنے ایمان کو صدقہ اور خیرات کرنے سے درست کرو اور اپنے نفس کو تقویٰ اور پرہیز گاری اختیار کرنے سے ٹھیک کرلو۔

Marfat.com

- سب سے اچھا وہ شخص ہے جس کا ایمان خالص اور یقین صادق ہو۔
- اپنے ایمان کو یقین کے ساتھ مضبوط کرو کیونکہ یہ دین کا بہترین جزو ہے۔
- بہت سے عابد ایسے ہیں جن کے دین اور ایمان کا کوئی ٹھکانا نہیں۔
- آدمی جب تک اس بات کی پروا نہ رکھے کہ وہ بھوک کے غلبے کو کس چیز سے ہٹائے گا اور کس کپڑے کو استعمال میں لائے گا تب تک اس کا ایمان کامل اور درست نہیں ہوتا۔
- اچھی طرح پاک دامن رہنا اور تھوڑے مال پر قناعت کرنا ایمان کا ستون ہے۔
- جب تک بندہ ان چیزوں کو محبوب نہ رکھے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں اور ان چیزوں کو بُرا نہ سمجھے، جو اس کے نزدیک بُری اور ناپسند ہیں، تب تک اس کا ایمان کامل نہیں ہوتا۔
- اپنے نفس سے حیا کرنا ایمان کا ثمرہ ہے۔
- اصل ایمان یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا خیال آئے تو انسان اپنے رب تعالیٰ سے حیا کرے اور اس سے شرمائے۔
- وعدہ پورا کرنا بزرگی کی دلیل اور اپنے کام میں کوشش کرنا سعادت مندی کی نشانی ہے۔
- وعدہ پورا کرنا بزرگی کی علامت ہے اور خالص دوستی برکت کا باعث ہے۔
- وعدہ کرو تو اس کے خلاف نہ کرو اگر غصہ آئے تو زبان سے بے ہودہ بات نہ نکالو۔
- اپنے عہد و پیمان کو مضبوط رکھ اور خاکساری اختیار کر کہ تو فلاح پائے۔
- اگر تیرے اور تیرے دشمن کے درمیان کوئی ایسا معاملہ پیش آجائے جس کی وجہ سے تو اس کے ساتھ صلح کرے اور اس سے عہد و پیمان ہو جائے تو اپنے اقرار کی وفاداری کا پاس رکھ اور اپنے عہد و پیمان کو امانت کے ساتھ پورا کر۔
- جو شخص اپنے وعدہ کو ٹالتا رہتا ہے، وہ اگر پورا بھی کرے تو اس میں کچھ لطف نہیں ہوتا۔
- اپنے اقرار کو نہ توڑ۔ اپنے عہد کے خلاف نہ کر اور اپنے دشمن کے ساتھ دھوکا اور فریب نہ کر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا عہد اور قرار تیرے لیے باعث امن ٹھہرایا ہے۔
- جس چیز کو پورا نہ کر سکے اس کا وعدہ نہ کر اور جس چیز کو نبھا نہ سکے اس کی ذمہ داری نہ اُٹھا۔

Marfat.com

- فضول اُمیدوں اور آرزوؤں میں عمریں ضائع اور برباد ہو جاتی ہیں۔
- اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن کا یہ مطلب ہے کہ اخلاص کے ساتھ نیک عمل کرے اور اس کی رحمت کی اُمید رکھے۔
- مال کی محبت اُمیدوں کو پختہ اور مضبوط کرتی، اعمال کو بگاڑتی اور انجام کو خراب کر دیتی ہے۔
- جھوٹی اُمیدوں کا دھوکا فرصت کے وقت کو کھوتا اور موت کو نزدیک کرتا ہے۔
- میں نے رب کو اپنے ارادوں کے ٹوٹنے سے پہچانا۔
- جو شخص کوئی کام کرنے سے پہلے انجام کار کو سوچ لیتا ہے، اس کو اس کام کے تمام پہلو اور نشیب و فراز معلوم ہو جاتے ہیں۔
- جو شخص انجام کار کو سوچتا ہے وہ آفتوں اور مصائب سے بچا رہتا ہے اور جو شخص تجربہ کاری میں مضبوط ہوتا ہے وہ ہلاکتوں سے نجات پالیتا ہے۔
- اول عمر میں جو اوقات ضائع کیے ہیں یا نیک اعمال سے ہاتھ دھوئے تو ان کا آخر عمر میں تدارک کرتا کہ انجام بخیر کرو۔
- انجام کار کی سوچ بچار کر لیا کرتا کہ ہلاکت سے بچا رہے۔
- کسی دوسرے کے غلام مت بنو جب کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو آزاد پیدا کیا ہے۔
- بے شک نفس کی اطاعت اور اس کی خواہشوں کی پیروی تمام مصیبتوں کی بنیاد ہے اور ہر طرح کی گمراہی کا پیش خیمہ۔
- بے شک نقصان اُٹھانے والا وہ شخص ہے جس نے عمر کو برباد کیا اور بلاشبہ قابل رشک وہ شخص ہے جس نے اپنی عمر کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں صرف کیا۔
- بے شک وہ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت بجا لائیں اور اس کی نافرمانیوں سے بچنے میں اپنے نفس سے جہاد کریں، بارگاہ رب العزت میں نیک بندوں اور شہیدوں کا رتبہ پاتے ہیں۔
- جو شخص اپنے نفس کی اطاعت کرتا ہے، وہ اسے ہلاک کر دیتا ہے۔
- صاحب عزت وہ شخص ہے جو اطاعت الٰہی کے زیور سے آراستہ ہو۔

Marfat.com

- عورتوں کی اطاعت احمقوں کی خصلت اور بزرگی کو عیب لگانا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی اطاعت اس کے رسولوں کی ہدایت وارشاد کے مطابق بجالاؤ اور جب عمل کرو تو اخلاص برتو۔
- جائز کاموں میں عورتوں کی اطاعت نہ کرو ورنہ بُرے کاموں کا لالچ کریں گی۔
- اطاعت سے ثواب ملتا ہے اور نافرمانی سے عذاب ہوتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا اچھا وسیلہ اطاعت اور مومن کی اچھی صفت قناعت ہے۔
- انبیاء کی ہدایات کو قبول کرو۔ ان کے لائے ہوئے احکام دل و جان سے مان لو اور ان کی تابع داری میں چلو کہ ان کی شفاعت سے حصہ نصیب ہو۔
- اطاعت کے سوا کوئی عزت نہیں اور قناعت کے سوا کوئی دولت نہیں۔
- جس نے اپنے رب کی اطاعت اختیار کی اور اپنے گناہوں سے ڈرا وہ سیدھی راہ پر آ گیا۔
- عبادت کی غایت اطاعت اور میانہ روی کا ثمرہ قناعت ہے۔
- جو شخص اللہ کی اطاعت اختیار کرتا ہے تو مخلوق میں سے خواہ کوئی شخص اس پر ناخوش ہو اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔
- جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے۔ اس کو نہایت زبردست مدد ملتی ہے اور جو شخص قناعت کو لازم پکڑتا ہے، اس کا فقر و فاقہ اور محتاجی دُور ہو جاتی ہے۔
- جس شخص کا انتظام اور سیاست ٹھیک ہو، اس کی اطاعت اور فرماں برداری ضروری ہو جاتی ہے۔
- جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت اختیار کرتا ہے وہ نہایت بلند درجے کو پہنچ جاتا ہے۔
- اطاعت نہایت مضبوط قلعہ، علم ایک بہت بڑا خزانہ، اخلاص اعلیٰ درجہ کی کامیابی اور نافرمانی بڑے درجہ کی عاجزی ہے۔
- اس شخص کی اطاعت لازم پکڑ جو تجھے دین کی باتیں بتلائے بے شک یہ شخص تجھے ہدایت کرتا اور تیری نجات کراتا ہے۔

Marfat.com

- جس میں امانت داری نہیں اس میں ایمان نہیں۔
- جس شخص کی دیانت داری درست اور صحیح ہوتی ہے اس کی امانت داری بھی ٹھیک ہوتی ہے۔
- جو شخص امین سمجھ کر تجھے کوئی امانت سونپے، اس کے ساتھ دھوکہ کرنا کفر ہے۔
- جو شخص تجھے امین سمجھ کر کوئی امانت تیرے حوالے کرے، اس کی امانت ادا کر دے اور جو شخص تیری امانت میں خیانت کرے تو اس کی امانت میں بھی خیانت نہ کر۔
- سب سے اندھا وہ شخص ہے جو اہل بیت رضی اللہ عنہم سے محبت اور فضیلت سے اندھا ہو۔
- جس شخص کے اخلاق اچھے نہیں ہوتے اس کے چال چلن کی کوئی تعریف نہیں کرتا۔
- مکارم اخلاق کے زیور سے اپنے آپ کو آراستہ کرو۔
- مکارم اخلاق میں سب سے اچھا خلق ایثار کرنا اور سب سے اچھی رائے برگزیدہ لوگوں کی صحبت کو اختیار کرنا ہے۔
- مکارم اخلاق سے جنت ملتی اور صبر سے تکلیف کم ہو جاتی ہے۔
- بے شک تمام لوگوں میں افضل وہ شخص ہے جو باوجود قدرت کے بردباری اختیار کرے، دولت مند ہو کر دنیا سے بے رغبت ہو اور قوت و طاقت رکھتے ہوئے انصاف روا رکھے۔
- جو شخص بردباری اختیار کرتا ہے، لوگ اس کی عزت و تعظیم کرتے ہیں۔
- سخت غصے کی حالت میں تحمل اور بردباری اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچاتی ہے۔
- جواں مردی قناعت اور بردباری کا نام ہے۔
- بردباری غصے کی آگ بجھاتی ہے اور طبع کی تیزی اس کے شعلے کو بھڑکاتی ہے۔
- بردباری صلح پسندی کا ذریعہ ہے اور حیا کمال درجہ کا کرم اور نہایت اچھی خصلت ہے۔
- بردباری عقل کا اور سچائی بزرگی کا کمال ہے۔
- سب لوگوں میں اچھا وہ شخص ہے کہ اگر اسے غصہ آئے تو بردباری کرے، اگر اس پر کوئی ظلم کرے تو اسے بخش دے اور اگر کوئی برائی کرے تو اس کے ساتھ بھلا کرے۔
- حلم اور بردباری کے ساتھ مزین اور آراستہ ہونا نہایت عقل مندی کی بات ہے اور ظلم سے

Marfat.com

باز رہنا عدل و انصاف کی ضروریات سے ہے۔

- غضب اور غصے کا مقابلہ تحمل و بردباری سے کرو تا کہ تمہارے ہر ایک کام کا انجام بخیر ہو۔
- اپنا غصہ مٹانے میں اپنے نفس کو خوار نہ کر اور اگر کوئی شخص نادانی سے پیش آئے تو اس کے ساتھ بردباری سے پیش آ۔
- جو بات طبیعت کو کڑوی اور ناگوار معلوم ہو، اس کو تحمل اور برداشت سے سُن کہ بردباری ایک طرح کی پردہ پوشی ہے۔
- بہترین بردباری یہ ہے کہ انسان اپنے غصے کو پی جائے اور قدرت کے وقت نفس کو قابو میں رکھے۔
- جو شخص بدخلق ہوتا ہے اس کو کوئی دوست اور رفیق نہیں ملتا۔
- بدخلقی نفس کو وحشت میں ڈالتی اور انس و الفت کو مٹا دیتی ہے۔
- بدخلقی نہایت بُری عادت اور اپنے محسن کے ساتھ بُرائی کرنا بہت بُری خصلت ہے۔
- بدخلقی سے آدمی کی زندگانی خراب اور جان کا عذاب ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی بھائی بندی چھ باتوں پر مبنی ہے:

1- اللہ تعالیٰ کے لیے باہم ایک دوسرے کی خیر خواہی کرنا۔

2- اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر ایک دوسرے پر مال و دولت خرچ کرنا۔

3- اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ایک دوسرے کی مدد کرنا۔

4- اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ایک دوسرے کو منع کرنا۔

5- اس کی رضا جوئی کے واسطے ایک دوسرے کی اعانت کرنا۔

6- محبت کو حاصل کرنا۔

- تیرا بھائی اور دوست وہ ہے جو تجھے نیک کام کی ہدایت کرے اور بُرے کام سے منع کرے اور آخرت کی اصلاح کا معاون و مددگار ہو۔
- سب سے بُرا دغا باز بھائی وہ شخص ہے جو تجھے دنیا کے سمیٹنے کی طرف بلائے اور آخرت سے

Marfat.com

غافل کرے۔

- سب سے بُرا بھائی وہ ہے جو خوش حالی اور نعمت میں تجھ سے ملاپ بڑھائے اور تنگ حالی میں تجھ سے جُدا ہو جائے۔
- سب سے اچھا بھائی وہ ہے جو اپنے بھائیوں کا تکلیف رساں نہ ہو اور سب سے اچھا حاکم وہ ہے جو اپنے نفس پر حکمران ہے۔
- سب سے اچھا بھائی وہ ہے جو مکارم اخلاق اور نیک کاموں میں معاون و مددگار ہو اور سب سے اچھا عمل وہ ہے جس میں فرائض ادا کرنے سے انسان سبکدوش ہو جائے۔
- تیرا سب سے اچھا بھائی وہ شخص ہے کہ اگر تجھے کوئی ضرورت پیش آئے تو وہ اسے پورا کرے اور اگر اس کو کوئی حاجت پیش آئے تو وہ تجھے تکلیف نہ دے۔
- سب سے اچھا بھائی وہ ہے جو خیر خواہی کرنے میں فریب نہ کرے۔
- تیرا سب سے اچھا بھائی وہ ہے جو تجھے ہدایت کا راستہ بتلائے۔ تقویٰ اور پرہیز گاری سکھائے اور خواہش نفس کی پیروی سے باز رکھے اور ہٹائے۔
- تیرا سب سے اچھا بھائی وہ ہے جو خود نیک کام کرنے میں جلدی کرے اور تجھے اس کی طرف کھینچ لے جائے اور تجھے نیکی کرنے کو بتلائے اور اس میں ہاتھ بٹائے۔
- اگر تیرا بھائی تیرے ساتھ بُرائی کرتا ہے تو تُو اس کی بُرائی سے بڑھ کر اس کے ساتھ احسان کر اور اگر وہ تجھ سے قطع تعلق کرتا ہے تو تُو اس کے ساتھ پہلے سے بھی زیادہ پیوند قائم رکھ۔
- جو شخص اپنے مال و دولت کی زکوٰۃ ادا کر دیتا ہے وہ بخل سے محفوظ رہتا ہے۔
- جس شخص میں بخل زیادہ ہوتا ہے اس میں عیب بھی زیادہ ہو جاتے ہیں۔
- جو شخص محتاجوں پر اپنا مال خرچ کرنے میں بخل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر نہایت ناخوش ہوتا ہے۔
- مال و دولت خرچ کرنے میں بخل کرنا گویا اپنے معبود اور روزی رساں کے ساتھ بدظنی کرنا ہے۔
- اپنے مال سے اللہ تعالیٰ کی فرض کی ہوئی زکوٰۃ نکالنے میں بخل کرنا نہایت بُرا ہے۔
- جو شخص احسان کرنے میں بخیل ہو اس میں عقل نہیں اور جو شخص اپنی زبان کو محفوظ نہیں رکھتا اس کا ایمان ٹھیک نہیں۔

Marfat.com

- بخل سب عیبوں کو جمع کر لیتا ہے۔
- بدترین شخص وہ ہے جو بخل کا کُرتا پہنے اور ظالموں کا ساتھی بنے۔
- جو آدمی مال دینے میں سب سے زیادہ بخیل ہو وہ اپنی عزت کے دینے میں سب سے زیادہ سخی ہوتا ہے۔
- تمام مخلوق میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے زیادہ دُور وہ شخص ہے جو مالدار ہو کر بخل کرے۔
- بخیل شخص دنیا میں محتاج رہتا ہے اور دُنیا شر اور بُرائی کا کھیت ہے۔
- بخیل ہمیشہ ذلیل اور حاسد ہمیشہ کا بیمار ہے اور بیوقوفی نہایت معیوب اور بُرا خلق ہے۔
- صاحب رائے بہت لوگ ہیں مگر صاحب بصیرت کم ہیں۔
- اہل بصیرت کے لیے ہر ایک نگاہ میں عبرت اور ان کے واسطے ہر ایک تجربے میں نصیحت ہے۔
- گناہوں سے بچنا پہلی مردانگی اور پاک دامنی جواں مردی کی جڑ ہے۔
- عورت کی پاک دامنی اس کے شوہر کی خوشی کا موجب اور اس کے حسن کے باقی رہنے کا باعث ہے۔
- لوگوں کی عجیب حالت ہے کہ بدکاری کو اعلیٰ نسب کا نشان سمجھتے اور پاک دامنی کو تعجب کی بات خیال کرتے ہیں، گویا اسلام کے لباس کو اُلٹا پہن لیا ہے۔
- تمام لوگوں میں سب سے زیادہ پاک وہ شخص ہے جس کا اسلام سب سے اچھا ہے۔
- متقی و پرہیز گاروں میں تین اوصاف ہوتے ہیں:

  1- نیک کاموں کی ہدایت۔

  2- فساد سے پرہیز۔

  3- آخرت کی اصلاح اور دُرستی کی فکر و حرص۔
- بے شک اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سب سے زیادہ پرہیز گار وہ ہے جو خود غرضی سے زیادہ دُور ہے۔
- جو شخص اپنے نفس کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے، وہ کامل درجے کا پرہیز گار ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

- جو شخص اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر کر پرہیز گاری اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بلاؤں سے بچائے رکھتا ہے۔
- جو شخص پرہیز گاری کا لباس پہنتا ہے، اس کا لباس کبھی پرانا نہیں ہوتا۔
- پرہیز گاری گناہوں سے بچنے اور پاک دامنی کا ذریعہ ہے۔
- سچائی پرہیز گاروں کا عمدہ لباس اور سخاوت شرافت طبع کا ثمرہ ہے۔
- پرہیز گاری سے عزت اور بدکاری سے ذلت حاصل ہوتی ہے۔
- پرہیز گاری عذاب سے بچاؤ کی ڈھال اور لالچ اس میں پھنسنے کا جال ہے۔
- پرہیز گاری گناہوں سے بچنے کے لیے ایک ڈھال اور تقویٰ تمام نیکیوں کا سر ہے۔
- برائیوں سے پرہیز کرنا، نیکیاں کمانے سے بہتر ہے۔
- جس شخص میں پرہیز گاری نہیں اس کے دین کی کوئی حفاظت نہیں۔
- پرہیز گاری انسان کو ہر ایک تہمت سے بچاتی ہے۔
- مومن کی پرہیز گاری اس کے اعمال سے ظاہر ہو جاتی ہے اور منافق کی پرہیز گاری صرف اس کی زبان پر رہتی ہے۔
- سب سے اچھی چیز پرہیز گاری اور سب سے بری چیز لالچ ہے۔
- دین کا اچھا مددگار ہونا پرہیز گاری ہے اور اچھا کام وہ ہے جس میں طمع اور لالچ سے نفرت اور بیزاری ہو۔
- جب تک تو برائی کا راستہ بھول نہ جائے تب تک نیکی کا راستہ کبھی نہیں پا سکتا۔
- عقل نہایت مستحکم اور مضبوط اساس اور پرہیز گاری نہایت بہترین لباس ہے۔
- پرہیز گار بن جا، تاکہ گناہوں سے پاک وصاف ہو جائے اور گناہوں سے بچا رہ کہ متقی و پرہیز گار ہو جائے۔
- اہل جنت کے سردار پرہیز گار اور نیکوکار لوگ ہوں گے۔
- پارسائی دنیا کی خواہشوں پر لات مارنے سے حاصل ہوتی ہے۔

Marfat.com

- سب لوگوں میں بہتر وہ شخص ہے۔ جو متقی اور پرہیزگار ہو اور سب میں بُرا وہ ہے جو بدکار اور فاجر ہو۔
- وہ پرہیزگاری جس سے عزت حاصل ہو، اس لالچ سے اچھی ہے، جس سے ذلت پیش آئے۔
- جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، وہ تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرتا ہے اور ہر طرح سے کامیاب ہوتا ہے۔
- بے شک جو شخص تقویٰ کو چھوڑ دیتا ہے وہ نفسانی لذتوں اور خواہشوں میں پڑتا اور بُرائیوں کے جنگل میں بھٹکتا اور بہت سی سزاؤں کا مستحق ہو جاتا ہے۔
- بے شک اللہ تعالیٰ کا تقویٰ، راست روی کی کُنجی، آخرت کا ذخیرہ اور ہلاکت سے نجات ہے اور اسی کی بدولت بھاگنے والے کو نجات ملتی اور مطالب میں کامیابی حاصل ہوتی ہے۔
- بے شک تقویٰ دین و ایمان کی آبادی، اصلاح و دُرستی کی کُنجی اور کامیابی کا چراغ ہے۔
- بے شک اللہ تعالیٰ کا تقویٰ ہی زادراہ اور آخرت میں فائدہ دینے والی چیز ہے۔ یہ ایسا زادراہ ہے کہ اس سے انسان منزل کو پہنچ جاتا ہے اور یہ وہ مفید چیز ہے کہ اس کی بدولت وہاں کامیابی حاصل ہو جاتی ہے۔
- بے شک تقویٰ ایک ایسا مضبوط اور محفوظ گھر ہے کہ جس کے رہنے والے بھی خراب نہیں ہوتے اور جو شخص اس کی پناہ لے اسے کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا۔
- تقویٰ بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک مضبوط رسّی ہے، اگر تم اس کو پکڑو گے تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات پاؤ گے۔
- تقویٰ دین کا پھل اور یقین کا اصل ہے۔
- تقویٰ کا ظاہر دنیا کی شرافت اور اس کا باطن آخرت کی عزت ہے۔
- متقی وہ ہے جو گناہوں سے بچے اور پاک وہ ہے جو عیبوں سے پاک ہو۔
- تقویٰ ایسی نعمت ہے کہ کوئی چیز اس کا عوض اور نعم البدل نہیں ہو سکتی۔
- تقویٰ کو لازم پکڑ کیونکہ یہ بزرگوں کی خصلت ہے۔

Marfat.com

- تقویٰ اور پرہیزگاری کو لازم پکڑ کہ یہ انبیائے کرام علیہم السلام کا خلق اور ان کی خصلت ہے۔
- تقویٰ نہایت مستحکم بنیاد اور صبر نہایت مضبوط لباس ہے اور طیش غضب کی سواری ہے۔
- تقویٰ اور پرہیزگاری کی پناہ میں رہو کہ یہ ایک ایسی بڑی وسیع اور مضبوط ڈھال ہے کہ جو اس کی پناہ میں آئے اسے ضرور بچالیتی ہے اور جو اس کو اپنا بچاؤ بنائے وہ ضرور بچ جاتا ہے۔
- جو شخص اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے، وہ اپنے آپ کو حقیر کر لیتا ہے۔
- جو شخص اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حقیر اور ذلیل ہو جاتا ہے۔
- جو شخص اپنے نیک عمل پر مغرور ہوتا ہے، وہ اپنے اجر کو باطل کر دیتا ہے۔
- جو شخص تکبر کا جامہ اوڑھتا ہے، وہ فضل ربی اور شرافت آدمیت کا لباس اُتار دیتا ہے۔
- تکبر اور حسد شیطان کے جال اور پھندے ہیں۔
- خود پسندی نعمتوں کی برکت کو روکتی ہے۔
- غرور و تکبر سے رحمتِ رب تعالیٰ دُور ہوتی ہے اور عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے۔
- سب سے بُرا وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو سب سے اچھا خیال کرے۔
- اے مردِ حق تعالیٰ! فخر چھوڑ دے۔ تکبر سے کنارہ کشی کر اور قبر کو یاد رکھ۔
- تکبّر کا مقابلہ تواضع سے ظلم کا مقابلہ عدل سے کرو۔
- جو شخص تکبّر اختیار کرتا ہے وہ ضرور ہلاک ہو جاتا ہے۔
- جو شخص تکبّر کرتا ہے، وہ علم حاصل نہیں کر سکتا اور جو شخص ظالم ہو اس کا کوئی عمل ٹھیک نہیں ہوتا۔
- بے شک جو شخص روزی کی فکر سے، جس کا اللہ تعالیٰ خود ضامن اور ذمہ دار ہے، فارغ ہو کر اپنے نفس کو اس کے فرائض کے ادا کرنے میں مصروف رکھے اور اس کی تقدیر پر نفع و نقصان کی حالت میں راضی رہے وہ سب سے زیادہ سلامتی اور آرام میں رہے گا۔ اس کو نفع اور خوشی حاصل ہو گی اور دوسرے لوگ اس کی حالت پر رشک کریں گے۔
- بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو رزق لوح محفوظ میں کسی بندے کے حق میں لکھ دیا ہے بندہ اس میں ذرہ بھر اضافہ کرنے کے لیے کیسی ہی تدابیر کرے، کتنی ہی زیادہ تلاش کرے

Marfat.com

اور کیا کیا حیلے نکالے وہ اس کو زیادہ نہ کر سکے گا اور اگرچہ کوئی آدمی کیسا ہی کمزور اور روزی کمانے کی تدابیر سے ناآشنا ہو مگر جو رزق اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے لیے مقرر فرمایا ہے وہ اسے ضرور پہنچے گا اور جو لوگ اس مسئلہ کو سمجھ کر اس پر کاربند ہوئے ہیں وہ سب سے زیادہ آرام اور نفع میں ہیں اور جن کو اس میں شک ہے وہ سب سے زیادہ فکر وغم اور نقصان میں ہیں۔

- جو شخص اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہتا ہے وہ نہایت چین و آرام سے زندگی بسر کرتا ہے۔
- جو شخص اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور اس کی تقسیم پر قناعت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے کسی کا محتاج نہیں کرتا۔
- تقدیر پر راضی رہنے پر غم دُور ہو جاتے ہیں۔
- تقدیر ایسی چیز ہے کہ انسان کتنا ہی ہوشیار کیوں نہ ہو مگر وہ اس کی تدبیر پر غالب آجاتی ہے۔
- جب تقدیر آجائے تو تدبیر اور ہوشیاری بیکار ہو جاتی ہے۔
- ایمان کی افضل صفت یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہے۔
- ہر ایک آدمی کی روزی اس کی موت کی طرح مقرر ہو چکی ہے۔
- آنے والے کل کی فکر نہ کر کیونکہ اگر تیری عمر باقی ہو گی تو اللہ تعالیٰ اس دن کی روزی پہنچا دے گا اور اگر تیری عمر آج ختم ہو چکی ہے تو پھر اس روز کی فکر فضول ہے۔
- جو شخص اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہتا ہے، اس کا یقین قوی اور مضبوط ہو جاتا ہے۔
- جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے وہ اس کے سب مطالب پورے کر دیتا ہے۔
- جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسا رکھتا ہے، وہ مستغنی ہو جاتا ہے، اور جو اس پر توکل کرتا ہے، وہ ہر طرح کے فکر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔
- جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرتا ہے اس کا ایمان اور یقین درست و محفوظ ہو جاتے ہیں۔
- اللہ تعالیٰ پر توکل تب ہو سکتا ہے، جب یقین کامل ہو۔
- جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اس کے واسطے بڑے بڑے دُشوار کام آسان ہو جاتے ہیں۔
- سب سے زیادہ تنگ حال وہ شخص ہے جس کی ہمت بڑی، اخراجات زیادہ اور آمدنی کم ہے۔

Marfat.com

- بے شک وہ شخص جاہل ہے جس کو اس کی خواہش نفس بُرے کاموں کی طرف اُبھارے پس ایسے آدمی کی باتیں غلط اور اس کے افعال قابل مذمت ہیں۔
- جاہل گویا ایک پتھر ہے جس سے پانی کی بوند نہیں پھوٹتی۔
- جہالت سے گمراہی اور حرص سے ذلت حاصل ہوتی ہے۔
- جہالت آخرت کو خراب کرتی ہے اور ایمان حسد سے بیزار رہتا ہے۔
- جہالت ایسی بلا ہے جو زندوں کو مردہ کر دیتی ہے اور ہمیشہ بدبختی میں گرفتار رکھتی ہے۔
- جاہل اور نادان دوست کی نسبت عقل مند دشمن اچھا اور قابل اعتبار ہے۔
- جاہل کی زبان اس کی موت اور ہلاکت کی کُنجی ہے۔
- جہالت کی انتہا یہ ہے کہ آدمی اپنی جہالت پر خوشی کرے اور سخاوت کی انتہا یہ ہے کہ جو کچھ موجود ہو سب دے ڈالے۔
- تیزی اور جلد بازی ایک قسم کا جنون ہے اور جلد باز اکثر اپنے کیے پر نادم ہوتا ہے اور اگر وہ نادم نہ ہو تو سمجھو کہ اس کا جنون مستحکم ہو گیا ہے۔
- نیک کام کرنے میں جلدی کرو اور موت کے آنے سے پہلے نیک عمل کرلو کیونکہ جو کچھ تم قیامت کے لیے بھیجو گے اس کا بدلہ پاؤ گے اور جو کچھ اپنی آخرت کے لیے آگے بھیجو گے اس کی جزا ملے گی اور جو پیچھے چھوڑو گے اس کا مطالبہ اور حساب ہو گا۔
- جلد بازی کا ثمرہ ٹھوکر کھانا، زہد کا ثمرہ راحت، شکر کا جرأت اور شجاعت کا ثمرہ غیرت ہے۔
- جلد بازی میں ندامت اور آہستگی میں سلامتی ہے۔
- جلد بازی سے بچو کہ یہ لوگوں کی ملامت کا باعث ہے۔
- جلد بازی سے پرہیز کر کہ اس میں انسان ضرور لغزش کھاتا ہے۔
- جو شخص جلدی کے ساتھ ہر ایک بات کا جواب دے دیتا ہے وہ ٹھیک جواب بیان نہیں کرتا۔
- زیادہ جلدی کرنے سے آدمی لغزش کھاتا اور زیادہ کلام کرنے سے بھائی بندوں کے دلوں میں رنج پیدا ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

- عجلت اور تیزی کی عادت کو دُور کر دے اور دلیل کو اچھی طرح سوچ لیا کر۔ تا کہ خطا سے محفوظ اور لغزش سے مامون رہے۔
- جھوٹے کو جھوٹ کی وجہ سے تین مصائب پیش آتے ہیں:

1- اللہ تعالیٰ اس سے ناخوش ہوتا ہے۔

2- لوگ اسے ذلیل و خوار سمجھتے ہیں۔

3- اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی اس سے ناخوش ہوتے ہیں۔

- جو شخص باطل اور جھوٹ کی اعانت کرتا ہے، وہ آخر کار نقصان اُٹھاتا ہے۔
- جو شخص جھوٹ سے پرہیز کرتا ہے اس کے اقوال سچے اور صحیح ہوتے ہیں۔
- گونگا ہونا جھوٹ بولنے سے بہتر ہے۔
- دروغ گوئی عزت کو گھٹاتی ہے، چہرے کی رونق کو دُور کرتی ہے اور رزق کی برکت کو مٹا دیتی ہے۔
- جھوٹ بولنا ایک بہت بڑا عیب ہے جو آدمی کو ذلیل و خوار کرتا ہے۔
- لوگوں میں سچائی کم اور جھوٹ عام ہو گیا ہے۔
- سب سے بڑھ کر گناہ شرک اور سب سے قبیح چیز جھوٹ ہے۔
- زیادہ جھوٹ بولنا دین کو بگاڑتا اور گناہوں کو بڑھاتا ہے۔
- جھوٹ کا انجام ملامت اور ندامت ہے جب کہ صدق کا انجام نجات و سلامتی ہے۔
- جو شخص دروغ گوئی میں مشہور ہو جاتا ہے اس پر کوئی شخص اعتبار نہیں کرتا۔
- جھوٹ پستی اور ذِلت کا موجب ہے۔
- جہاد جنت کا ایک دروازہ ہے، جس نے اس در سے روگردانی کی، اللہ تعالیٰ نے اس کو رُسوائی اور ذلّت کا پیراہن پہنا دیا، اور ذلت اس کا مقدر بنی۔
- جہاد تین قسم پر ہے:

1- وہ جہاد جس کے ذریعے تم مخالفوں پر غالب آتے ہو، یہ ہاتھ کا جہاد ہے۔

Marfat.com

2- وہ جہاد جو زبان سے کیا جائے۔

3- اور تیسرا جہاد دل کا جہاد، کہ دل میں اچھا کام اور سوچ رکھنا۔

○ بے شک جو شخص اپنے نفس سے جہاد کرے اور اپنے غصہ پر غالب رہے اور اپنے پروردگار کی اطاعت کا محافظ بنے اسے اللہ تعالیٰ روزہ دار اور شب بیدار کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

○ بے شک سب سے افضل جہاد یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ کرے اور بلاشبہ بہتر ایمان یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کے ساتھ انصاف کرے۔

○ بہترین جہاد یہ ہے کہ نفس کو اس کی خواہشوں اور لذات دنیا سے باز رکھا جائے۔

○ نیکیوں کا حکم کرنا اور بدیوں سے روکنا بہترین جہاد ہے۔

○ جہاد دین کا ستون اور سعادت مندوں کا طریق ہے اور مجاہدین کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔

○ بے شک اگر تو اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت بجالائے گا تو وہ تجھے عذاب سے نجات بخشے گا۔

○ اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنا نہایت افضل جہاد ہے۔

○ تکرار کا نتیجہ لڑائی ہے اور لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف سے متنفر کرتا ہے۔

○ جو لوگوں سے بات بات پر خفا ہو جاتا ہے، اسے کوئی شخص مناتا اور راضی نہیں کرتا۔

○ تمام بُرائیوں کی جڑ یہ ہے کہ آدمی ہر ایک سے لڑائی جھگڑا رکھے۔

○ کسی جھگڑالو کے ساتھ مجلس میں جھگڑا نہ کر اور اپنے کام میں کسی جاہل سے مشورہ نہ لے۔

○ بہت سی لڑائیاں ایک لفظ سے شروع ہو جاتی ہیں اور بہت سی حفاظتیں ایک نظر سے حاصل ہو جاتی ہیں۔

○ ایسی گرہ مت کھول جسے تو باندھ نہ سکے اور اس شخص سے جُدائی نہ کر جس کے فراق سے تجھے تکلیف ہو۔

Marfat.com

○ آدمی کی حماقت تین چیزوں سے معلوم ہوتی ہے:

1- فضول و بے معنی باتیں کرنا۔

2- جو بات نہ پوچھو اس کا جواب دینا۔

3- بے سوچے سمجھے ہر کام کو شروع کر دینا۔

○ جو شخص کمینوں کے مجمع میں جاتا ہے، وہ ذلیل و خوار ہو کر رہ جاتا ہے۔

○ حماقت ایک ایسی بیماری ہے جس کا کوئی علاج نہیں، ایسا مرض ہے جو کبھی اچھا نہیں ہوتا۔

○ بڑا احمق وہ ہے جو دوسروں کی بُرائیوں کو بُرا سمجھے اور خود ان پر جما ہوا ہو۔

○ جو محتاجی حماقت کی وجہ سے ہو اس کو کوئی مال کچھ فائدہ نہیں پہنچاتا۔

○ جس کی بات نہ مانی جائے اس کی حکمت نہیں چلتی۔

○ حکمت ایک درخت ہے جو دل میں پیدا ہوتا ہے اور زبان پر پھل لاتا ہے۔

○ فکر سے حکمت پیدا ہوتی ہے اور عبرت پکڑنے سے عصمت حاصل ہوتی ہے۔

○ قرض لینا غلامی اور اس کا ادا کر دینا آزادی۔

○ بہترین حکمت یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو پہچانے اور اپنے مرتبہ پر ٹھہرا رہے یعنی اپنی قدر سے بڑھ کر کوئی بات یا کام نہ کرے۔

○ حکمت کی بات جہاں کہیں ہو اسے لے لے کیونکہ حکمت کی بات گویا ایمان دار لوگوں کی گمشدہ چیز ہے جسے وہ جہاں دیکھتے ہیں، لے لیتے ہیں۔

○ حکمت کا درخت دل میں اُگتا ہے، دماغ میں پروان چڑھتا ہے اور زبان پر پھل لاتا ہے۔

○ وہ تھوڑی سی چیز جس کی ضرورت ہو اس بہت سی چیز سے بہتر ہے۔ جس کی کوئی حاجت نہ ہو۔

○ تین کاموں میں کبھی حیاء نہیں کرنا چاہیے:

1- مہمان کی خدمت۔

2- باپ اور اُستاد کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا۔

3- حق کی تلاش۔

Marfat.com

- جس شخص میں حیا نہیں ہوتی اس میں خیر اور خوبی نہیں ہوتی۔
- جس شخص میں حیا کم ہوتی ہے اس میں پرہیز گاری بھی کم ہوتی ہے اور جس میں پرہیز گاری کم ہو جاتی ہے اس کا دل مردہ اور سیاہ ہو جاتا ہے۔
- حیا جیسی کوئی صفت نہیں اور سخاوت جیسی کوئی فضیلت نہیں۔
- حیا کو اختیار کر کہ یہ بزرگی کا عنوان ہے۔
- ایمان کا اچھا رفیق حیا اور امانت کا اچھا ساتھی وفا ہے۔
- حیا بُرے کاموں سے روکتی ہے اور دین کی مصیبت بہت بڑی مصیبت ہے۔
- حیا کی غایت یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ سے حیا کرے۔
- بے شک لوگ سونے چاندی کی نسبت اچھے ادب کے زیادہ محتاج ہیں۔
- بے شک مکارم اخلاق اس کا نام ہے کہ جو تجھ سے قطع تعلق کرے تو اس سے میل جول رکھ اور جو تجھ پر ظلم کرے تو اس سے درگزر کر۔
- جو شخص اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرتا ہے اس کی اولاد اس کے ساتھ نیک سلوک کرتی ہے۔
- ہر وہ دِن تمہارے لیے عید ہے جس دِن تم اپنی ماں سے مسکرا کے بات کرو۔
- جس شخص میں حُسنِ خلق موجود ہوتا ہے اس کے دوست زیادہ ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ لوگوں کو محبت ہو جاتی ہے۔
- جس شخص کے اخلاق خراب ہو جاتے ہیں اس کی روزی تنگ ہو جاتی ہے اور جس کے اخلاق درست ہوں گے۔ اس کے رزق میں وسعت اور برکت پیدا ہونے لگتی ہے۔
- لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا، اللہ تعالیٰ کی رحمت کو پانا ہے۔
- نیت عمل کی بنیاد اور حیا پسندیدہ خلق ہے۔
- بے شک تمہیں چاندی سونا کمانے کی نسبت ادب حاصل کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔
- تمام لوگوں میں سب سے زیادہ پسندیدہ وہ شخص ہے جس کے اخلاق پسندیدہ ہیں اور ان

Marfat.com

میں سب سے عاقل وہ ہے جو کمینی باتوں سے زیادہ دُور ہے۔

- لوگوں سے اس طرح پیش آؤ کہ اگر مر جاؤ تو وہ تم پر روئیں۔
- حسن اخلاق سے زندگی پرلطف رہتی ہے۔
- حاسد غم میں، جاہل حیرانی میں اور حریص مصیبت میں مبتلا رہتا ہے۔
- حسد ایک لاعلاج بیماری ہے جو حاسد یا محسود کی موت تک دُور نہیں ہوتی۔
- حاسد کی عادت ہے کہ باتوں میں دوستی اور محبت ظاہر کرتا ہے اور معاملات میں دشمنی مخفی رکھتا ہے۔
- اس شخص نے بزرگی کو حاصل نہیں کیا جس نے حسد کو اختیار کیا۔
- حسد ذلیل کرتا ہے اور کینہ سے بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔
- آدمی کا سب سے بُرا ساتھی حسد ہے اور دل میں جتنی چیزیں آتی ہیں ان میں سب سے بُری مصیبت جہالت اور نادانی ہے۔
- حاسد ہمیشہ بیمار اور بخیل ہمیشہ ذلیل ہے۔
- حسد سے پرہیز کرو کہ یہ نفس کے لیے عیب ہے۔
- زنگ لوہے کو کھاتا ہے۔ یہاں تک کہ اسے بالکل مٹا دیتا ہے۔ ویسا ہی حسد بدن کو کھاتا ہے۔ یہاں تک کہ اسے نحیف و لاغر بنا دیتا ہے۔
- حاسد ہمیشہ نہایت بے چین رہتا ہے۔
- وہ شخص حلیم اور بردبار نہیں ہے کہ جب عاجز ہو تو کچھ نہ کہے اور جب قدرت پائے تو انتقام لینے میں اپنے ہاتھ دکھلائے بلکہ حلیم و بردبار وہ شخص ہے کہ جب اسے قدرت اور طاقت ہو تو لوگوں کی غلطیوں سے درگزر کرے اور اس کے ہر ایک کام میں حلم اور بردباری اس پر غالب رہے۔
- غصے کے وقت حلم اور بردباری کی قوت بدلہ لینے کی قوت سے زیادہ بہتر اور افضل ہے۔
- جو شخص حق کا مقابلہ کرتا ہے وہ ضعیف اور کمزور ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

- حق ایک روشن چیز ہے جو لوگوں کی رو رعایت سے پاک ہے۔
- نجات اور سلامتی ان لوگوں کا حق ہے جو حق سے زیادہ محبت کرتے ہیں اور نہ عداوت رکھتے ہیں۔
- حق کے سوا کسی چیز کے ساتھ مانوس نہ ہو اور باطل کے سوا کسی چیز سے نفرت نہ کر۔
- حق کو لوگوں کے ذریعہ مت پہچانو بلکہ حق کے ساتھ اہل حق کو پہچانو۔
- جو لوگ حق شناس ہیں۔ ان سے حق بات دریافت کر کے اس پر عمل کر اور فضول جھگڑوں میں نہ پڑ۔
- حق جہاں کہیں ہو اس کو حاصل کرو۔ خواہ کیسی ہی مصائب و سختیوں میں پھنسنا پڑے۔
- اے مومن تیرا حق کی طرف لوٹ آنا باطل میں ترقی کرنے سے اچھا ہے۔
- جو شخص حق سے آگے بڑھتا ہے، اس پر سب راہیں تنگ ہو جاتی ہیں۔
- حق نہایت روشن راستہ اور سچائی بہت اچھا رہنما ہے۔
- ہر ایک چیز کا ایک بیج ہے اور بُرائی کا بیج حرص ہے۔
- جو شخص تجھے تیرے عیب بتلاتا ہے، وہ درحقیقت تیری خیر خواہی کرتا ہے اور جو تیری تعریف کرتا ہے وہ درحقیقت تجھے ذبح کرتا ہے۔
- خیر خواہی سے محبت اور دوستی پیدا ہوتی ہے اور دل میں کھوٹ رکھنے سے عیب اور بُرائی حاصل ہوتی ہے۔
- خیر خواہی شریفوں کے اخلاق اور دل میں کھوٹ رکھنا کمینوں کی عادات میں سے ہے۔
- جو شخص اپنے دوستوں کی خیر خواہی نہیں کرتا اس کی دوستی میں خلوص نہیں اور جو شخص سخاوت نہیں کرتا اس کے لیے سرداری اور عروج نہیں ہے۔
- جو شخص دوسروں کی خیر خواہی کرتا ہے وہ اپنی ذات کے ساتھ خیانت نہیں کرتا۔
- جو شخص تیرے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کرتا ہے تو تجھے لازم ہے کہ تو اپنے منافع اور فوائد میں اسے اپنا شریک کرے۔

Marfat.com

- دُنیا میں اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنا آخرت کے ڈر سے بچاتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونا دل کو روشن کرتا اور گناہوں کی طرف عود کرنے سے بچائے رکھتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ سے ایسا ڈرو جیسا کہ اس نے اپنی ذات مقدس کی نسبت ڈرایا ہے اور اس سے ایسا خوف کرو جو تمہیں ان کاموں سے باز رکھے جو اس کی ناخوشی کا باعث ہیں۔
- اللہ تعالیٰ سے پوری طرح ڈرتے رہو۔ اس کی رضا جوئی میں کوشش کرو۔ اس کے سخت عذاب سے اپنے آپ کو بچانے کی تدبیر کرو۔
- اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونا، عارفین کی عبادت، آسمانوں اور زمین کی بادشاہت میں فکر کرنا مخلصین کی بندگی ہے۔
- اللہ تعالیٰ کا زیادہ خوف کرنے والا اس کا بڑا عارف ہے۔
- اللہ کا خوف رکھ وہ تجھے امن عطا کرے گا اور اس کے عذاب سے نڈر مت ہو ورنہ وہ سخت عذاب کا مزہ چکھائے گا۔
- جو شخص اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے تمام چیزوں کے خوف وخطر سے امن وامان میں رکھتا ہے۔
- جو شخص اللہ تعالیٰ کا خوف چھوڑ دیتا اور لوگوں سے ڈرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے تمام چیزوں کی نسبت خوف میں رکھتا ہے۔
- اے اللہ تعالیٰ کے بندو! اللہ سے اس شخص کی طرح خوف رکھو جس کا دل آخرت کی فکر میں مشغول اس کی زبان اللہ کی یاد میں مصروف اور وہ اپنے امن کے لیے ہر وقت اس کے عذاب کا خوف رکھتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کا خوف ایمان کی جڑ ہے اور اس کا خوف کرنے سے امن کا لباس ملتا ہے۔
- بے شک تیرا مال سب لوگوں کو کافی نہیں ہوسکتا، پس جو تیرے حق دار ہیں ان کے حقوق بالخصوص ادا کر۔
- بے شک مال دنیا کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں خرچ کرنا بہت بڑی نعمت اور بلاشبہ اس کی

Marfat.com

نافرمانیوں میں لٹانا بہت بڑی مصیبت ہے۔

- جو شخص فقر اور محتاجی کے خیال سے اپنے ہاتھ کو خرچ کرنے سے روک لیتا ہے، وہ خود بخود محتاجی اور فقر کو اختیار کرتا ہے۔
- جو شخص اپنے چھوٹے ہاتھ سے کوئی چیز دے دیتا ہے وہ آخرت میں ایک بڑے ہاتھ سے انعام پائے گا۔
- مال انسان کے لیے وبال جان ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے خرچ ہو تو دوست اور مددگار ہے۔
- دُنیا کے حالات مال و دولت خرچ کرنے کے تابع اور آخرت کے حالات اللہ تعالیٰ کی خوشنودی سے متعلق ہیں۔
- تھوڑا سا مال عطا کرنا بہانہ جوئی اور عذر پیش کرنے سے بہتر ہے۔
- دنیا کا جو مال تو نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیا وہ تیرا ہو چکا اور جو تو چھوڑ مرا وہ دوسروں کا حصہ ٹھہرا۔
- جو نیک نامی مال خرچ کرنے سے حاصل ہوتی ہے اور کسی چیز سے حاصل نہیں ہوتی اور بخل کے برابر عزت کو کوئی چیز عیب نہیں لگاتی۔
- کوشش و محنت سے مال حاصل کر اور اس سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر اور دوسروں کا خزانچی نہ بنا رہ۔
- اپنا مال صاحب حقوق پر خرچ کر اور دوستوں کی خبر گیری رکھ کیونکہ شریف اور نیک کے مناسب حال یہی ہیں کہ وہ سخاوت شعار اور سخی مزاج ہوتا ہے۔
- جو مالدار ہو کر محتاجوں کو کچھ نہ دے، اس سے بڑھ کر کوئی زیادہ گناہ گار اور قابل سرزنش نہیں۔
- اگر تم کمزور کو کچھ دے نہیں سکتے تو اس کے ساتھ مہربانی سے پیش آؤ۔
- جو شخص لوگوں پر اپنا مال خرچ کرتا ہے، ان کو اپنا غلام بنا لیتا ہے۔
- کسی محتاج کو کوئی چیز عطا کرنے میں کل تک دیر نہ کر۔ تمہیں کیا معلوم کہ کل تک تجھے یا اسے کیا پیش آئے گا۔

Marfat.com

- اپنی جان کا دھنی تجھے خود ہونا چاہیے اور جو جو اخراجات تو چاہتا ہے کہ تیرے مال میں سے تیرے وارث تیرے مرنے کے بعد کریں۔ ان کو اپنے ہاتھ سے کر لے (معلوم نہیں کہ کوئی دوسرا کرے گا یا نہیں)۔
- سب سے بڑی خیانت قوم سے غداری ہے۔
- راز اور مال میں خیانت کرنے والے دونوں گناہ میں برابر ہیں۔
- انسان کی طبعی خصلت ہے کہ وہ تمام عمر اپنی جان کو دُنیا کا مال و دولت جمع کرنے کی تکلیف میں مبتلا رکھتا ہے۔
- جب تک پوری طرح کسی آدمی کی حالت معلوم نہ ہو، اس کی دوستی کی طرف رغبت مت کر۔
- جہاں کی ہر ایک چیز میں سے نئی چیز پسند کر مگر بھائی بند قدیمی اور پُرانا اچھا ہے۔
- سب سے بُرا دوست وہ ہے جس کے لیے تو تکلف کرے۔
- اس شخص کی دوستی پر اعتبار نہ کر جو اپنے اقرار کو پورا نہ کرتا ہو۔
- دوست اس وقت تک دوست نہیں جب تک مصیبت میں ہمدردی، غیر حاضری میں حفظ ناموس، مرنے کے بعد ذکر خیر نہ کرے۔
- جو شخص اپنے دوستوں کی خبر گیری نہیں کرتا۔ وہ اپنے دوستوں کو ضائع کر دیتا ہے۔
- جب تک اپنے دوست کا امتحان نہ کرے اس پر اطمینان نہ کر اور اپنے دشمن سے چوکنا اور ہوشیار رہ۔
- مجھے بیش قیمت نفیس دوستوں کے جمع کرنے کی نسبت اس بات کا زیادہ رشک ہے کہ کسی شریف صاحب کرم سے تعارف پیدا ہو۔
- وہ شخص جو اپنے مال سے تیری امداد اور خبر گیری نہیں کرتا۔ اس کو اپنا دوست مت خیال کر۔
- امتحان سے پہلے دوست پر اعتبار مت کر اور قدرت سے پہلے دشمن کے ساتھ مقابلہ نہ کر۔
- امراء کی دوستی کا طمع نہ کر وہ ایسی حالت میں ہیں کہ جب تو ان کے ساتھ مانوس ہو گا تجھے وحشت میں ڈال دیں گے اور جس وقت تو ان سے قریب ہو گا وہ تجھ سے قطع تعلق کریں گے۔
- بے شک دنیا اور آخرت کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کی دو بیویاں ہوں جب ایک کو

Marfat.com

راضی کرتا ہے تو دوسری ناخوش ہو جاتی ہے۔

- جو شخص طلب دنیا میں حد سے بڑھ کر کوشش کرتا ہے وہ محتاج ہو کر مرتا ہے۔
- جو شخص دُنیا کی خدمت کرتا ہے دُنیا اسے اپنا خادم بنا لیتی ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت بجالاتا ہے دُنیا اس کی خادم ہو جاتی ہے۔
- دُنیا کے لوگ باغ کے درختوں کی مثل ہیں کہ سب کو ایک پانی سے سیراب کیا جاتا ہے لیکن ہر ایک کا پھل جُدا جُدا ہے۔
- ضائع شدہ چیز کے خیال میں رہنا وقت کو کھونا اور دُنیا میں رغبت کرنا اللہ تعالیٰ کی ناخوشی حاصل کرنا ہے۔
- یہ کتنی عجیب بات ہے کہ لوگ دُنیا کی تھوڑی سی چیز حاصل ہونے پر خوشیاں مناتے ہیں اور آخرت کی بہت سی چیزیں ضائع ہونے پر غم نہیں کھاتے۔
- جب دُنیا کی کسی چیز کے حاصل کرنے کا خیال ہو اور وہ نہ ملے تو اس کی پرواہ نہ کر۔ اس کا خیال دل سے نکال دے اور جب مل جائے تو اس کو پاس رکھنے کا کچھ زیادہ اہتمام نہ کر۔
- جو شخص دُنیا کی رغبت چھوڑ دیتا ہے اس پر سب مصائب آسان ہو جاتے ہیں اور جو میانہ روی اختیار کرتا ہے اس کی تکالیف کم اور ہلکی ہو جاتی ہیں۔ اس بات سے بچارہ کہ کہیں رشتہ داری کے خیال سے اپنے بھائی کے حقوق ضائع کر ڈالے۔ کیونکہ جس کے حقوق تُو نے ضائع کر دیے وہ کبھی تیرا بھائی نہیں ہو سکتا۔
- جب کسی آدمی کی طرف دُنیا متوجہ ہو تو اسے دوسروں کی خوبیاں پہنا دیتی ہے اور جب کسی سے پیٹھ پھیر لے تو اس کی اپنی خوبیاں بھی چھین لیتی ہے۔
- اگر دُنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی عمدہ اور قابل تعریف چیز ہوتی تو اپنے پیاروں کو خاص طور پر عنایت فرماتا، لیکن اس نے ان کے دلوں کو اس سے ہٹا دیا اور ان کے دُنیاوی سب لالچ اور اُمیدیں مٹا دی ہیں۔
- دُنیا زہر ہے اور اسے وہ شخص کھاتا ہے جو نادان ہے۔
- دُنیا کے ساز و سامان ایک دن ختم ہونے والے ہیں اور اس کی مستعار چیزیں سب واپس

Marfat.com

ہونے والی ہیں۔

- تھوڑی سی دُنیا بھی بہت سی آخرت کو برباد کر دیتی ہے۔
- اگر ضرورت ہو تو بدن سے دُنیا کا کام کر مگر دل کو آخرت کے کاموں میں لگائے رکھ۔
- دُنیا کی مصروفیت کی نسبت اس کو چھوڑ دینا زیادہ اچھا ہے۔
- قبل اس کے کہ تمہارے بدن دُنیا سے نکالے جائیں تم اس کو اپنے دلوں سے نکال دو کہ یہ تمہارے امتحان کا مقام ہے اور تم ایک دوسرے گھر کے لیے پیدا کیے گئے ہو۔
- دُنیا کی طلاق جنت کا مہر اور دُنیا کی طلب تمام فتنوں کا سر ہے۔
- دُنیا بالکل تیرے سایہ کی مثال ہے۔ اگر تو ٹھہر جائے تو وہ بھی ٹھہر جاتا ہے اور اگر تو اِسے پکڑنا چاہے تو وہ تجھ سے دُور ہو جاتا ہے۔
- بلاشبہ تُو دُنیا کے لیے پیدا نہیں ہوا۔ پس اس کی رغبت کو چھوڑ اور اس سے منہ موڑ لے۔
- اگر دُنیا کی کوئی چیز ہاتھ سے چلی جائے تو اس پر بچوں کی طرح گریہ وزاری نہ کر۔
- باپ کے حق میں بیٹے کی شہادت قبول نہیں کی جاتی۔
- تین چیزیں دین کے کمال کی نشانی ہیں:

1- اخلاص

2- یقین

3- قناعت

- تین چیزیں دین کی جڑ ہیں:

1- پاک دامنی

2- حیاء

3- پرہیزگاری

- چار صفات دین کی اصل ہیں:

1- اخلاص عمل

Marfat.com

2- لوگوں کے ساتھ نیکی اور احسان کرنا۔

3- بُرے کاموں سے باز رہنا۔

4- اُمیدوں کو چھوٹا رکھنا۔

○ چھ چیزوں سے آدمی کے دین کا امتحان ہوتا ہے:

1- قوت دین

2- صدق یقین

3- تقویٰ کی مضبوطی

4- خواہش نفس پر غالب آنا۔

5- دُنیا کی چیزوں کی رغبت کم رکھنا۔

6- چیزوں کی طلب میں جائز اور عمدہ طریق اختیار کرنا۔

○ چھ چیزیں دین اسلام کی اساس ہیں:

1- اخلاصِ یقین۔

2- مسلمانوں کی خیر خواہی۔

3- مال کی زکوۃ ادا کرنا۔

4- بیت اللہ کا حج۔

5- نماز کی حفاظت اور پابندی۔

6- دُنیا سے بے رغبت ہونا۔

○ خسارہ میں رہنے والا وہ ہے جس کا دین خراب ہو۔

○ دین ایک پیڑ ہے جس کا میوہ تسلیم و رضا ہے۔

○ دین کی جڑ ادائے امانت اور وفائے عہد ہے۔

○ دین خزانہ ہے اور علم اس کا راستہ ہے۔

○ جس شخص کا دین قوی اور مضبوط ہوتا ہے وہ جزائے اعمال کا یقین رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی

Marfat.com

تقدیر پر راضی رہتا ہے۔

- جو شخص رائے اور تدبیر سے کام کرتا ہے، وہ بے شمار فوائد حاصل کرتا ہے۔
- اپنی رائے میں کسی بُزدل کو شامل نہ کرو ورنہ تجھے کمزور کر دے گا اور پھر تم کچھ نہ کر سکو گے اور چھوٹے چھوٹے کام تجھے بڑے معلوم ہوں گے۔
- آپس میں اس طرح رائے ملاؤ کہ جس طرح پانی اور دودھ مُشک میں ڈال کر ملائے جاتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ایک صحیح اور درست رائے پیدا ہو جائے گی۔
- نیک بیوی ایک طرح کی راحت، غم و فکر ایک قسم کا بڑھاپا اور حسد ایک طرح کا عذاب ہے۔
- لوگوں سے ان کی ذہنی سطح اور فہم کے مطابق بات کرو۔
- آدمی اپنی بات سے وزن کیا جاتا ہے اور اپنے فعل سے قیمت پاتا ہے۔
- زبان کی حفاظت دولت کی حفاظت سے زیادہ مشکل ہے۔
- تین خصائل ایسی ہیں کہ جس شخص میں وہ ہوں ان کو زندگی کا لطف و مزہ حاصل نہیں ہوتا:

1- کینہ

2- حسد

3- بدخلقی

- اپنی اولاد کی تربیت اپنے زمانہ کے طور طریقوں کے مطابق نہیں بلکہ جدید دَور کے تقاضوں کے مطابق کرو کیونکہ وہ تمہارے زمانے سے مختلف زمانہ کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔
- زہد اس کا نام ہے جو چیز موجود ہو جب تک وہ ختم نہ ہو کسی دوسری چیز کی طلب نہ کرے۔
- بہترین زہد یہ ہے کہ آدمی اپنے عہد و پیمان پر قائم رہے اور بہترین امانت عہد کو پورا کرنا ہے۔
- زاہدوں کی سی باتیں نہ کر بلکہ ان کی طرح کام کر۔ گناہوں کو نہ صرف بُرا سمجھ بلکہ گناہوں سے باز رہ۔ نیک لوگوں کی نہ صرف محبت کا دم بھر بلکہ ان جیسے کام کر۔ دنیا فانی کے حاصل کرنے میں جلدی نہ کر بلکہ آخرت باقی کا خیال رکھ۔ صرف لوگوں کو سیدھی راہ نہ بتا بلکہ خود ان پر کاربند رہ۔ اپنی ظاہری دین داری کے ذریعے لوگوں کو مائل نہ کر بلکہ دل سے ان کا عامل ہو جا۔

Marfat.com

- وہ شخص جس کے بھائی دوسروں کے محتاج ہوں، لائق سیادت نہیں۔
- سعادت سے کامیابی اور قناعت سے عزت حاصل ہوتی ہے۔
- سخاوت یہ ہے کہ تم اپنا مال خرچ کرو اور دوسروں کے مال پر نظر نہ رکھو۔
- سخی ہمیشہ اپنا مال خرچ کر کے اپنی عزت محفوظ رکھتا ہے جب کہ بخیل عزت دے کر مال بچا لیتا ہے۔
- سخاوت ایک پسندیدہ خصلت ہے اور غرور بے وقوفی اور کمینگی ہے۔
- سخاوت اچھی خصلت اور وفاداری عمدہ عادت ہے۔
- جو شخص تیری طرف راغب اور متوجہ ہوتا ہے اس کی مدد اور اعانت تجھ پر واجب ہو جاتی ہے۔
- بہترین بخشش وہ سخاوت ہے جس میں انعامات اور بدلہ لینے کا خیال نہ ہو اور اچھا بھائی وہ ہے جو اپنے بھائیوں کو دوسروں کی طرف محتاج نہ ہونے دے۔
- بہترین سخاوت موجود چیز کو خرچ کرنا ہے۔
- حق بات کے کہنے میں سخاوت اور ناحق کے کہنے میں بخل کر۔
- سخاوت کا اچھا ساتھی حیا ہے اور ایمان کا اچھا ساتھی رضا ہے۔
- سچائی رفعتِ مرتبہ کا ذریعہ ہے۔
- سچائی ایک اچھا وسیلہ ہے اور معافی دینا ایک عمدہ فضیلت ہے۔
- سچائی دین کا لباس اور زہد یقین کا ثمرہ ہے۔
- سچائی اسلام کا ستون اور ایمان کا کھیت ہے۔
- سب سے زیادہ اس شخص پر بھروسا رکھنا چاہیے جو سچ بولتا ہو۔
- جو شخص سُستی کرتا ہے وہ پیچھے رہ جاتا ہے۔
- کام میں دیر کرنا سُستی کی نشانی ہے۔
- جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے عقل و فہم دیا ہے، وہ ہمیشہ برموقع استفسار کیا کرتا ہے۔
- اگر کسی سوال کا جواب معلوم نہ ہو تو اس کے جواب میں لا اعلم (میں نہیں جانتا) کہنا نصف

Marfat.com

علم ہے۔

- جس کو کسی سوال کا جواب نہیں آتا وہ ''واللہ اعلم'' کہنے سے نہ شرمائے۔
- کسی نے آپ سے پوچھا کہ مشرق ومغرب کے درمیان کتنا فاصلہ ہے تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ ان کے درمیان اتنا فاصلہ ہے کہ سورج چار پہر میں اسے قطع کرتا ہے۔
- مانگنے میں منہ بند کرنا محرومی کا باعث اور مال جمع کرنا غم وفکر کا چشمہ ہے۔
- لوگوں کے دل قفل کی مانند ہیں جن کی چابی سوال ہے۔
- قیامت کے روز ہر شخص کو دراصل اس کے اہل وعیال کی نسبت باز پرس ہوگی۔
- جو شخص لوگوں سے زیادہ سوال کرے اور اپنی حاجات ان کے سامنے پیش کرتا رہے وہ ذلیل اور خوار ہو جاتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ عارف وہ ہے جو اس سے سوال کرے۔
- جو شخص تیرے سامنے دوسرے کا شکریہ ادا کرتا ہے تو سمجھ لے کہ وہ تجھ سے کچھ مانگتا ہے۔
- جو محتاج شخص سوال نہ کرے اسے بغیر مانگے دے اور جو سوال کرے اس سے نیک سلوک کر اور کبھی سائل کو واپس نہ کر۔
- دنیا کے حلال مال کا حساب ہوگا اور حرام کا عذاب ہوگا یعنی پوچھا جائے گا کہ کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا۔
- اگر سوال کرنے کی ضرورت ہو تو ایسے طور پر کر جس سے آبرو باقی رہے اور کوئی خرابی پیش نہ آئے۔
- اگر تو کسی سے کوئی چیز طلب کرے تو اس میں تخفیف کو ملحوظ رکھ۔
- جو شخص با موقع سوال کرتا ہے وہ علمی فوائد سے مالا مال ہوتا ہے۔
- جو شخص شریف النفس ہوتا ہے۔ اس کے دوست اور مہربان زیادہ ہوتے ہیں، اور جو شخص لوگوں کے ساتھ احسان زیادہ کرتا ہے۔ اس کے بہت سے آشنا پیدا ہو جاتے ہیں۔
- شرافت اور بزرگی اس کا نام ہے کہ آدمی مال خرچ کر کے اپنی عزت بچائے اور کمینگی یہ ہے کہ جان چلی جائے مگر پیسہ خرچ نہ ہو۔

Marfat.com

- شریف جب مال دار ہوتا ہے تو لوگوں کی حاجت پوری کرتا ہے اور جب تنگدست ہوتا ہے تو اپنے اخراجات میں کمی کر لیتا ہے مگر کسی سے سوال نہیں کرتا۔
- شرافت اپنی بلند ہمتی سے حاصل ہوتی ہے، نہ کہ باپ دادا کی بوسیدہ ہڈیوں پر فخر کرنے سے۔
- شریف کا نہ دینا کمینے کے عطا کرنے سے کہیں بہتر ہے۔
- شریف کی پہچان یہ ہے کہ جب اس سے کوئی سختی کرے تو سختی سے پیش آتا ہے اور جب کوئی نرمی سے سلوک کرے تو نرم ہو جاتا ہے۔
- دوستوں کی خبر گیری اور مدد کرنا شریف الاصل لوگوں کا کام ہے۔
- تین چیزیں بہترین سرمایہ ہیں:

  1- نعمتوں کی شکر گزاری۔

  2- عہد کی وفاداری۔

  3- صلہ رحمی وحفاظت قرابت داری۔
- شکر نعمتوں کا بیج اور سخاوت بزرگ ترین عادت اور مال جمع کرنا غم وفکر کا چشمہ ہے۔
- شکر گزاری احسان سے زیادہ مرتبہ رکھتی ہے کیونکہ یہ باقی رہتی ہے اور احسان کرنے والا جو چیز دیتا ہے وہ ختم ہو جاتی ہے۔
- جب تجھے کوئی چیز ملے تو اس کا شکر بجالا اور جب مصیبت میں مبتلا ہو تو صبر اختیار کر۔
- مجھے اس شخص کی حالت پر تعجب ہے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو دیکھتا ہے اور پھر اس کی قدرت میں شک کرتا ہے۔
- مجھے اس شخص کی حالت پر تعجب ہے جو عالم دنیا کو دیکھتا اور پھر عالم آخرت میں شک کرتا ہے۔
- بھوکے شریف اور پیٹ بھرے کمینے کے حملے سے بچو۔
- بے شک مردوں کی نگاہیں اِدھر اُدھر عورتوں پر پڑتی ہیں اور اسی سبب سے ان کے پاؤں پھسل جاتے ہیں پس تم میں سے جب کوئی شخص کسی عورت کو دیکھے اور وہ اسے پسند آئے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی عورت کے پاس جائے کیونکہ جیسی وہ عورت ہے ویسی ہی اس کی اپنی عورت ہے۔

Marfat.com

- کسی کے ہاتھ کو چومنا جائز نہیں سوائے اپنی عورت کے ہاتھ کو وہ بھی عالم شہوت میں یا پھر بیٹے کے ہاتھ کو محبت پدری ہے۔
- جو شخص صبر اختیار کرتا ہے وہ کامیابی پاتا ہے، اور جو جلد بازی کرتا ہے وہ ٹھوکر کھاتا ہے۔
- آہستگی ادائے فرض کے سوا تمام کاموں میں اچھی ہے۔
- صبر وہ سواری ہے جو کبھی ٹھوکر نہیں کھاتی۔
- نیکی کرنے والے کی نیکیوں کا وزن کیا جائے گا۔ سوائے صبر کرنے والوں کے کہ انہیں بے اندازہ اور بے حساب دیا جائے گا۔
- مصائب کا مقابلہ صبر سے اور نعمتوں کی حفاظت شکر سے کرو۔
- بہترین صبر وہ ہے جو مصیبت کی تلخی کے وقت ہو۔
- سختی اور مصیبت کی تلخی میں میٹھا صبر اختیار کر۔
- جو شخص صبر کے کڑوے گھونٹ نہیں پیتا۔ اسے بے صبری ہلاک کر دیتی ہے اور جس شخص کی پرہیز گاری سے اصلاح پیش ہوئی۔ اس کو لالچ بگاڑ دیتی ہے۔
- صلہ رحمی حصول محبت کا موجب اور دشمنوں کی ناخوشی کا باعث ہے۔
- سب سے اچھی مروّت صلہ رحمی اور سب سے اچھی امانت داری رعایت عہد اور وفاداری ہے۔
- صلہ رحمی نعمتوں کو جاری کراتی اور عذاب کو ہٹاتی ہے۔
- صلہ رحمی عمریں بڑھاتی اور مال میں برکت دیتی ہے۔
- جو شخص طمع کو لازم پکڑتا ہے، اس میں پرہیز گاری مفقود ہو جاتی ہے۔
- اخلاص کا سب سے پہلا مرتبہ یہ ہے کہ انسان لوگوں کے حال سے نا اُمید ہو جائے۔ کسی کے مال کی طمع اور لالچ نہ رکھے۔
- علم سے آدمی کو بزرگی حاصل ہوتی ہے اور حرص آدمی کو ذلیل کرنے کی راہ ہموار کرتی ہے۔
- علم عقل کا چراغ ہے اور علم بے عمل گمراہی ہے۔
- علم اور عمل دونوں ساتھ ساتھ ہیں، پس جسے علم حاصل ہو وہ عمل بھی کرے۔

Marfat.com

- علم حاصل کرو اس سے تمہیں حیات ابدی حاصل رہے گی۔
- علم کو لازم پکڑ کہ یہ ایک وراثت بیش قیمت ہے۔
- طالب علم کا فرض ہے کہ علم کی طلب میں اپنے نفس کو تکلیف میں ڈالے۔ علم کے حاصل کرنے میں کبھی دل میں ملال نہ لائے اور اپنے پڑھے ہوئے کو زیادہ نہ سمجھے۔
- علم سے بڑھ کر کوئی خزانہ زیادہ فائدہ مند نہیں اور حلم سے بڑھ کر کوئی عزت زیادہ سچی اور بلند نہیں۔
- علم جیسا کوئی ذخیرہ نہیں اور علم کے برابر کوئی فضیلت نہیں۔
- علم کا سر نرمی اور جہالت کا سر بے وقوفی ہے۔
- علم سے بردباری کا درجہ حاصل ہوتا ہے اور خوف الٰہی سے رونا بندے کے گناہوں کو مٹاتا ہے۔
- بہترین علم وہ ہے جس کے ساتھ عمل ہو اور بہترین کلام وہ ہے جس سے سننے والے کو ملال اور بوجھ نہ ہو۔
- علم حاصل کرو، اور علم کے ساتھ سکون و وقار اور بردباری کو اپنی عادت بناؤ۔
- سب سے اعلیٰ درجے کے اعمال تین ہیں:

  1- اخلاصِ ایمان
  2- سچی پرہیزگاری
  3- کمال یقین
- بے شک تیرا گزشتہ دن چلا گیا اور آئندہ موہوم ہے اس لیے موجودہ وقت کو غنیمت سمجھ کر عمل صالح کر لے۔
- بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر چند فرائض عائد فرمائے ہیں پس تم ان کو ضائع نہ کرو اور تمہارے لیے کئی حدیں مقرر کی ہیں پس تم ان سے آگے نہ بڑھو اور کئی ایک چیزوں سے منع کیا ہے پس ان کے ارتکاب سے باز رہو۔
- جس شخص کے اخلاق بُرے ہوتے ہیں، وہ اپنے آپ کو عذاب اور تکلیف میں مبتلا کرتا ہے۔

Marfat.com

- جو شخص اخلاص نیت سے کام کرتا ہے، وہ اپنے مطلب کو پہنچ جاتا ہے۔
- جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہے، وہ اس پر عمل کرتا ہے۔
- جو شخص دیانت سے کام کرتا ہے وہ ایک مضبوط قلعے کی پناہ میں محفوظ رہتا ہے۔
- جو شخص اعمال صالحہ میں کوتاہی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے غم اور فکر کی بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے۔
- علم پڑا گر عمل نہ ہو تو وہ انسان کے حق میں حجت ہے۔
- علم پر عمل کرنا کمال نعمت ہے اور معرفت الٰہی انتہائی مقصود ہے۔
- عمل میں اگر اخلاص نہیں تو وہ خاک و غبار ہے۔
- علم پر عمل کرنے والا گویا شاہراہ پر چلنے والا ہے۔
- راستی بہترین قول اور سچائی بہترین عمل ہے۔
- نیک عمل انسان کا نہایت اچھا جانشین ہے۔
- نیک عمل کمانا آخرت کی تجارت ہے۔
- اعمال صالح کو لازم پکڑ کہ یہ جنت کے لیے زادِ سفر ہیں۔
- اچھا عمل وہ ہے جس میں صدقِ نیت اور اخلاص ہو۔
- تم اچھا کرو اور زمانہ تم کو بُرا سمجھے، یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ بجائے اس کے کہ تم بُرا کرو اور زمانہ تم کو اچھا سمجھے۔
- جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے وہ آخرت کے مقصود و مراد کو پہنچ جاتا ہے۔
- جب تجھے کسی کام کی دشواری کا اندیشہ ہو تو اس کے واسطے سخت اور مضبوط ہو جا۔ اس طرح وہ کام تجھ پر آسان ہو جائے گا۔
- اے مومن جب تک تو نقصان سے ترقی نہ کرے تب تک کمال کو کبھی حاصل نہیں کر سکتا۔
- بہترین عمل وہ ہے جس سے لوگ تیرے شکر گزار ہوں اور اچھا مال وہ ہے جس سے شریف لوگ غلام اور تابع ہوں۔
- کام تب دُرست ہوتے ہیں جب کام کرنے والے اچھے ہوں۔

Marfat.com

- جو شخص مال دار اور امیر ہوتا ہے، گھر والے بھی اس کی عزت و تعظیم کرتے ہیں۔
- بے ہودہ فضول باتوں کا خیال چھوڑ دے کہ عزت ملے اور غذا کم کھا کہ بیماری پیدا نہ ہو۔
- تیرا مہمان اگرچہ ادنیٰ شخص ہو مگر اس کی عزت کر۔ گرچہ تو بادشاہ یا حاکم ہو، مگر اپنے باپ اور اُستاد کی تعظیم و عزت کے لیے کھڑا ہو جا۔
- تو اپنے آپ کو اپنے مرتبہ سے نیچے رکھ۔ لوگ تجھے تیرے مرتبے سے زیادہ سمجھیں گے۔
- ایک ساعت کی ذلت تمام عمر کی عزت کو برباد کر دیتی ہے۔
- اللہ تعالیٰ کے سوا ہر ایک وہ چیز جو واحد اور ایک کہلائے وہ نہایت قلیل اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہر ایک عزت والا ذلیل ہے۔
- بے شک عدل اس کا نام ہے کہ تو فیصلہ انصاف سے کرے اور ظلم سے بچا رہے۔
- بے شک یاد رکھو! کہ اللہ تعالیٰ نے عدل و انصاف کرنے کا حکم دیا اور ظلم و بے حیائی کی باتوں سے منع فرمایا ہے۔
- جو شخص عدل و انصاف کرتا ہے، اس کا حکم سب لوگ قبول کر لیتے ہیں۔
- جو دوسروں کے ساتھ عدل و انصاف سے پیش آتا ہے، لوگ اس سے انصاف سے پیش آتے ہیں۔
- عدل میں فراخی اور وسعت ہے۔
- سیاست میں عدل کرنے کے برابر کوئی ریاست نہیں۔
- آدمی کا تاج اس کی پاک دامنی اور اس کی زینت اس کا انصاف ہے۔
- جو شخص ملک میں عدل و انصاف جاری کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت نازل فرماتا ہے۔
- انصاف کی غایت یہ ہے کہ آدمی پہلے نفس کے ساتھ انصاف کرے۔
- جو شخص انصاف کے زیور سے آراستہ ہو جاتا ہے۔ وہ شریفوں کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے۔
- سب سے بڑا عادل وہ فرد ہے جو ایسے لوگوں کے ساتھ انصاف کرے جو اس پر ظلم کرتے ہیں۔
- بُرائی کرنے والے کا سب سے اچھا مقابلہ یہ ہے کہ اس سے درگزر کیا جائے۔

Marfat.com

- مردانگی اس بات میں ہے کہ تو اپنے بھائی بندوں کی لغزشوں کا تحمل کرے اور اپنے پڑوسیوں کی خبر گیری رکھے۔
- لوگوں کے قصوروں اوران کی غلطیوں سے درگزر کراور کسی کوکوئی تکلیف نہ پہنچا۔
- اگر کوئی شخص تیرے ساتھ نیکی کرے تو اس کے عوض میں اس کے ساتھ نیکی کراور اگر کوئی بدی کرے تو جب تک اس سے دین میں کوئی رخنہ نہ پڑے اور اسلام کوضعف نہ پہنچے، اس سے درگزر کر۔
- یہ دوآدمی مسلمانوں کونقصان پہنچائیں گے:

  1- عالم بےعمل۔

  2- جاہل عابد۔
- عالم وہ ہے جس کے اعمال اس کے افعال کی درستی کے شاہد ہوں اور پرہیز گار وہ ہے کہ اس کا نفس پاک اور خصائل اچھے ہوں۔
- علماء کی دوستی اور آشنائی دین کا ایک حصہ ہے، اسے ضرور حاصل کرنا چاہیے۔
- عالم وہی ہے، جس نے علم پڑھ کرعمل کیا۔
- عالم وہی ہے جس کا اپنے علم پرعمل ہو۔
- جوشخص سوچ سمجھ کر بات چیت کرتا ہے، وہ بہت کم غلطی کرتا ہے۔
- غور کا انجام کامیابی اور غفلت کا نتیجہ محرومی ہے۔
- پہلے سوچ پھراس کے بعد کلام کرتا کہ غلطی سے بچار ہے۔
- جوغور وفکر سے کام کرتا ہے وہ انجام کار کوسوچ لیتا ہے۔
- غیبت سے پرہیز کر کہ یہ تجھے اللہ تعالیٰ سے دور اور لوگوں کا دُشمن بناتی اور تیرے نیک اعمال کا اجر برباد کرتی ہے۔
- غصہ دلوں کی آگ اور کمینگی نہایت بُرا عیب ہے۔
- جواپنے غصہ پر غالب آجائے وہ شیطان پر فتح پاتا ہے اور جو اپنے غصے سے مغلوب ہوا

Marfat.com

شیطان اس پر فتح مند ہو جاتا ہے۔

- اسراف اور فضول خرچی میں کوئی شرافت نہیں اور میانہ روی اور متوسط حال اختیار کرنے میں مال کے لیے بربادی اور ہلاکت نہیں۔
- مال خرچ کرنے میں میانہ روی اختیار کر اور اسراف وفضول خرچی سے دور رہ۔
- بے شک قناعت میں تونگری اور بلاشبہ حرص میں رنج ہے۔
- جو قناعت وصبر اختیار کرتا ہے وہ غنی ہوتا ہے۔
- جس شخص میں عقل ہوتی ہے، وہ قناعت اختیار کرتا ہے۔
- غنی وہ ہے جو قناعت کرے، اور باعزت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مصروف ہو۔
- قناعت وہ دولت ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی۔
- قناعت سے عزت اور اطاعت سے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔
- اگر قناعت اختیار کرے گا تو عزت ہوگی اور اگر اخلاص رکھے گا تو کامیابی حاصل ہوگی۔
- قانع جیسا کوئی صاحب عزت نہیں اور لالچی کے برابر کوئی ذلیل نہیں۔
- قانع آدمی لوگوں میں آرام سے رہتا اور حریص غلام بنا رہتا ہے۔
- جو قناعت کرتا ہے وہ عزت پاتا ہے اور مستغنی ہو جاتا ہے اور جو طمع کرتا ہے وہ ذلت اور تکلیف اُٹھاتا ہے۔
- قرآن پاک کی تلاوت اچھی طرح غور وفکر سے کرو کیونکہ یہ سینوں کے امراض کے لیے شفا ہے۔
- قرآن مجید میں گزشتہ لوگوں کے حالات، آئندہ کے واقعات کی خبریں اور تمہارے دین ودنیا کی ضرورت کے احکام ہیں۔
- اگر دوست ناشکری کرے تو بھی اس سے قطع تعلق نہ کر، دشمن اگرچہ شکر گزار ہو مگر اس پر بھروسا نہ کر۔
- ایک دوسرے کی مدد چھوڑنے، باہمی مخالفت اور قطع رحم سے پرہیز کرو۔

Marfat.com

- لالچ اول درجے کی بُرائی ہے، اور علم سے بردباری پیدا ہوتی ہے۔
- لالچ کی نیت کرنے پر اچھے بھلے آدمی ذلیل وخوار ہو جاتے ہیں۔
- تھوڑی سی لالچ بہت سی پرہیز گاری کو بگاڑ دیتی ہے۔
- جو شخص دُنیا کا زیادہ حریص ہوتا ہے اس کی قدر ذلیل ہو کر رہ جاتی ہے۔
- جو شخص لالچ کا بندہ اور غلام ہو وہ متقی اور پرہیز گار کیوں کر ہوسکتا ہے۔
- وہ شخص بھی جھوٹا ہے جو ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اور پھر دُنیا کی حرص اور لالچ میں پڑ کر جھوٹی قسمیں کھاتا ہے اور لہو ولعب کے اسباب میں پڑتا ہے۔
- لالچ سے انسان دوسرے کا غلام ہو رہتا ہے۔
- لالچ سے ذلت ملتی ہے۔
- مجھے اس شخص کی حالت پر تعجب ہے جو لوگوں کو مرتے دیکھتا ہے اور اپنی موت کو بھول جاتا ہے۔
- انسان کی ہر سانس موت کی طرف ایک قدم ہے۔
- موت ہر ایک زندہ کے سر پر کھڑی ہے۔
- اگر موت کا وقت معلوم ہوتا تو سب اُمیدوں اور اُمنگوں پر پانی پھر جاتا۔
- موت کے لیے ہر وقت تیار رہو کیونکہ وہ ہر گھڑی سر پر کھڑی ہے۔
- جو شخص موت کو یاد رکھتا ہے وہ دُنیا کے تھوڑے سے مال پر قناعت کرتا اور خوش رہتا ہے۔
- مومن کے لیے سب سے بہتر تحفہ موت ہے۔
- جو شخص موت کو یاد رکھتا ہے۔ وہ دنیا کی آرزوؤں کو بھول جاتا ہے اور جس شخص کی نیت خالص ہوتی ہے، وہ بُرے کاموں سے دُور رہتا ہے۔
- جو شخص موت کو زیادہ یاد کرتا ہے، اس میں دنیا کی رغبت کم ہو جاتی ہے۔
- ہر ایک آدمی کی موت کے لیے ایک دن مقرر ہے جس سے وہ آگے نہیں بڑھتا اور ہر ایک کے پیچھے موت لگی ہے، جو سب کو ہانک رہی ہے۔
- معافی ایک اعلیٰ درجے کی نیکی ہے۔

Marfat.com

- معافی نہایت اچھا انتقام، امانت داری بڑی کامیابی اور حسد شیطان کا بھاری پھندا ہے۔
- بے شک سب سے اچھا مال وہ ہے جس سے آخرت میں ذخیرہ وثواب اور دُنیا میں نیک نامی وتعریف حاصل ہو۔
- بے شک سب سے افضل مال وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ثواب کا استحقاق حاصل ہو۔
- جو شخص دنیاوی مال ومتاع میں زیادتی کا خواستگار ہوتا ہے آخرت میں وہ نقصان اور گھاٹے میں پڑتا ہے۔
- مال دنیا میں انسان کو بلند قدر بناتا ہے، مگر آخرت میں خوار کرتا ہے۔
- مال کا جمع کرنا، غم میں پڑنا ہے۔
- سب سے مفید مال وہ ہے جس سے فرض ادا کیا جائے اور سب سے بڑھنے والا وہ مال ہے جس سے تو آخرت کی خریداری کرے۔
- کثرت مال دل کو خراب کرتی اور بہت سے گناہوں میں پھنساتی ہے۔
- بہت سے مال جمع کرنے والے ایسے ہیں جو عنقریب اسے چھوڑ جائیں گے۔
- جس کو تجھ سے سچی محبت ہوگی، وہ تجھے فضول اور ناجائز کاموں سے ہٹا دے گا۔
- خوشی کے اوقات وہ ہیں جو آپس میں پیار اور محبت سے گزریں۔
- قابل محبت بہت کم لوگ ہوتے ہیں۔
- جب کسی سے محبت کرے تو حد سے زیادہ نہ کر اور جب کسی سے دُشمنی کرے تو اس سے بالکل میل ملاپ ترک نہ کر۔
- علم مومن کا دوست، عقل اس کی وزیر، صبر اس کی سپاہ اور عمل اس کا منتظم ہے۔
- مومن لوگ دنیا دے کر دین محفوظ رکھتے ہیں اور بدکار دین بیچ کر دنیا کی حفاظت کرتے ہیں۔
- متوسط طور پر خرچ کرنے سے تھوڑا مال بھی زیادہ ہو جاتا ہے اور فضول خرچی سے بہت سا مال بھی ختم ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

- اے مومن، خرچ کرنے میں میانہ روی اختیار کر اور اسراف کو چھوڑ دے۔ آج کے روز کل کو یاد کر اور مال صرف اتنا اپنے پاس رکھ، جس سے تیری ضروریات پوری ہو جائیں اور باقی جو زائد ہو اس کو اپنی محتاجی کے دن کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر، تا کہ تجھے اس مال سے راحت پہنچے۔
- اپنے کاموں میں میانہ روی کو لازم پکڑ کیونکہ جو اس سیدھی سڑک سے ہٹ جائے وہ ظالم ہے اور جو اُسے پکڑے رہے وہ عادل کہلاتا ہے۔
- ہمارا طریقہ میانہ روی اور ہمارا دستور راست روی ہے۔
- جو شخص میانہ روی اختیار نہیں کرتا وہ اسراف میں ہلاک ہو جاتا ہے۔
- تین چیزیں بہت بڑی مصیبت ہیں:

1- عیال کی کثرت
2- ہمیشہ کی بیماری
3- قرض کی زیادتی

- جو شخص کسی مصیبت کی شکایت کرتا ہے جو اس پر نازل ہوتی ہے تو گویا وہ اپنے پروردگار کی شکایت کرتا ہے۔
- جو شخص اپنی تکالیف لوگوں پر ظاہر کرتا ہے، وہ اپنے آپ کو دوہرے عذاب میں پھنساتا ہے۔
- مصیبت پہلے ایک ہوتی ہے مگر گھبرانے سے دو ہو جاتی ہیں۔
- عورت سراپا شر اور خرابی ہے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ خرابی ہے کہ عورت کے بغیر گزارہ نہیں۔
- آدمی کے لیے یہ سب سے زیادہ سخت مصیبت ہے کہ اس میں عقل نہ ہو۔
- آدمی کو تمام مصائب لالچ اور دلی آرزوؤں کے پیچھے پڑنے سے پیش آتے ہیں۔
- جو شخص لوگوں کے ساتھ اچھا معاملہ کرتا ہے۔ لوگ اس کے عوض میں اس کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہیں۔
- جو شخص یتیموں کی خبر گیری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بچوں کی خبر گیری کرے گا۔
- جو شخص لوگوں کو اپنے مال سے محروم رکھتا ہے، وہ شفا اور تندرستی سے محروم رہتا ہے۔

Marfat.com

- جو شخص خواہش نفسانی کے پیچھے پڑتا ہے، وہ ذلیل وخوار ہو جاتا ہے۔
- جو شخص نفسانی خواہشات کے پیچھے پڑتا ہے، وہ ہلاک ہوتا جاتا ہے۔
- نفسانی خواہشات شیطان کے جال اور پھندے ہیں۔
- تھوڑی سی خواہش نفسانی عقل کو بگاڑ دیتی ہے۔
- جس شخص کو اللہ تعالیٰ اپنی بہت سی نعمتوں سے نوازتا ہے، اس سے بہت سے لوگوں کی حاجات وابستہ کر دیتا ہے۔
- عقل سے بڑھ کر کوئی نعمت افضل نہیں اور جہل سے بڑھ کر کوئی مصیبت زیادہ سخت اور دُشوار نہیں۔
- جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے ناراض ہو کر اس سے اپنی کوئی نعمت دور کرنا چاہتا ہے تو سب سے پہلے اس کی عقل میں بگاڑ پیدا کر دیتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ نے جتنی نعمتیں اپنے بندے کو انعام فرمائی ہیں، ان میں علم، عقل، عدل اور حکمت افضل ہیں۔
- نعمت کا شکر عذاب الٰہی سے بچاتا ہے۔
- اگر مال خرچ کرنے سے دین اور عزت میں ترقی ہو جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔
- نصیحت ایک اچھا ہدیہ اور خوفِ الٰہی ایک اچھی عبادت ہے۔
- جو شخص اپنے نفس کی اصلاح نہیں کرتا، وہ نہایت خسارے اور نقصان میں رہتا ہے۔
- جو شخص اپنے نفس کو بُرائیوں سے محفوظ رکھتا ہے، وہ اپنے آپ کو معزز اور باوقار بنا لیتا ہے۔
- انسان کو ضروری ہے کہ آٹھ پہر میں ایک ایسی گھڑی مقرر کرے جس میں تمام مشاغل سے فارغ ہو کر اپنے نفس کے ساتھ حساب کرے کہ اس نے دن رات میں کون سے کام اپنے نفع کے کئے ہیں۔
- جب آدمی اپنے نفس سے خوش ہوتا ہے تو پروردگار اس سے ناخوش ہوتا ہے۔
- تیرا نفس تجھ سے وہ کام کرائے گا جس کے ساتھ تو نے اسے مانوس کر رکھا ہے۔

Marfat.com

- عمل کی درستی نیت کی دُرستی سے اور بدن کی دُرستی پرہیز اور ترک سستی سے حاصل ہوتی ہے۔
- دُنیا سے خوش ہونا نہایت نادانی اور اس موجودہ فانی گھر پر مغرور ہونا کمال بیوقوفی ہے۔
- دُنیا کے اُلٹ پلٹ دیکھ کر اس کی طرف مائل ہو جانا بڑی نادانی ہے۔
- پڑوسی کی بدخواہی اور نیک لوگوں کے ساتھ بُرائی کرنا بہت بڑی نادانی ہے۔
- دُنیا کے ایسے مال کو زیادہ جمع نہ کر کہ نہ وہ تیرے لیے اور نہ تو اس کے لیے باقی رہے گا اور یہ بڑی نادانی اور جہالت ہے۔
- تین چیزیں آدمی کو ہلاک کرنے والی ہیں:

1- عورت کی فرمانبرداری کرنا۔

2- غصہ کرنا۔

3- شہوت پرستی۔

- صدق یقین کی تین نشانیاں ہیں:

1- دُنیا کی فضول اُمیدوں کو چھوٹا کرنا۔

2- اخلاص عمل۔

3- دُنیا سے بے رغبت ہونا۔

- یقین انسان کے لیے سراسر خوشی اور پرہیزگاری باعث عزت ہے۔
- یقین زہد کا پھل اور مروت عہد پورا کرنے کا نام ہے۔
- یقین ایمان کی نشانی اور حرص بُرائی کا سبب ہے۔

Marfat.com